الکلمۃ العلیا

لاعلاء

علم المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مصنف:

صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین

مرادآبادی علیہ الرحمۃ

نعیمی کتب خانہ

۷۸۶

وعلمک ما لم تکن تعلم

الحمد للہ کہ کتاب

الکلمۃ العلیا

لاعلاء

علم المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مصنفہ حامی سنت صدر الافاضل حضرت
مولانا مولوی حافظ حکیم محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی
دام فیضہ جس میں مخالفین کے تمام سائلوں کے ردّ و جملہ شکوک و
اوہام کے شافی جواب ہیں (مولانا) محمد نعیمی نے اپنے

مطبع نعیمی مراد آباد میں چھپا کر شائع کی

بار اول ۱۵۰۰ قیمت عہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ الْاِنْسَانَ وَعَلَّمَهُ الْبَیَانَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدِ نِ الَّذِیْ عَلَّمَهٗ عُلُوْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهِ الْعَالِمِیْنَ بِمَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ وَاَصْحَابِهِ الَّذِیْنَ اخْتَارَهُمُ اللّٰهُ لِعُلُوْمِهٖ وَفُنُوْنِهٖ اما بعد بندہ مسکین المعتصم بحبل اللہ المتین محمد نعیم الدین خصہ اللہ بمزید الصدق والیقین ابن الفاضل الکامل حضرت مولانا مولوی محمد معین الدین صاحب مدظلہ العالی مرادآبادی صانہما اللہ الہادی عن کید الاعادی برادران اسلام کی عالی خدمت مین عرض کرتا ہو کہ آجکل مسئلہ علم نبی کریم علیہ وعلی آلہ واصحابہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم علماء مین ایسا زیر بحث ہو کہ ہر طرف اسی کا ذکر سنا جاتا ہے چنانچہ اسی بحث مین جناب مولانا مولوی شاہ سلامت اللہ صاحب رامپوری دام فیضہ نے جو اجلۂ فضلاء اہلسنت مین سے ہین ایک رسالہ مسمی بہ اعلام الاذکیاء تالیف فرمایا جسکی حالت مصنف علام کی جلالت علمی کی شہرت کے باعث محتاج بیان نہین۔ اس رسالہ مین مولانا صاحب موصوف نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے علم ما کان وما یکون کا اثبات کیا ہو اور کافی ثبوت دیتے ہین۔ باینہمہ رامپور کے ایک عالم مولوی حافظ احمد اللہ صاحب نے اس رسالہ کے جواب مین ایک رسالہ لکھا جسکا نام اعلاء کلمۃ الحق ہو حافظ صاحب موصوف نے اس رسالہ مین جناب مولانا سلامت اللہ صاحب دام فیضہ کی نسبت ایسی ایسی سخت کلامیان اور یاوہ گوئیان کین جو علماء کی شان سے بعید ہین مسئلہ کے متعلق وہ رکیک باتین خلاف صواب تقریرین کین جو عاقل وفہیم شخص سے توقع نہین اسلئے ہیچمیرز نے باستدعائے احباب

بالخصوص میاں محمد اشرف صاحب شاذلی کے اصرار سے حافظ صاحب مذکور کے رسالہ کا جواب لکھا اور اسکا نام **الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفٰی** رکھا اگرچہ حافظ صاحب نے اپنے رسالہ میں بہت سخت کلامیاں کی تھیں مگر میں نے اُن کے جواب میں کوئی سخت کلامی نکی اور اسکام کو اُنہی کی ہمت اور حوصلہ پر چھوڑا۔ کیونکہ زبان درازی عجز کی نشانی ہو۔ حافظ صاحب اور اُنکے ہم مذہبوں کے رسالے اکثر بدزبانیوں سے بھرے ہوتے ہیں۔ غالباً یہ حضرات فرصت کے اوقات اِسی کام کی مہارت حاصل کرنے میں صرف کرتے رہتے ہیں جسطرح مَیں نے حافظ صاحب موصوف کے ساتھ کوئی سخت کلامی نہیں کی اسیطرح اُنکی سخت کلامی۔ زیادہ گوئی فضول بات کے جواب کی طرف بھی رُخ نہیں کیا۔ البتہ مسئلہ کے متعلق علمی بحثیں کیں اور حافظ صاحب موصوف کے شبہات کو دفع کیا۔ اعتراضوں کے جواب دیئے اور جوابات میں تحقیق کو مدنظر رکھا نا انصافی اور تعصب کو پاس نہ آنے دیا حتے الوسع یہ کوشش بھی کی کہ مخالفین کے رسالے جمع ہوں چنانچہ مسطورہ ذیل رسالے دستیاب ہوتے سب پر نظر ڈالی مگر تقریباً سب کی تقریریں ملتی جلتی ہیں شاذ و نادر کسی میں کوئی بات کم و بیش ہو۔ تاہم مَیں نے اس رسالہ میں سب کے جواب دیتے اللہ جل شانہٗ اسکو میرے لئے کفارہ سیئات فرمائے۔ ناظرین سے دعائے خیر خاتمہ مسئول اور نظر انصاف مامول ہے۔"

مخالفین کے وہ رسالے اور فتوے جنکا ہمنے بعونہ تعالےٰ جواب لکھا ہے یہ ہیں

تقویۃ الایمان۔ نصیحۃ المسلمین۔ مسئلہ علم غیب از مولوی محمد یحییٰ مصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی۔ علمی رسالہ فتوے مولوی غلام محمد راندیری۔ فتوے علمائے دیوبند وغیرہ مجموعہ مطبع صدیقی لاہور۔ کشف الغطاء عن ازالۃ الخفا مؤلفہ مولوی محمد سعید بنارسی۔ سہم الغیب فی کبد اہل الریب مؤلفہ مولوی عبد المجید بریلوی۔ رد السیف علی من سلہ۔ باپچھت۔ تنزیہ التوحید مؤلفہ مولوی محمد غلام نبوی۔ براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان مؤلفہ مولوی اشرف علی تھانوی۔ تحقیق حق۔ تقریر مولوی محمد ادریس صاحب۔ علم غیب کا فیصلہ مطبوعہ مطبع اہل حدیث امرتسر۔ اہلحدیث کا مذہب مصنفہ ابو الوفا ثناء اللہ امرتسری۔ اعلاء کلمۃ الحق قبل اسکو

مخالفین کی تحریروں کے جواب میں قلم اٹھایا جاتے مناسب معلوم ہوتا ہی کہ مسئلہ کو مختصر طور پر لکھدیا جا

تقریر مسئلہ

تقریر مسئلہ حضرت حق سبحانہ تعالےٰ نے اپنے نبی مکرم نور مجسم سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو جمیع اشیاء جملہ کائنات یعنی تمام ممکنات حاضرہ وغائبہ کا علم عطا فرمایا۔ بدء الخلق یعنی ابتدائے آفرینش سے دخول جنت و دوزخ تک سب مثل کف دست ظاہر کر دکھایا۔ خود ارشاد فرمایا الرحمن علم القرآن اس آیۂ شریفہ سے صاف ظاہر کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے سرور کائنات کو قرآن کی تعلیم فرمائی اور قرآن شریف میں تمام اشیاء کا بیان

حضور کے لئے علم جمیع اشیاء کا ثبوت قرآن پاک سے

ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیء پس جب کلام پاک ہر چیز کا بیان اور سرور اکرم اُسکے عالم تو بے شبہ سرور اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم جملہ اشیاء کے عالم ہوتے حکی ابن سراقۃ فی کتاب الاعجاز عن ابی بکر بن مجاہد انہ قال یوما من شیء فی العالم الا وہو فی کتاب اللہ فقیل لہ فاین ذکر الخانات فقال فی قولہ لیس علیکم جناح ان تدخلوا بیوتا غیر مسکونۃ فیہا متاع لکم فہی الخانات (اتقان صفحہ ۳۶۹) ابن سراقہ نے کتاب الاعجاز میں ابوبکر بن مجاہد سے حکایت کی انھوں نے ایک روز یہ کہا کہ کوئی چیز جہان میں ایسی نہیں جسکا ذکر کلام اللہ شریف میں نہ ہو کسی نے کہا کہ سراؤں کا ذکر کہاں ہے فرمایا کہ اس آیت میں لیس علیکم جناح ان تدخلوا الآیۃ اب ثابت ہوا کہ تمام اشیاء کا ذکر قرآن پاک میں ہے اور حضرت اُس کے عالم تو تمام اشیاء کے عالم ہوئے قولہ تعالےٰ خلق الانسان علمہ البیان (وفی معالم التنزیل) قال ابن کیسان خلق الانسان یعنی محمدا صلے اللہ علیہ وسلم علمہ البیان یعنی بیان ما کان وما یکون (وفی التفسیر الحسینی) یا بوجود آورد محمد را و بیاموزانید وے را بیان آنچہ بود و ہست و باشد آیۂ شریفہ کا مطلب ان دونوں تفسیروں کی بموجب یہ ہوا کہ اللہ تعالےٰ جلشانہ نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو پاک کے علوم ما کان و ما یکون سے سرفراز و ممتاز فرمایا یعنی گذشتہ و آئندہ اور یہ واضح رہے کہ حضور سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے ہم جمیع غیوب غیر متناہیہ کا علم ثابت کرتے ہیں نہ جملہ معلومات الٰہیہ کا حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ کے علم کو علم الٰہی سے کوئی نسبت نہیں ذرہ کو آفتاب سے اور قطرہ کو سمندر سے جو نسبت ہو وہ بھی یہاں متصور نہیں کہاں خالق اور کہاں مخلوق مماثلت و مساوات کا تو ذکر ہی کیا۔ علم الٰہی کے حضور تمام مخلوق کے علوم اقل قلیل ہیں کوئی ہستی نہیں رکھتے

لیکن بایں ہمہ عطائے الٰہی سے حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جمیع کائنات تمام ما کان و ما یکون کے علوم حاصل ہیں الحمد للہ ہم نہ مماثلت و مساوات کے قائل نہ عطائے الٰہی اور فضائل احمدی (صلے اللہ علیہ وسلم) کے منکر مخالفین کا الزام مماثلت و مساوات ہم پر افترا ہے حیرت یہ ہے کہ کذب جیسے قبیح عیب پر تو حضرت حق جل و علا کی قدرت ثابت کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگائیں اور ناکام کوششیں کی جائیں اور حضور کو جمیع اشیاء کا علم عطا فرمانیے خداوند عالم کو عاجز سمجھا جائے. تعجب. اللہ سبحانہ ہمارے بنی نوع کو ہدایت فرمائے

تقویۃ الایمان کے لغویات کا رد

سرآمد مخالفین نے کس دلیری سے حضرت حق سبحانہ تعالےٰ کی نسبت یہ بیہودہ کلمات لکھ ڈالے نزدیک و دور کی خبر رکھنی اللہ ہی کی شان ہے۔ خداوند عالم کی جناب میں نزدیک اور دور کا لفظ لکھتے شرم نہ آئی. افسوس۔ اس سے بڑھکر اور ملاحظہ فرمائیے لکھتے ہیں کہ غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے دریافت کر لیجئے. یہ اللہ ہی کی شان ہے (تقویۃ الایمان صفحہ ۲۳)

ان سادہ لوحوں کے خیال میں ہر چیز کا علم ہر وقت اللہ جلشانہ کو بھی حاصل نہیں بلکہ جب چاہتا ہے کسی چیز کا علم دریافت کر لیتا ہے معاذ اللہ العلی العظیم علم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی نسبت جو بیہودہ کلمات بعضے کوتاہ اندیش لوگوں نے لکھے ہیں انکی نقل کرتے ہوئے طبیعت پریشان ہوتی ہے اس لئے میں اللہ جل شانہ سے یہ دعا کر کے (کہ الٰہی اپنے بندوں کو ہدایت فرما)

مسئلہ کا ثبوت آیتوں سے

اپنے مدعا کی طرف آتا ہوں حضرت سید کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کو اللہ جلشانہ نے جمیع اشیاء یعنی تمام ممکنات ما وجد و یوجد کا علم مرحمت فرمایا۔ چنانچہ مذکورۂ بالا آیتوں اور حدیثوں سے یہ امر ثابت ہو گیا. مگر مزید اطمینان کیلئے کسی قدر اور بھی تحریر میں لایا جاتا ہے یہ تو خوب واضح رہے کہ قرآن شریف اور احادیث رسول کریم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اس مسئلہ کے ثبوت میں اتنی کثیر موجود ہیں کہ ان سب کا اس مختصر میں نقل کر دینا ممکن نہیں، اب جو یہاں نقل کیا جاتا ہے وہ مشتے نمونہ از خروارے ہے اللہ جلشانہ فرماتا ہے۔ وعلمك ما لم تكن تعلم اے محمد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اللہ جلشانہ نے تمہیں تعلیم فرمایا جو جو کچھ تم نہیں جانتے تھے (آیت (۱)) وما كان الله ليطلعكم على الغيب ولكن الله يجتبي من رسله من يشاء فآمنوا بالله ورسله وان تؤمنوا وتتقوا فلكم اجر عظيم اور اللہ جلشانہ

کہ تمکو مطلع کردے غیب پر اور لیکن اللہ جل شانہ چھانٹ لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہے پس ایمان لاؤ تم اللہ اور اس کے رسولوں پر اور اگر ایمان پر رہو تم اور پرہیزگاری پر رہو تم کو بڑا ثواب ہے الفتوحات الالہیہ بتوضیح تفسیر الجلالین للدقائق الخفیہ المعروف بالجمل مطبوعہ مطبع مرتضوی جلد اول صفحہ ۴۰۸ میں ہے والمعنی ولکن اللہ یجتبی ای یصطفی من رسلہ من یشاء فیطلعہ علی الغیب اور معنے یہ ہیں لیکن اللہ جلشانہ چھانٹ لیتا ہے یعنی برگزیدہ کرتا ہے اپنے رسولوں میں سے جسکو چاہتا ہے پس مطلع کرتا ہے اس کو غیب پر آیت (۲) عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول اللہ جل جلالہ عالم الغیب ہے پس کسی کو اپنے غیب پر ظاہر نہیں کرتا مگر جس کو کہ مرتضی کر لیے رسولوں میں سے اہل تدقیق فرماتے ہیں کہ لا یظہر غیبہ علی احد نہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں فرماتا کیونکہ اظہار غیب تو اولیائے کرام قدست اسرارہم پر بھی ہوتا ہے اور بذریعہ انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہم پر بھی ہوتا ہے۔ بلکہ یہ فرمایا لا یظہر علی غیبہ احدا۔ اپنے غیب خاص پر کسی کو ظاہر و غالب و مسلط نہیں فرماتا۔ مگر رسولوں کو ان دونوں مرتبوں میں کیسا فرق عظیم ہے اور یہ کیسا مرتبہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء کے لیے قرآن عظیم سے ثابت ہے تفسیر روح البیان جلد رابع صفحہ ۴۹۶ میں اسی آیت کی تفسیر میں ہے قال ابن الشیخ انہ تعالیٰ لا یطلع علی الغیب الذی یختص بہ علمہ الا المرتضی الذی یکون رسولا وما یختص بہ یطلع علیہ غیر الرسول یعنی ابن شیخ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے غیب خاص پر جو اس کے ساتھ مختص ہے رسول مرتضیٰ کے سوا کسی کو مطلع نہیں فرماتا اور جو غیب کہ اس کیساتھ خاص نہیں اس پر غیر رسول کو بھی مطلع فرماتا ہے آیت (۳) وما ھو علی الغیب بضنین یعنی نہیں وہ غیب پر بخیل ھو کا مرجع یا اللہ جل شانہ ہے یا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم یا قرآن شریف ہر صورت میں ہمارا مدعا حاصل ہے کما سیاتی یہاں صرف اسی قدر آیات پر اکتفا کرتا ہوں اور اب احادیث شریفہ کا جلوہ دکھاتا ہوں حدیث (۱) عن عمر قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اہل الجنۃ منازلہم واہل النار منازلہم حفظ ذلک من حفظہ ونسیہ

من نسی رواہ البخاری (از مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۰۶ سطر ۹ مطبوعہ مجتبائی) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرور اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہماری مجلس میں قیام فرما کر ابتدائے آفرینش سے لے کر جنتیوں اور دوزخیوں کے اپنی اپنی منزلوں میں داخل ہونے تک کی خبر دی اور کہا اس کو جس نے یاد رکھا اس کو اور بھلا دیا جس نے بھلا دیا۔ حدیث۔ (۲) عن عمرو بن الاخطب الانصاری قال صلے بنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یوما الفجر وصعد علی المنبر فخطبنا حتے حضرت الظہر فنزل فصلے ثم صعد المنبر فخطبنا حتے حضرت العصر ثم نزل فصلے ثم صعد المنبر حتے غربت الشمس فاخبرنا بما ہو کائن الی یوم القیمۃ قال فاعلمنا احفظنا رواہ مسلم (از مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۴۳ سطر ۱ باب المعجزات) روایت ہے عمرو بن اخطب انصاری سے کہا نماز پڑھائی ہم کو آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک روز فجر کی اور چڑھے منبر پر پس خطبہ فرمایا ہمارے لئے یا وعظ فرمایا یہاں تک کہ آ گیا وقت ظہر کی نماز کا پھر اترے اور نماز پڑھی ظہر کی پھر چڑھے منبر پر اور خطبہ فرمایا ہمارے لئے یہاں تک کہ آ گیا وقت عصر کی نماز کا پھر اترے اور نماز پڑھی عصر کی پھر چڑھے منبر پر اور خطبہ فرمایا ہمارے لئے یہاں تک کہ غروب ہوا آفتاب یعنی پس تمام روز خطبہ ہی میں گزرا پس خبر دی ہم کو ساتھ اس چیز کے کہ ہونے والی ہے قیامت تک یعنی وقائع اور حوادث اور عجائب اور غرائب قیامت تک کے مجمل یا مفصل، بیان فرماتے پس اس میں بہت سے معجزے ہوتے کہا عمرو نے پس دانا ترین ہمارا یعنی اب) بہت یاد رکھنے والا ہمارا ہے یعنی اس دن کو ذکر کیا طیبی اور کہا سید جمال الدین نے اولیٰ یہ ہے کہ کہا جاوے بہت یاد رکھنے والا ہمارا آج اس قصہ کو دانا ترین ہمارا ہے یعنی اب نقل کی یہ مسلم نے (از مظاہر الحق مطبوعہ مطبع نولکشور ربع چہارم صفحہ ۶۱۳) مولوی محمد سعید صاحب بنارسی کشف الغطاء عن ازالۃ الخفا صفحہ ۲۹ میں لکھتے ہیں حضرت مؤلف مجہول کی ذرا استعداد علمی کا ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔ احفظنا اعلمنا کا ترجمہ آپ نے بڑے حافظ ڈالا کیا ہے پس ایسی سمجھ اور ایسی استعداد پر اہل حق کا مقابلہ میاں استعداد علمی نہ تھی تو مظاہر الحق دیکھ لیا ہوتا۔ کہ حضرت (صلے اللہ علیہ وسلم) نے ہم کو یاد کرا دیا اور بتا دیا کچھ تو شاگردی کا احسان مانو گے انتہی بلفظہ ع چہ دلاور ست دزدے کہ بکف چراغ دارد۔ مولوی محمد سعید صاحب بنارسی کا جوش

مولوی محمد صاحب بنارسی کی لیاقت دیانت

اورزبان درازی توانہی چند الفاظ سے ظاہر ہے مگر یہ دیکھنا ہے کہ یہ جوش اور اُستادی
کا دعوے اور صاحب ازالۃ الخفا کے ترجمہ کی تغلیط کہاں تک صحیح ہے اوّل تو یہ قابل ملاحظہ صاحبان
عقل ہے مولوی بنارسی نے احفظنا اعلمنا کا ترجمہ جو بحوالہ مظاہر الحق ان الفاظ میں کیا ہے (کہ حضرت نے
ہمکو یاد کرا دیا اور بتا دیا) مظاہر الحق میں کہیں بھی اسکا کچھ پتا و نشان ہے یا نہیں ہیں نے مظاہر حق
کی عبارت جو اسی حدیث کا ترجمہ ہے بحوالہ صفحہ نقل کی آپ ملاحظہ فرمائیے اسمیں وہی ترجمہ ہے جو
صاحب ازالۃ الخفا نے کیا تھا اور جسپر بنارسی صاحبنے اعتراض کیا بنارسی صاحبنے جو ترجمہ کیا
مظاہر الحق میں اسکا پتہ تک نہیں ثانیا بنارسی صاحبنے صرف اپنی زبان سکے دوسرے
ترجمہ مذکورہ غلط بتا دیا کوئی وجہ غلطی کی نہ تھی۔ نہایت عجب تو یہ ہے کہ خود ہی مظاہر الحق
کا حوالہ دیا اور مظاہر میں اس کے برعکس موجود۔ بنارسی صاحب کا ترجمہ جو انہوں نے اپنے دل
سے گھڑا غلط ہے چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی لمعات شرح مشکوٰۃ شریف میں فرماتے ہیں فاعلمنا
احفظنا یوشد تنبیک الاخبار لاشتمالها علی علومهم وحجۃ آپنے اپنے فرقہ کو اہل حق کہا اور دیانت
کا فضول مظاہر کا نام بدنام کیا۔ کیا اہل حق کے یہی فعل ہوتے ہیں؟ کیوں جناب اسی لیاقت
ودیانت پر استاد بننے اور رسالے لکھنے کا شوق ہے؟ یہ صاحب فریق مخالف کے محدث سمجھے جاتے
ہیں بیان سے مخالفین کے عالموں اور محدثوں کی خوش لیاقتیاں اندازہ کیجا سکتی ہیں ولا حول
ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اب مظاہر الحق کا یہ وہابیت سوز فقرہ کہ پس خبر دی ہمکو تمام
اس چیز کے کہ وہ ہونیوالی ہے قیامت تک یعنی وقائع اور حوادث اور عجائب غرائب قیامت
تک کے ملاحظہ فرمانے کے قابل اور یاد رکھنے کے لائق ہے حدیث (۳) عن حذیفۃ قال
قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاما ما ترک شیئا یکون فی مقامہ
ذلک الی قیام الساعۃ الا حدث بہ حفظہ من حفظہ ونسیہ من نسیہ قد علمہ اصحابی
هؤلاء وانہ لیکون منہ الشیء قد نسیتہ فاراہ فاذکرہ کما یذکر الرجل وجہ الرجل
اذا غاب عنہ ثم اذا راٰہ عرفہ متفق علیہ (از مشکوٰۃ شریف صـ۴۷۱ سطر ۷ کتاب الفتن
فصل اول روایت ہے حذیفہ سے کہا کھڑے ہوئے ہم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہونا یعنی خطبہ پڑھا
اور حفظ کیا اور خبر دی ان فتنوں کی کہ ظاہر ہونگے نہیں چھوڑی کوئی چیز کہ وقوع ہونیوالی تھی اس مقام

مخالفین کے اہل حق کے کرتے ہیں

میں قیامت تک مگر کہ بیان فرمایا اس کو یاد رکھا اس کو اس شخص نے کہ یاد رکھا اسکو اور بھول گیا اسکو جو شخص کہ بھول گیا یعنی بعضوں نے یاد رکھا اور بعض نے فراموش کیا کہا حذیفہ نے کہ تحقیق جانا ہے اس قصہ کو میرے ان یاروں نے یعنی جو کہ موجود ہیں صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) میں سے لیکن بعضے نہیں جانتے ہیں اس کو مفصل اس لئے کہ واقع ہوا ہے ان کو کچھ نسیان کہ جو خواص نسیان سے ہے اور میں بھی انہی میں سے ہوں کہ جو کچھ بھول گئے ہیں جیسے کہ بیان کیا اپنے حال کو اور تحقیق شان یہ ہے کہ البتہ واقع ہوتی ہے ان چیزوں میں سے کہ خبر دی تھی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ چیز کہ تحقیق بھول گیا ہوں میں اسکو پس دیکھتا ہوں میں اس چیز کو پس یاد لاتا ہوں میں اسکو جیسے کہ یاد لاتا ہے شخص چہرہ شخص کا یعنی بطریق اجمال و ابہام کے جبکہ غائب ہوتا ہے اس سے اور فراموش کرتا ہے اس کو ساتھ تفصیل و تشخیص کے پھر جبکہ دیکھتا ہے اسکو پہچان لیتا ہے اسکو شخص یعنی ایسے ہی میں وہ باتیں مفصل بھولا ہوا ہوں لیکن جبکہ واقع ہوتی ہے کوئی بات انہیں سے تو پہچان لیتا ہوں کہ یہ وہی ہے جس کی حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی تھی نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (مظاہر الحق صـ۳۱۳ سطر ۱۳) حدیث (۴) مشکوٰۃ شریف صـ۵۱۲ سطر ۳ فضائل سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ زوی لی الارض فرأیت مشارقها ومغاربها انتهی بقدر الحاجة روایت ہے ثوبان سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیشک اللہ تعالیٰ نے سمیٹی میرے لئے زمین یعنی اس کو سمیٹ کر مثل ہتھیلی کے کر دکھایا پس دیکھا میں نے اسکے مشرقوں اور مغربوں کو یعنی تمام زمین دیکھی (مظاہر الحق صـ۵۰۳ سطر ۱) حدیث (۵) مشکوٰۃ شریف صـ۶۹ سطر ۲ باب المساجد) عن عبد الرحمن بن عائش قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأیت ربی عز وجل فی احسن صورة قال فیم یختصم الملأ الاعلی قلت انت اعلم قال فوضع کفه بین کتفی فوجدت بردها بین ثدیی فعلمت ما فی السموات والارض وتلا وکذلک نری ابراهیم ملکوت السموات والارض ولیکون من الموقنین رواه الدارمی مرسلا۔ عبد الرحمن بن عائش سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے اپنے رب عز وجل کو اچھی صورت میں دیکھا فرمایا رب نے کہ ملائکہ کس

میں جھگڑا کرتے ہیں میں نے عرض کیا کہ تو ہی خوب جانتا ہے۔ فرمایا سرور اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے کہ پھر میرے رب عز وجل نے اپنی رحمت کا ہاتھ میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا میں نے اُس کے وصول فیض کی سردی اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان پائی پس جان لیا میں نے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمینوں میں ہے اور حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اس حال کے مناسب یہ آیت تلاوت فرمائی وکذلک الآیہ یعنی ایسے ہی دکھائے ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ملک آسمانوں اور زمینوں کے تاکہ وہ ہو جائیں یقین کرنے والوں میں سے وضع کف کنایہ ہے مزید فضل اور غایت تخصیص اور ایصال فیض اور عنایت و کرم اور تکریم و تائید اور انعام سے اور سردی پانا کنایہ ہے وصول اثر فیض اور حصول علوم سے للّٰہ الحمد کہ اس حدیث شریف سے آفتاب کی طرح روشن ہو گیا کہ ہمارے آقا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو ہر چیز کا علم مرحمت ہوا مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۴۶۳ میں ہے تعلمت[۱] ای بسبب وصول ذلک الفیض ما فی السمٰوات والارض یعنی ما اعلمہ اللّٰہ تعالیٰ مما فیہما من الملٰئکۃ والاشجار وغیرھما عبارۃ عن سعۃ علمہ الذی فتح اللّٰہ بہ علیہ وقال ابن حجر ای جمیع الکائنات التی فی السمٰوات بل وما فوقہا کما یستفاد من قصۃ المعراج والارض ھی بمعنی الجنس ای جمیع ما فی الارضین السبع بل وما تحتہا کما افادہ اخبارہ علیہ السلام من الثور والحوت الذین علیہما الارضون کلہا یعنی ان اللّٰہ اری ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ملکوت السمٰوات والارض وکشف لہ ذلک وفتح علی

حضور کو آسمان و زمین کی تمام کائنات بلکہ اس سے بھی مافوق وما تحت کا علم مرحمت فرمادیا گیا۔

خدا تعالیٰ نے حضور پر غیبوں کے دروازے کھولدئیے

---

[۱] اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ اس فیض کے حاصل ہونے کے سبب سے میں نے وہ سب کچھ جان لیا جو آسمانوں اور زمینوں میں ہے یعنی جو کچھ اللہ سبحانہ نے تعلیم فرمایا اُن چیزوں میں سے جو آسمان و زمین میں ہیں ملائکہ اور اشجار وغیرہما میں سے یہ عبارت ہے حضرت کے وسعت علم سے جو اللہ تعالےٰ نے حضرت پر کھولدیا۔ علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ مافی السمٰوات سے آسمانوں بلکہ ان سے بھی اوپر کی تمام کائنات کا علم مراد ہے جیسا کہ قصۂ معراج سے مستفاد ہے اور ارض بمعنی جنس ہے یعنی وہ تمام چیزیں جو ساتوں زمینوں میں ہیں بلکہ جو اُن سے بھی نیچے ہیں سب معلوم ہو گئیں جیسا کہ حضور کا ثور و حوت کی خبر دینا جن پر سب زمینیں ہیں اسکو مفید ہے یعنی اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آسمانوں زمینوں کے ملک دکھائے اور اسکو انکے لئے کشف فرمادیا اور مجھ پر (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) پر غیبوں کے دروازے کھولدئیے ۱۲

ابواب الغیوب اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات مطبوعہ کلکتہ صہ ۲۶۲ سہ ۳۲ میں اسی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں نعلمت[1] ما فی السموات والارض پس دانستم ہرچہ در آسمانہا ہرچہ در زمین بود۔ عبارتست از حصول تمامہ علوم جزوی وکلی واحاطۂ آں و تلاوت نمود آنحضرت مناسب ایں حال وبقصد استشہاد و بر امکان آن این آیت را کہ وکذلک نری ابراهیم ملکوت السموات والارض وہمچنیں نمودیم ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام را ملک عظیم تمامہ آسمانہا را و زمین را لیکون من الموقنین تا آنکہ گردد ابراہیم از یقین کنندگان بوجود ذات وصفات وتوحید و اہل تحقیق گفتہ اند کہ تفاوت ست درمیان ایں دو روایت زیراکہ خلیل علیہ السلام ملک آسمان و زمین را دید وحبیب ہرچہ در آسمان و زمین بود وحالی از ذوات و صفات و ظواہر و بواطن ہمہ را دید وخلیل حاصل شد مراو را یقین بوجوب ذاتی و وحدت حق بعد از دیدن ملکوت آسمان و زمین چنانکہ حال اہل استدلال و ارباب سلوک و محبان و طالبان می باشد وحبیب حاصل شد مراو را یقین و وصول الی اللہ اول پس ازاں دانست عالم را وحقائق آں را چنانکہ شان مجذوبان و محبوبان و مطلوبان ست او اول موافق ست بقول ما رایت شیئا الا رایت اللہ قبلہ وشتان ما بینہما علامہ طیبی اسی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں والمعنی[2] انہ کما رای ابراھیم ملکوت السموات

تمام علوم جزوی وکلی کا علم واحاطہ

آسمان وزمین کے جملہ ذوات وصفات ظواہر وبواطن سب کا معائنہ فرمایا

---

[1] حاصل عبارت پس جانا میں نے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہو۔ یہ عبارت ہے تمام علوم جزوی وکلی کے حاصل ہونے اور انکا احاطہ کرنے سے اور حضور نے اس حال کے مناسب بقصد استشہاد یہ آیت تلاوت فرمائی وکذلک نری الآیہ یعنی اور ایسے ہی ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو تمام آسمانوں اور زمینوں کا ملک عظیم دکھایا تاکہ وہ وجود ذات و صفات و توحید کا یقین کرنیوالوں میں سے ہوں اہل تحقیق نے فرمایا کہ ان دونوں روایتوں کے درمیان فرق ہے اس لئے کہ خلیل علیہ السلام نے آسمان و زمین کا ملک دیکھا اور حبیب علیہ الصلوٰۃ نے جو کچھ زمین و آسمان میں تھا ذوات صفات ظواہر و بواطن سب دیکھا اور خلیل کو وجوب ذاتی اور وحدت حق کا یقین ملکوت آسمان و زمین دیکھنے کے بعد حاصل ہوا جیسا کہ اہل استدلال ارباب سلوک اور محبوں اور طالبوں کی حالت ہے۔ اور حبیب کو وصول الی اللہ اور یقین اول حاصل ہوا پھر عالم اور اس کے حقائق کو جانا جیسا کہ مجذوبوں مطلوبوں محبوبوں کی شان ہے ۱۲

[2] معنی (حدیث کے) یہ ہیں کہ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آسمان و زمین کے ملک دکھائے گئے ایسے ہی مجھ پر (حضور پر) غیبوں کے دروازے کھول دیئے گئے یہاں تک کہ میں نے جان لیا جو کچھ ان میں (آسمان و زمین) ہے ذوات صفات ظواہر مغیبات سب کچھ ۱۲

[illegible]

والارض کذلک فتح علی ابواب الغیوب حتی علمت ما فیہا من الذوات والصفات انظر لمعرفۃ المغیبات۔ حدیث (۶) مشکوٰۃ المصابیح باب المساجد مواضع الصلوٰۃ ص۷۲ میں بروایت معاذ بن جبل ایک حدیث ہیں یہ الفاظ مروی ہیں آنحضرت فرماتے ہیں فاذا انا بربی تبارک وتعالیٰ فی احسن صورۃ فقال یا محمد قلت لبیک رب قال فیم یختصم الملاء الاعلیٰ قلت لا ادری قالہا ثلثا قال فرایتہ وضع کفہ بین کتفی حتی وجدت برد انا ملہ بین ثدیی فتجلی لی کل شیء وعرفت[1] شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات صفحہ ۳۶۹ میں اسی حدیث کے تحت میں لکھتے ہیں پس ظاہر شد و روشن شد مرا ہر چیز از علوم و شناختم ہمہ را۔ حدیث (۷) مواہب اللدنیہ میں طبرانی سے بروایت ابن عمر مروی ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیہا والی ما ہو کائن فیہا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ہذہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت نے فرمایا کہ اللہ جل شانہ نے میرے لئے دنیا کو ظاہر فرمایا پس میں دنیا کی طرف اور جو کچھ اس میں تا قیامت ہونے والا ہے سب کی طرف اسطرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کی طرف علامہ زرقانی شرح مواہب قسطلانی جلد ۷ صفحہ ۲۳۴ میں لکھتے ہیں ان اللہ قد رفع ای اظہر وکشف لی الدنیا بحیث احطت بجمیع ما فیہا فانا انظر الیہا والی ما ہو کائن فیہا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ہذہ اشارۃ الی انہ نظر حقیقۃ دفع بہ انہ ارید بالنظر العلم اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اللہ جل شانہ نے حضرت کیلئے دنیا ظاہر فرمائی اور حضور نے جمیع ما فیہا کا احاطہ کر لیا اور حضرت کا یہ فرمانا کہ میں اس کو اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو مثل اپنی کف دست مبارک کے ملاحظہ فرما رہا ہوں یہ اشارہ ہے اسطرف کہ حدیث میں نظر سے حقیقۃً دیکھنا مراد ہے نہ کہ نظر کے معنی ؟

---

[1] پس ناگاہ میں اپنے پروردگار کے ساتھ ہوں اچھی صورت میں فرمایا پروردگار نے یا محمد عرض کی میں نے حاضر ہوں اے پروردگار فرمایا کس بات میں ملا اعلیٰ جھگڑتے ہیں میں نے عرض کیا میں نہیں جانتا پروردگار نے یہ تین مرتبہ دریافت فرمایا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے دیکھا کہ پروردگار نے اپنا دست قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا یہاں تک کہ میں نے اس کی ٹھنڈک اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان معلوم کی پس مجھ پر ہر چیز ظاہر ہوگئی اور میں نے پہچان لیا۔

درندوں کا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کی توصیف کرنا ۔

مجازی مشکوٰۃ المصابیح باب المعجزات صفحہ ۵۴۳ میں موجود ہے حدیث (۸) عن ابی ہریرۃ قال جاء ذئب الی راعی غنم فاخذ منها شاۃ فطلبه الراعی حتی انتزعها منه قال فصعد الذئب علی تل فاقعی واستثفر فقال قد عمدت الی رزق رزقنیہ اللہ اخذتہ ثم انتزعتہ منی فقال الرجل تاللہ ان رأیت کالیوم ذئب یتکلم فقال الذئب اعجب من ھذا رجل فی النخلات بین الحرتین یخبرکم بما مضی وما ھو کائن بعدکم قال فکان الرجل یھودیا فجاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرہ واسلم فصدقہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث حاصل یہ کہ ایک بھیڑیا ایک بکریوں کے چرواہے کی طرف آیا اور اُس نے بکریوں کے ریوڑ میں سے ایک بکری پکڑی پس چرواہے نے اُس بھیڑیے کو ڈھونڈا یہاں تک کہ اُس بکری کو اُس سے چھڑا لیا۔ کہا ابوہریرہ نے کہ بھیڑیا ایک ٹیلے پر چڑھ کر بیٹھ گیا اور اپنی دُم اپنے دونوں پاؤں کے درمیان کی اور کہا کہ میں نے اس رزق کا ارادہ کیا جو اللہ جل شانہ نے مجھے دیا تھا اور میں نے اُس کو لے لیا پھر تو نے مجھ سے چھڑا لیا چرواہے نے تعجب سے کہا کہ خدا کی قسم میں نے آج کی طرح کبھی بھیڑیا کلام کرتے نہیں دیکھا بھیڑیے نے کہا کہ اس سے زیادہ تعجب انگیز ایک شخص کا حال ہے جو دو سنگستانوں کے درمیان کھجور کے درختوں یعنی مدینہ میں ہے کہ وہ شخص گذشتہ اور آیندہ یعنی جو کچھ ہو چکا اور جو آئندہ تمہارے بعد ہوگا دُنیا اور عقبےٰ میں سب کی خبریں دیتے ہیں ابوہریرہؓ نے کہا کہ وہ چرواہا یہودی تھا یہ واقعہ دیکھ کر خدمت اقدس نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور حضور کو اس تمام کی خبر دی اور اسلام لایا حضور سید یوم النشور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلےٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے اُس کی خبر کی تصدیق کی ۔

سبحان اللہ جانور اور جانوروں میں بھی درندے تو حضور کو عالم ماکان وما یکون جانیں اور بیان کریں مگر انسان کو ابھی تردد ہی رہے۔ علامہ علی قاری مرقاۃ المصابیح جلد ۵ صفحہ ۴۴ میں یخبرکم بما مضی وما ھو کائن کی شرح یوں کرتے ہیں یخبرکم بما مضی ای بما سبق من خبر الاولین من قبلکم وما ھو کائن بعدکم ای من نبأ الآخرین فی الدنیا ومن احوال الاجمعین فی العقبٰی اس سے معلوم ہوا کہ حضرت گذشتہ اور آئندہ تم سے پہلوں

اور تمہارے بعد والوں کی دُنیا اور عقبیٰ کے جمیع احوال کی خبر دیتے ہیں طبرانی میں حضرت ابوالدرداء سے مروی ہے حدیث (۹) لقد ترکنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما یحرك طائر جناحیہ الا ذکر لنا منہ علما یعنی نبی کریم صلوات اللہ علیہ وسلامہ نے ہم کو اس حال میں مفارقت فرمائی کہ کوئی پرند ایسا نہیں کہ اپنے بازو کو ہلائے مگر حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسکا بھی بیان فرمادیا۔ اب غالباً مخالفین کو تردد ہوگا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دُنیا کی جملہ حالات کیسے بیان فرمادیئے کی حدیثوں میں گزرا کہ ایک ہی روز میں حضور نے قیامت تک کے سب حالات بتائے یہ بات ضرور تعجب انگیز ہوگی کہ ایک دن کا وقت اتنی وسعت کب رکھتا ہے لہذا غور فرمائیے کہ یہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معجزہ تھا کہ حضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ایک ہی دن میں تمام حالات بیان فرمادیئے اللہ جل شانہ نے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ قدرت مرحمت فرمائی تھی۔ عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۔ صفحہ ۲۳ میں ہے فیہ دلالۃ علی انہ اخبر فی المجلس الواحد بجمیع احوال المخلوقات من ابتدائہا الی انتہائہا وفی ایراد ذلک کلہ فی مجلس واحد امر عظیم من خوارق العادۃ کیف وقد اعطی مع ذلک جوامع الکلم صلے اللہ علیہ وسلم یعنی اس حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک ہی مجلس میں مخلوقات کے ابتداء سے انتہا تک جملہ حالات کی خبر دی اور ایک ہی مجلس میں سب کا بیان فرمادینا ایک بڑا معجزہ ہے اور کیوں کر نہ ہو جبکہ حضرت کو حق تعالےٰ نے جوامع الکلم عطا فرمائے۔ مشکوۃ المصابیح باب بدء الخلق وذکر الانبیاء علیہم السلام صفحہ ۵۰۸ میں ہے حدیث (۱۰) عن ابی ہریرۃ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال خفف علی داؤد القرآن فکان یامر بدوابہ فتسرج فیقرء القرآن قبل ان تسرج دوابہ ولا یاکل الا من عمل یدیہ رواہ البخاری۔ ابو ہریرہ سے مروی ہے سرور اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور پڑھنا آسان کیا گیا تھا۔ آپ اپنے جانوروں پر زین کسنے کا حکم فرماتے پس زین کسی جاتی آپ پڑھنا شروع کرتے اور زین کس چکنے سے پہلے آپ زبور ختم کرلیتے اور اپنے کسب سے کھاتے یعنی دو فتدبرا۔ اسی حدیث کے تحت مظاہر حق جلد چہارم صفحہ ۲۸۹ میں ہے اللہ تعالےٰ اپنے اچھے بندوں کیلئے زمانہ کو طے و بسط کرتا ہے یعنی کبھی بہت سا زمانہ تھوڑا ہو جاتا ہے اور کبھی تھوڑا بہت سا اور یہ

حضور نے ایک دن کو دُنیا کے تمام حالات کیسے بیان فرمادیئے

حضرت داؤد علیہ السلام ایک رکاب میں پاؤں رکھکر دوسرے پاؤں رکھنے تک پورا قرآن پاک ختم کرلیتے۔

امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی منقول ہے کہ رکاب میں پاؤں رکھتے اور دوسری رکاب میں پاؤں رکھنے تک قرآن ختم کر لیتے اور ایک روایت میں ہے ملتزم کعبہ سے اُس کے دروازے تک جانے میں پڑھ لیتے ایسا ہی مرقاۃ المفاتیح جلد ۵ صفحہ ۳۴۳ میں ہے قال التوربشتی یرید بالقرآن الزبور کانہ قصد اعجازہ من طریق القراءۃ وقد دل الحدیث علی ان اللہ تعالیٰ یطوی الزمان لمن یشاء من عبادہ کما یطوی المکان لہم وھذا باب لا سبیل الی ادراکہ الا بفیض الربانی۔ مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی نفحات الانس فی حضرات القدس میں نقل کرتے ہیں عن بعض المشائخ انہ قرأ القرآن حین استلم الحجر الاسود والرکن الاسعد الی حین وصول محاذات باب الکعبۃ الشریفۃ والقبلۃ المنیفۃ وقد سمعہ ابن الشیخ شہاب الدین السہروردی منہ کلمۃ کلمۃ وحرفا حرفا من اولہ الی آخرہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم ونفعنا ببرکۃ انوارہم یعنی بعض مشائخ سے منقول ہے کہ انہوں نے حجر اسود کے استلام سے دروازہ کعبہ شریفہ پہنچنے تک تمام قرآن شریف پڑھ لیا اور ابن شیخ شہاب الدین سہروردی نے کلمہ کلمہ و حرف حرف اول سے آخر تک سنا جب حضرت سراپا رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نیازمندوں کا یہ حال ہے تو حضرت کو ایک مجلس میں جملہ احوال کی خبر دینا کیا محال چونکہ اختصار منظور ہے اس لئے اتنی ہی احادیث پر اکتفا کر کے مفسرین محدثین اکابر امت فقہا و علما مشائخ کی تصریحات پیش کرتا ہوں صاحب کتاب الابریز صفحہ ۲۴۴ میں اپنے شیخ سے نقل فرماتے ہیں واقوی الارواح فی ذلک روحہ صلی اللہ علیہ وسلم فانہا لم یحجب عنہا شیء من العالم فہی مطلعۃ علی عرشہ وعلوہ وسفلہ ودنیاہ وآخرتہ ونارہ وجنتہ لان جمیع ذلک خلق لاجلہ صلی اللہ علیہ وسلم فتمییزہ علیہ السلام خارق لہذہ العوالم باسرہا فعندہ تمییز فی اجرام السموات من این خلقت ومتی خلقت ولم خلقت والی این تصیر وفی جرم کل سماء وعندہ تمییز فی ملائکۃ کل سماء واین خلقوا ومتی خلقوا والی این یصیرون وتمییز اختلاف مراتبہم ومنتہی درجاتہم وعندہ علیہ السلام تمییز فی الحجب السبعین وملائکۃ کل حجاب علی الصفۃ السابقۃ وعندہ علیہ السلام تمییز فی اجرام النیرۃ التی فی العالم العلوی مثل النجوم والشمس والقمر واللوح والقلم والبرزخ

ولا الارواح التی فیہ علی الوصف السابق وکنا عندہ علیہ الصلوٰۃ والسلام تمیز فی الجنان ودرجاتہا وعدد سکانہا ومقاماتہم فیہا وکذا ما بقی من العوالم ولیس فی ھذا مزاحمۃ للعلم القدیم الازلی الذی لانہایۃ لمعلوماتہ وذلک لان ما فی العلم القدیم ینحصر فی ھذہ العوالم فان اسرار الربوبیۃ واوصاف الالوھیۃ التی لانہایۃ لہا لیست من ھذا العالم فی شیٔ مختصر یہ کہ اس امتیاز میں سب سے زیادہ قوی روح ہمارے نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی ہے کہ اس روح پاک سے عالم کی کوئی شئے پردہ میں نہیں یہ روح پاک عرش اور اس کی بلندی پستی دنیا و آخرت جنت دوزخ سب پر مطلع ہے کیونکہ یہ سب اسی ذات جمع کمالات کیلئے پیدا کی گئی ہیں۔ صلے اللہ تعالے علیہ وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم آپ کی تمیز ان جملہ عالموں کی خارق ہے آپ کے پاس اجرام سمٰوات کی تمیز ہے کہ کہاں سے پیدا کئے گئے کیوں پیدا کئے گئے کیا ہو جائینگے اور آپ کے پاس ہر ہر آسمان کے فرشتوں کی تمیز ہے اور اس کی بھی کہ وہ کہاں سے اور کب پیدا کئے گئے اور کہاں جائینگے اور انکے اختلاف مراتب اور تفاوت درجات کی بھی تمیز ہے اور ستر پردوں اور ہر پردہ کے فرشتوں کے جملہ حالات کی بھی تمیز ہے۔ عالم علوی کے اجرام تیرہ ستارے سورج چاند لوح قلم برزخ اور اس کی ارواح کی بھی ہر طرح امتیاز ہے اسی طرح ساتوں زمینوں اور ہر زمین کی مخلوقات خشکی اور تری جملہ موجودات کا بھی ہر ہر حال معلوم ہے اسی طرح تمام جنتیں اور ان کے درجات اور انکے رہنے والوں کی گنتی اور مقامات سب خوب معلوم ہیں ایسے ہی باقی تمام جہانوں کا علم ہے اور اس علم میں ذات باری تعالیٰ کے علم قدیم ازلی سے جسکے معلومات بے انتہا ہیں کوئی مزاحمت نہیں کیونکہ علم قدیم کے معلومات اس عالم میں منحصر نہیں ظاہر ہے کہ اسرار ربوبیت اوصاف الوہیت جو غیر متناہی ہیں اس عالم ہی سے نہیں۔ انتہی۔ صاحب کتاب الابریز کی یہ تقریر مخالفین کے اوہام باطلہ کا کافی علاج ہے وہ صاف تصریح فرماتے ہیں کہ حضور کی روح اقدس سے عالم کی کوئی چیز عرشی ہو یا فرشی دنیا کی ہو یا آخرت کی پردہ اور حجاب میں نہیں حضور سب عالم ہیں اور ذرہ ذرہ حضور پر ظاہر و روشن ہے باینہمہ حضور کے علم کو علم الٰہی سے کوئی نسبت نہیں کیونکہ علم الٰہی غیر متناہی ہے اور حضور کا علم خواہ کتنا ہی وسیع ہو متناہی ہے اور متناہی کو غیر متناہی سے نسبت ہی کیا۔ مخالفین جو حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ کی وسعت علم سے واقف ہیں حضرت حق سبحانہ تعالیٰ کی

وسعت علمی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم صاحب کتاب الابریز کی تحریر

علم کی عظمت کیا جانیں جب حضور کے علم کی وسعت سنتے ہیں۔ تو گھبرا جاتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ پاک کا علم اس سے کیا زیادہ ہوگا پس خدا و رسول کو برابر کر دیا۔ یہ انکی نادانی ہے کہ وہ علم الٰہی کو عالم میں منحصر خیال کریں یا علم متناہی کی برابر ٹھہرائیں مسلمان ان دونوں میں فرق کرتے ہیں حضور کے علم کو اس کی وسعت کیساتھ تسلیم کرتے اور عطائے الٰہی کا اقرار کرتے ہیں اور علم الٰہی کو اس کی بے مثال عظمت کے ساتھ مخصوص سمجھتے ہیں درحقیقت علم نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انکار کرنیوالے جو اہل سنت پر مساوات ثابت کرنیکا الزام لگاتے ہیں۔ علم الٰہی کو متناہی سمجھنے میں مبتلا ہیں اور خداوند عالم کے علم کی بھی تنقیص کرتے ہیں اور سچ یہ ہے کہ اللہ سبحٰنہ کے علم و قدرت سے واقف ہوتے تو حضور کے وسعت علم کا انکار نہ کرتے حضور کے کمالات کا انکار وہی کرے گا جو خداوند عالم کی قدرت و عظمت سے بے خبر ہے امنوا باللہ و رسولہ ﷺ ان تومنوا و تتقوا فلکم اجر عظیم۔ زرقانی شرح مواہب اللدنیہ میں امام محمد غزالی سے منقول ہے النبوۃ عبارۃ عما یختص بہ النبی و یفارق بہ غیرہ وھو یختص بانواع من الخواص احدھا انہ یعرف حقائق الامور المتعلقۃ باللہ تعالیٰ و صفاتہ وملٰئکتہ والدار الآخرۃ علما مخالفا لعلم غیرہ بکثرۃ المعلومات و زیادۃ الکشف والتحقیق وثانیھا ان لہ فی نفسہ صفۃ بھا تتم الافعال الخارقۃ للعادۃ کما ان لنا صفۃ تتم بھا الحرکات المقرونۃ بارادتنا وھی القدرۃ وثالثھا ان لہ صفۃ بھا یبصر الملٰئکۃ ویشاھدھم کما ان للبصیر صفۃ بھا یفارق الاعمی ورابعھا ان لہ صفۃ بھا یدرک ما سیکون فی الغیب نبوۃ اس چیز سے عبارت ہے کہ جسکے ساتھ نبی مختص ہو اور غیروں سے ممتاز ہو۔ ایک یہ کہ جو امور اللہ جل جلالہ اور اسکی صفات اور فرشتوں اور آخرت کیساتھ متعلق ہیں نبی انکی حقائق کا عارف ہوتا ہے اور دوسروں کو کثرت معلومات اور زیادتی کشف و تحقیق میں اس سے کچھ نسبت نہیں۔ دوم یہ کہ انکی ذات میں ایک ایسا وصف ہے جس سے افعال خارقہ عادت تمام ہوتے ہیں جسطرح کہ ہمیں ایک وصف قدرت کا ایسا حاصل ہے کہ جس سے ہمارے حرکات ارادیہ پورے ہوتے ہیں۔ سوم یہ کہ نبی کو ایک ایسا وصف حاصل ہے جس سے ملائکہ کو دیکھتا ہے اور انکا مشاہدہ کرتا ہے جسطرح کہ بینا کو ایک وصف حاصل ہے

جس کے باعث وہ نابینا سے ممتاز ہین چہارم یہ کہ نبی کو ایک ایسا وصف حاصل ہے جس سے وہ غیب کی آیندہ باتون کو ادراک کرلیتا ہے۔ اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہ نے انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کو حقائق امور کا علم عطا فرمایا اور کثرت معلومات زیادتی کشف وتحقیق میں اور سب سے ممتاز فرمایا۔ افعال خارقہ کی ایسی صفت عطا فرمائی جیسے ہمین حرکات ارادیہ کی کہ ہم جب چاہین حرکت کرین ایسے ہی وہ جب چاہین افعال خارقہ ظاہر فرمائین۔ ایک صفت دی جس سے وہ ملائکہ کو اسطرح دیکھتے ہین جسطرح بینا ایک صفت غیب[عہ] کی ایسی عنایت فرمائی جس سے وہ غیب کی آیندہ باتیں جانتے ہین ملا علی قاری رحمہ اللہ مرقاۃ المفاتیح جلد ۵ صفحہ ۴۲ مین تحریر فرماتے ہین۔ ان للغیب مبادی ولواحق فمبادیہا لا یطلع علیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل واما اللواحق فھو ما اظہرہ اللہ تعالیٰ علی بعض احبابہ لوحۃ علمہ وخرج بذلک عن الغیب المطلق وصار غیبا اضافیا وذلک اذا تنورت الروح القدسیۃ وازداد نورانیتھا واشراقھا بالاعراض عن ظلمۃ عالم الحس وتجلیۃ مرآۃ القلب عن صدأ الطبیعۃ والمواظبۃ علی العلم والعمل وفیضان الانوار الالہیۃ حتی یقوی النور وینبسط فی فضاء قلبہ وتنعکس فیہ النقوش المرتسمۃ فی اللوح المحفوظ ویطلع علی المغیبات ویتصرف فی عالم السفلی بل یتجلی حینئذ الفیاض الاقدس بمعرفتہ التی ہی اشرف العطایا فکیف بغیرہ۔ خلاصہ یہ کہ غیب کے مبادی پر کوئی ملک مقرب نبی مرسل مطلع نہین البتہ غیب کے لواحق پر اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض احباب کو مطلع فرمایا ہے جس کے علوم مین سے ایک لوح کا علم بھی ہے اور غیب اضافی ہے اور یہ جبھی کہ جب روح قدسیہ منور ہوتی ہے اور عالم حس کی ظلمت اور تاریکی سے اعراض کرنے دل صاف ہونے علم وعمل پر مواظبت کرنے اور انوار الٰہیہ کے فیضان کے باعث اسکی نورانیت اور اشراق زیادہ ہوتا ہے یہانتک کہ اسکے دل میں نور قوی اور منبسط ہوجاتا ہے اور لوح محفوظ کے نقوش اسمین منعکس ہوجاتے ہین اور وہ مغیبات پر مطلع ہوتا ہے اور عالم سفلی مین تصرف کرتا ہے بلکہ اسوقت خود فیاض اقدس جل شانہ اپنی معرفت کے ساتھ تجلی فرماتا ہے اور سب سے بڑا عطیہ ہے جب یہی حاصل ہوا تو اور کیا رہ گیا اس عبارت سے یہ تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہ اپنے احباب کے دل مین ایسا روشن نور عطا فرماتا ہے جسمین

عہ نصیحۃ المسلمین صفحہ ۲۳ کے اس قول کا رد کہ غیب کی بات صرف نبی کو ہی معلوم تھی

اللہ تعالیٰ کے احباب کے سینوں کی نورانیت سے لوح محفوظ کے نقوش انمین منعکس ہوجاتی ہین۔

لوح محفوظ اسطرح منعکس ہو جاتی ہی جیسے آئینہ میں صورت اس نحو پر پاک سے اللہ جل شانہ کے احباب غیبوں پر مطلع ہوتے ہیں عالم میں تصرف کرتے ہیں بلکہ خود حق جل جلالہ انکے دلونمیں تجلی فرماتا ہے ہمارے نزدیک تو انبیاء (صلوٰۃ اللہ علیہم) و اولیاء (قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم) ہی اللہ جل شانہ کے احباب میں ہیں اور یہ رتبے انہی کو حاصل ہیں۔ مگر براہین قاطعہ مولفہ خلیل احمد انبیٹھی معتقد مولوی رشید احمد گنگوہی کے صفحہ ۴۷ میں یہ لکھا ہی شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کونسی نص قطعی ہی عبارت مسطورہ بالا کو ملحوظ رکھ کر یہ عبارت پڑھئے تو یہی سمجھ میں آتا ہی کہ اس قول کے قائل کے نزدیک (معاذ اللہ) سید عالم تو اللہ کے احباب میں سے نہیں ہیں جو انہیں وسعت علمی حاصل ہوتی۔ اگر ہیں تو شیطان و ملک الموت اللہ جل شانہ کے احباب میں ہیں جن کی وسعت علمی نص سے ثابت ہے استغفر اللہ العلی العظیم۔ علامہ علی قاری کی عبارت سے صاف ظاہر ہی علوم حق سبحانہ تعالیٰ اپنے دوستونکو عطا فرماتا ہی اور براہین قاطعہ میں صراحت کہ شیطان و ملک الموت کی وسعت علمی نص سے ثابت تو پھر ملک الموت اور شیطان لعین اللہ کے دوستوں میں کیوں نہوں۔ استغفر اللہ شیطان لعین دشمن خدا و رسول کے لئے اثبات علوم کرنا اور سید عالم حبیب کرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کا نام پاک آتے ہی منکر ہو جانا کیا ایمان ہے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ پہلے ہی کیا خوب فرماگئے ہیں ؎

صاحب براہین کی تقریر پر شیطان لعین کا اللہ تعالیٰ کے احباب میں ہونا لازم آتا ہی

از نبی برخوان کہ دیو و قوم او	می برند از حال انسان خفیہ بو
از رد کانش ازان آگاہ نیست	زانکہ زین محسوس زین اشیا نیست
چون شیاطین باپلیدیہائے خویش	واقفند از سر ما در فکر و کیش
پس چرا جانہائے روشن بجہان	بیخبر باشند از حال نہان
در سرایت کمتر از دیوان شدند	روحہا کہ خیمہ بر گردون زدند
دیو دزدانہ سوئے گردوں رود	از شہاب او محرق و مطعون شود
آں ز رشک روحہائے دل پسند	از فلک شان سرنگوں می افگنند
تو اگر شلی و لنگ و کور و کر	این گمان بر روحہائے مہبر
شرم دارد لاف کم زن جان من	کہ بسے جاسوس ہست از سوئے تن

این طبیبان بدن دانشورند ۔ بر سقام تو ز تو واقف ترند
تا ز قارورہ ہمی بینند حال ۔ کہ ندانی تو از آن رو اعتلال
ہم ز نبض و ہم ز رنگ و ہم ز دم ۔ بو برند از تو بصد گونہ سقم
پس طبیبان الٰہی در جہان ۔ چون ندانند از تو اسرار نہان
ہم ز نبضت ہم ز چشمت ہم ز رنگ ۔ صد سقم بینند از تو بیدرنگ
قول و فعل آن بول قارورہ بود ۔ کہ طبیب جسم را برہان بود
وان طبیب روح در جانش رود ۔ وز رہ جان اندر ایمانش رود
ہست پیشش سر ہر اندیشہ ۔ چون چراغے در درون شیشہ
حاجتش نبود بفعل و قول خوب ۔ احذروہم ہم جواسیس القلوب
این طبیبان نوآموزند خود ۔ کہ بدین آیات شان حاجت بود
کاملان از دور نامت بشنوند ۔ تا بقعر تار و پودت در روند
بلکہ پیش از زادن تو سالہا ۔ دیدہ باشندت بچندین حالہا
حال تو دانند یک یک مو بمو ۔ زانکہ پر ہستند از اسرار ہو

علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ قصیدہ بردہ میں فرماتے ہیں

فان من جودک الدنیا وضرتہا ۔ ومن علومک علم اللوح والقلم

اے نبی کریم صلے اللہ تعالے علیک وسلم آپکے دریائے عطا وسخا میں سے دنیا وعقبی ہے اور منجملہ آپکے علوم کے لوح وقلم کا علم ہے اور قرآن شریف میں وارد ہے وکل صغیر وکبیر مستطر لوح محفوظ میں چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوتی ہے علامہ شیخ ابراہیم بیجوری شرح بردہ میں فرماتے ہیں فان قیل اذا کان علم اللوح والقلم بعض علومہ صلی اللہ علیہ وسلم فما البعض الآخر اجیب بان البعض الآخر ہو ما اخبرہ اللہ تعالی عنہ من احوال الآخرۃ لان القلم انما کتب فی اللوح ما ہو کائن الی یوم القیمۃ فقط یعنی اگر شبہہ کیا جاوے کہ جب علم لوح وقلم حضور کے علوم کا بعض ٹھہرا تو وہ حضور کے علوم میں باقی کیا رہگیا تو جواب دیا جاوے گا کہ باقی احوال آخرت ہیں جنکی اللہ جل شانہ نے حضور کو اطلاع فرمائی کیونکہ

قلم نے لوح میں قیامت تک کے امور ہی تو لکھے ہیں علامہ علی قاری حل العقدہ شرح البردۃ میں فرماتے ہیں۔ وکون علومھما من علومہ صلے اللہ علیہ وسلم ان علومہ تتنوع الی الکلیات والجزئیات وحقائق وعوارف ومعارف تتعلق بالذات والصفات وعلمھا یکون نھرا من بحور علمہ وحرفا من سطور علمہ یعنی علوم لوح وقلم کے آپکے علوم میں سے ہونیکا بیان یہ ہے کہ آپ کے علوم متنوع ہوتے ہیں کلیات وجزئیات وحقائق وعوارف ومعارف کی طرف جو ذات وصفات سے متعلق ہیں اور لوح وقلم کے علوم آپکے علوم کے سمندروں میں سے ایک نہر اور آپ کے علوم وسیعہ کی سطروں میں سے ایک حرف ہیں علامہ زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں وقد تواترت الاخبار واتفقت معانیھا علی اطلاعہ صلے اللہ علیہ وسلم علی الغیب ولا ینافی الآیات الدالۃ علی انہ لا یعلم الغیب الا اللہ لان المنفی علمہ من غیر واسطۃ اما اطلاعہ علیہ باعلام اللہ فمحقق بقولہ تعالیٰ الا من ارتضیٰ من رسول اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اخبار متواتر ہیں اور انکی معانی اسپر متفق ہیں کہ ہمارے نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب پر مطلع ہیں اور یہ مضمون آیات نافیہ غیب عن غیر اللہ کے منافی نہیں کیونکہ جہاں نفی ہے وہ علم ذاتی کی ہے جو بے واسطہ ہو لیکن حضرت سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا باعلام الٰہی مطلع ہونا الا من ارتضیٰ من رسول سے ثابت ہے روح البیان میں ہے وقد انعقد الاجماع علی ان نبینا صلے اللہ علیہ وسلم اعلم الخلق وافضلھم یعنی اسپر اجماع ہو گیا ہے کہ ہمارے نبی کریم صلوات اللہ علیہ وسلامہ تمام مخلوقات سے زیادہ علم اور فضیلت رکھتے ہیں علامہ علی قاری شرح شفا جلد اول صفحہ ۲۰۷ میں لکھتے ہیں فصل (ومن معجزاتہ الباھرۃ) ای آیاتہ الظاھرۃ (وما جمعہ اللہ لہ من المعارف) ای الجزئیۃ (والعلوم) ای الکلیۃ والمدرکات الظنیۃ والیقینیۃ او الاسرار الباطنۃ والانوار الظاھرۃ (وخصہ من الاطلاع علی جمیع مصالح الدنیا والدین) ای ما یتم بہ اصلاح الامور الدنیویۃ والاخرویۃ حاصل اس عبارت کا یہ ہے کہ سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روشن معجزات اور ظاہر آیات میں سے وہ ہے جو اللہ پاک جلشانہ نے آپ کے لئے عطا فرمایا معارف جزئیہ علوم کلیہ مدرکات ظنیہ یقینیہ اور اسرار باطنہ انوار ظاہرہ میں سے اور آپ کو دنیا اور دین کی تمام مصلحتوں پر

لوح وقلم کے علوم آپ کے علوم کے سمندروں کی ایک نہر ہے۔

نبی کریم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے اعلم وافضل خلق ہونے پر اجماع۔

اطلاع کے ساتھ خاص کیا روح البیان جلد ثالث صفحہ ۱ میں ہے رفی الحدیث سألنی ربی ای لیلۃ المعراج فلم استطع ان اجیبہ فوضع یدہ بین کتفی بلا تکییف ولا تحدید ای ید قدرتہ لانہ سبحانہ منزہ عن الجارحۃ فوجدت بردھا فاورثنی علوم الاولین والآخرین وعلمنی علوما شتی فعلم اخذ عہدا علی کتمہ وھو علم لا یقدر علی حملہ غیری وعلم خیرنی فیہ وعلم امرنی بتبلیغہ الی الخاص والعام من امتی وھی الانس والجن والملک وکما فی انسان العیون شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ میں اسی حدیث کا مضمون یوں ادا فرماتے ہیں پرسید از من پروردگار من چیزے پس نتوانستم کہ جواب گویم پس نہاد دست قدرت خود در میان دو شانہ من بے تکییف و بے تحدید پس یافتم سرد آنرا در سینہ خود پس داد مرا علم اولین و آخرین و تعلیم کرد انواع علم را علمی بود کہ عہد گرفت از من کتمان آنرا کہ با ہیچکس نگویم و ہیچکس طاقت برداشت آن ندارد جز من و علمی بود کہ مخیر گردانید مرا در اظہار و کتمان آن و علمی بود کہ امر کرد مرا بہ تبلیغ آن بخاص و عام از امت من. آن دونوں عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ سرور اکرم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ شب معراج میں مجھ سے میرے پروردگار تبارک وتعالیٰ نے کچھ دریافت فرمایا میں جواب نہ دے سکا تو اُسنے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان بے تکییف و تحدید رکھا کیونکہ حق سبحانہ تعالے جوارح سے منزہ اور پاک ہے پھر تحدید و تکییف کیسی. پھر حضرت صلی اللہ تعالے علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے اُس کی سردی اپنے سینہ میں پائی. پس مجھے اولین و آخرین کے علوم عطا فرمائے اور چند علم اور تعلیم فرمائے چنانچہ ایک علم وہ ہے جسکے چھپانے پر مجھ سے عہد لیا کہ میرے سوا کسی میں اُسکے برداشت کرنیکی طاقت نہیں ہے ایک علم وہ جسکا مجھے اختیار دیا اور ایک وہ علم کی تبلیغ کا حکم فرمایا کہ میں اپنی اُمت کے ہر خاص و عام کو پہنچا دوں اور حضرت کی اُمت انسان اور [illegible] فرشتے ہیں ایسا ہی انسان العیون میں ہے تفسیر لباب التاویل فی معالم التنزیل مطبوعہ [illegible] جلد رابع صفحہ ۱۹۶ میں ہے قولہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فوضع یدہ بین کتفی حتی وجدت بردھا بین ثدیی فتاویلھا ان المراد بالید المنۃ والرحمۃ وذلک شایع فی لغۃ العرب فیکون معناہ علی ہذا الاخبار باکرام اللہ تعالیٰ ایاہ وانعامہ علیہ ھ بیان شرح [illegible] ونووی

حضور کو تین طرح کے علم عطا ہوئے۔

انسان اور جن اور فرشتے سب حضرت کے اُمتی ہیں۔

عنہ ما لا یعرفہ احد حتی وجد برد النعمۃ والمعرفۃ فی قلبہ وذلک لما نور قلبہ و
شرح صدرہ فعلم ما فی السمٰوٰت وما فی الارض باعلام اللہ تعالیٰ ایاہ وانما
امرہ اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون اس عبارت سے ثابت ہوا کہ حضرت حق سبحانہ
تعالیٰ نے اپنے کرم سے حضور سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کا سینہ
مبارک کھولدیا اور قلب شریف کو منور فرمایا اور حضور کو وہ معرفت عطا کی جو کسی ایک مخلوق کو بھی
حاصل نہیں یہانتک کہ حضور نے اس نعمت و معرفت کی سردی اپنے قلب شریف میں پائی اور جب آپکا
دل منور ہوگیا اور سینہ مبارک کھل گیا پس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام آسمانوں اور زمینوں اور
انکے مافیہا کا علم بتعلیم الٰہی حاصل ہوا فالحمد للہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ شیخ عبدالحق
محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں ہرچہ در دنیاست از زمان آدم
تا نفخہ اولیٰ بروے صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منکشف ساختند تا ہمہ احوال او را از اول تا آخر معلوم
گردید و یاران خود را نیز بعضے ازاں احوال خبر داد یعنی آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے
زمانہ سے نفخہ اولیٰ تک جو کچھ دنیا میں ہے سب ہمارے حضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر
منکشف فرمادیا تھا یہانتک کہ تمام احوال اول سے آخر تک کا حضور کو معلوم ہوا اور حضور
نے اپنے اصحاب کو اس میں سے بعض کی خبر دی شیخ سلیمان جمل رحمۃ اللہ تعالیٰ فتوحات
احمدیہ میں امام بوصیری رحمۃ اللہ تعالےٰ کے ارشاد ؎

ف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام دنیا و مافیہا کا علم مرحمت ہوا

وسع العالمین علما وحلما   فہو بحر لم تعیہ الاعباء

کی شرح میں فرماتے ہیں ای وسع علمہ علوم العالمین الانس والجن والملٰئکۃ
لان اللہ تعالیٰ اطلعہ علی العالم کلہ فعلم علم الاولین والآخرین ما کان
وما یکون حسبک علمہ بعلوم القرآن وقد قال اللہ تعالیٰ ما فرطنا فی الکتاب
من شیء اس عبارت سے معلوم ہوا کہ ہمارے آقا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم کا علم
علم انسانوں جنوں اور فرشتوں کے سب کے علوم سے وسیع ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپکو تمام عالم
مطلع فرمایا ہے علوم اولین و آخرین ما کان و ما یکون کے مرحمت فرمائے اور آپکا تو علوم قرآن ہی کا عالم
ہونا بہت کافی ہے حق سبحانہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہمنے کتاب میں کوئی چیز نہ چھوڑی اب ایسی ایسی تصریح

ف حضور کا علم انسانوں جنوں فرشتوں سب سے وسیع ہے

کے بعد بھی جن لوگوں میں شبہے رہ جائیں اور اطمینان حاصل نہ ہو انکا کچھ علاج نہیں بجز اس کے کہ جناب باری عز اسمہ سے دعا کیجائے کہ اے پروردگار بطفیل نبی کریم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم دلوں میں قبول حق کے مادّے پیدا کر اور توفیق انصاف عطا فرما۔

ف وسعت علوم اولیاء کا ذکر

اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ علیٰ آلہ واصحابہ بارک وسلم کے نیاز مندوں کے علوم کا بھی ذکر کروں جس سے شان عالی سید رسل علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کی ظاہر ہو اور یہ معلوم ہو جائے کہ جن کو بحر علم سید کونین صلوات اللہ علیہ وسلامہ کا ایک قطرہ مرحمت ہوا بلکہ اس سے بھی کمتر انکی وسعت علمی کس درجہ کی ہے علامہ علی قاری رحمۃ الباری مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد ۲ صـ میں فرماتے ہیں قال القاضی النفوس الزکیۃ القدسیۃ اذا تجردت عن العلائق البدنیۃ عرجت واتصلت بالملاء الاعلیٰ ولم یبق لہا حجاب فتری الکل کالمشاہد بنفسہا او باخبار الملک لہا وفیہ سر یطلع علیہ من تیسر لہ انتہی اس عبارت سے ثابت ہوا کہ نفوس زکیہ قدسیہ جب علائق بدنیہ سے عروج کرکے ملاء اعلیٰ کے ساتھ متصل ہو جاتے ہیں اور انکو کوئی حجاب نہیں رہتا ہے تو وہ سب کو مثل مشاہد کے دیکھتے ہیں۔ اسی طرح صاحب کتاب الابریز نے صفحہ ۲۰۵ میں شیخ عارف عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے اولیاء کا مخلوقات ناطقہ وصامتہ وحوش حشرات زمین آسمان ستاروں وغیرہا تمام عالم کا مشاہدہ کرنا نقل کیا ہے چنانچہ وہ عبارت یہ ہے ولقد رئیت ولیا بلغ مقاما عظیما وهو انہ یشاهد المخلوقات الناطقة والصامتة والوحوش والحشرات والسموات ونجومها والارضین وما فیها وکرة العالم باسرها تستمد منہ ویسمع اصواتها وکلامها فی لحظة واحدة ویمد کل واحد بما یحتاجہ ویعطیہ ما یصلحہ من غیر ان یشغلہ هذا بل العلی العالم باسفلہ بمنزلة من هو فی حیز واحد عندہ اور زرقانی شرح مواہب کی عبارت اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ زبدۃ الاسرار میں حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد اور مولانا جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے نفحات الانس سے عزیزان علیہ الرحمۃ کا ارشاد ونقشہا اکبر اور جامع کبیر اور طبری اور ابو نعیم سے حارث ابن مالک انصاری کی روایت اور مثنوی مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حضرت

ف اولیاء کے لئے تمام عالم کے علوم

زید کا قصہ اور امام شعرانی کی کبریت احمر کی عبارت اور حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قصیدہ خمریہ کا شعر آئندہ آیۂ کریمہ کذالک جعلناکم امۃ الآیۃ کی بحث میں نقل کی جائینگے شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ الطاف القدس میں فرماتے ہیں۔ چوں رفتہ رفتہ سخن بحقائق غامضہ افتاد از ان حالت نیز رمزے باید گفت چہ آب از سر گذشت چہ یک نیزہ چہ یکشت کمال عارف از جمیع جہت بالا تر میرود و نفس کلیہ حکم جسد عارف میشود و ذات عارف بجائے روح او ہمہ عالم را طبعا بعلم حضوری در خود می بیند ان عبارتوں سے تو اولیاء اللہ تعالیٰ کیلئے تمام جہان کا علم ثابت ہوا۔ مگر لطف تو جب ہے کہ منکر اقرار کریں مخالف مان جائے۔ اب ذرا صراط المستقیم مطبوعہ مطبع مجتبائی صفحہ ۱۱۱ ملاحظہ ہو کہ اسمیں امام الطائفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں افادہ (۱) برائے کشف ارواح و ملائکہ و مقامات آنہا و سیر امکنہ زمین و آسمان و جنت و نار و اطلاع بر لوح محفوظ شغل دورہ کنند و طریقش در فصل اول مفصلا مذکور شد لیکن باستعانت ہمان شغل بہر مقامیکہ از زمین و آسمان و بہشت و دوزخ خواہد متوجہ شدہ سیر آن مقام نماید احوال آنجا دریافت کند و با اہل آن مقام ملاقات سازد۔ ان قدوۃ المخالفین امام المنکرین مولوی اسمٰعیل دہلوی صاحب کی عبارت سے تو مخالفین کو پسینہ آگیا ہوگا اور شرم سے آنکھیں نیچی ہوئی جاتی ہونگی کہ جس چیز کے ثبوت کا تمام قوم انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کیلئے انکار کر رہی ہے اسکو امام الطائفہ نے خاص اولیا کیلئے بھی نہیں بلکہ ہر شغل دورہ کرنیوالے کیلئے ثابت کردیا اور اس تفصیل سے کہ کشف ارواح اور ملائکہ اور انکے مقامات اور امکنہ زمین و آسمان جنت و دوزخ کی سیر اور لوح محفوظ پر اطلاع حاصل کرنیکے لئے دورہ کا شغل کرے اب للہ انصاف کیجئے کہ دورہ کا شغل کرنیوالوں کو تو لوح محفوظ پر اطلاع حاصل ہو جائے جس میں ہر شے کا علم موجود اور نبی کریم رؤف رحیم حبیب خدا محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لوح محفوظ کا علم نہو۔ افسوس دورہ کا شغل کرنیوالوں اپنے مریدین معتقدوں تک کیلئے تو لوح محفوظ کا علم ثابت کرنا اور رشید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے انکار کرجانا کس درجہ کی ایمانی قوت کا کام ہے کیوں صاحب یہی لوح محفوظ کا علم ہے جسکا نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کیلئے ثابت کرنا مخالفین کے نزدیک شرک ہے آج وہی علم دورہ کا شغل کرنیوالوں کیلئے ثابت کیا جاتا ہے

امام الطائفہ کا اپنے مریدوں تک کیلئے علم جمیع اشیا ثابت کرنا اور حضور کے لئے شرک بتانا۔

اور شرک نہیں ہوتا۔ کیا حب مصطفےٰ و عظمت حبیب خدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اسی کا نام ہے! شرم شرم !! شرم !! پھر اُسی منہ سے یہ کہنا کہ زمین آسمان بہشت و دوزخ کے جس مقام میں جو وقت چاہیں متوجہ ہو کر سیر کریں جب چاہیں وہاں کے حالات دریافت کرلیں وہاں کے ساکنین سے ملاقات کرلیں جیسا کہ عبارت صراط المستقیم سے صاف ظاہر ہے۔ اور اسی منہ سے یہ کہدینا کہ اسطرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کرلیجئے۔ یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے کسی ولی و جن و فرشتہ کو پیر و شہید کو امام زادے کو بھوت پری کو اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی کہ جب وہ چاہیں غیب کی بات معلوم کرلیں (از تقویۃ الایمان صفحہ ۲۲) اور ایسا ہی رسالہ غیبیہ کے صفحہ ۳ میں ہے صاحب آپ نے اس شخص کی حالات دیکھیں کہ وہاں تو جنت و دوزخ زمین و آسمان کی سیر لوح محفوظ کی اطلاع تک دورہ کا شغل کرنیوالوں کیلئے ثابت کردی اور یہاں کسی غیب کی بات کا دریافت کرلینا اس شخص کو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام تک کیلئے بہ تعلیم الٰہی بھی مسلم نہیں۔ پھر صراط المستقیم کے صفحہ ۱۲۵ میں ملاحظہ فرمائیے جہاں اپنے پیر کی نسبت لکھا ہے۔ تا اینکہ کمالات طریق نبوۃ بدرجۂ علیا رسید خود رسید الہام و کشف بعلوم حکمت انجامید عجب حال ہے ان حضرات کا کہ انبیاء صلوٰۃ اللہ علیہم و سلامہ کے جس بات کے ثبوت کا انکار کرتے ہیں اپنے پیر کیلئے وہی ثابت کرتے ہیں بہرحال اگرچہ مخالفین نے اس مسئلہ میں بہت سی سختیاں کی ہیں اور انکار میں بہت سرگرم ہیں مگر پھر بھی مجبوری کہیں کہیں انکی کہنی پڑ گئی ہے۔ اب میں دکھاتا ہوں کہ مخالفین نے کہاں کہاں اور کیسے کیسے اقرار کئے ہیں براہین قاطعہ مؤلفہ مولوی **خلیل احمد** انبیٹھوی مصدقہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی صفحہ ۵۱ میں ہے ان اولیاء کو حق تعالےٰ نے کشف کردیا کہ انکو یہ علم حاصل ہوگیا اگر اپنے فخر عالم علیہ السّلام کو بھی لاکھ گونہ اس سے زیادہ عطا فرمادے ممکن ہے مگر ثبوت فعلی اسکا کہ عطا کیا ہے کس نص قطعی سے ثابت ہے ذرا ارباب عقل توجہ فرمائیں کہ اولیاء کیلئے تو کشف تسلیم کرلیا اور فخر عالم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کیلئے صرف ممکن مانا اور ثبوت فعلی کا انکار کردیا جبکہ بہت سے نصوص موجود ہیں تو یہ کہدیا کہ نص سے ثابت ہو اور اولیاء کیلئے ثبوت فعلی تسلیم کرلیا یہ بھی غنیمت سمجھئے جو ممکن کہدیا ورنہ آجتک تو شرک ہی کہا کرتے ہیں اب زبان سے ممکن نکلا ہے اور اولیاء کیلئے واقع مانا ہے کسقدر شرم کی بات ہے کہ جو علوم اولیاء کیلئے تسلیم کیلئے پھیلا دیا اور انہیں کو بھی سید الانبیاء صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلیم نہ کیا اللہ ایمان کی

مولوی اسمٰعیل کا صاحب شغل دورہ کی وسعت علمی کا اقرار اور حضور کیلئے انکار ۔

اور ہدایت نصیب کرے نصیحۃ المسلمین صفحہ ۴۴ سطر ۱۵۔ میں مولوی خرم علی صاحب لکھتے ہیں۔

صاحب نصیحۃ المسلمین کا اقرار۔

سوال بعضے لوگ کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے بہت چیزوں کی خبر دی ہے کہ آگے یوں ہوگا اگر علم غیب انکو نہ تھا تو خبر کیوں کر دی اور اولیاء کا بھی اسیطرح حال ہے دیکھو فلانے بزرگ نے کہا تھا کہ فلانے روز مرینگے ویسا ہی ہوا اور کسی نے کہا تھا کہ تیرے چار بیٹے ہونگے سو چار ہی ہوئے اسکا جواب یہ ہے کہ یہ انکو اللہ کے بتانے سے ہوا تھا۔ اس کو علم غیب نہیں کہتے ای صاحب یہ کون کہتا ہے کہ غیب کو بے تعلیم الٰہی خود بخود علم ہے جو علم ثابت کرتے ہیں تعلیم الٰہی ثابت کرتے ہیں اسکا ان مولوی صاحب نے تسلیم کر لیا۔ رہا انکا یہ فرمانا کہ اس کو علم غیب نہیں کہتے یہ ایک لفظی نزاع ہے علم غیب نہیں کہتے تو اور کچھ نام رکھ لو مگر وہ علم تو تسلیم کر دگے جسے مانا کہ لفظ غیب تمہاری چڑ ہی ہے یول تو کہو گے کہ نہیں جمیع ممکنات ما وجد و یوجد کا علم اللہ جل شانہ نے عطا فرمایا۔ رہا منکرین کا یہ وہم کہ غیب وہ ہے جو بے تعلیم حاصل ہو یہ محض خام خیال ہے جس کی آئندہ انشاء اللہ العزیز تصریح و تشریح کی جائیگی ضمیمہ رسالہ **کشف الغطا** مؤلفہ مولوی محمد سعید محدث بنارسی صفحہ ۶۴ سطر ۱۱ اور شرح عقائد مطبوعہ مطبع نولکشور صفحہ ۱۲۳ میں ہے یہ وہ کتاب ہے جو حنفیہ کے عقائد میں درسیہ کتاب ہے وبالجملۃ العلم بالغیب امر تفرد بہ اللہ تعالیٰ لا سبیل الیہ للعباد الا باعلام او الہام بطریق المعجزۃ او الکرامۃ او ارشاد الی الاستدلال بالامارات فیما یمکن فیہ ذلک ولہذا ذکر فی الفتاوی ان قول القائل عند رؤیۃ ہالۃ القمر یکون مطر مدعیا علم الغیب لا بعلامۃ کفر یعنی حاصل کلام یہ ہے کہ علم غیب کا ایک ایسا امر ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی اس سے متفرد ہے بندوں کو اسکے حصول کا کوئی طریقہ نہیں مگر اللہ بطریق وحی یا الہام کے بتائے یا بطریق معجزہ یا کرامت کے استدلال کرنا علامات سے جہیں ممکن ہو اسیلئے فتاوی میں ذکر کیا ہے کہ چاند کے ہالہ کو دیکھکر کوئی غیب کا مدعی بنکر کہے کہ پانی برسیگا یہ کفر ہے انتہیٰ بلفظہ اس عبارت سے یہ معلوم ہوا کہ بندوں کا علم بالغیب کے حصول کا کوئی ذریعہ نہیں مگر اللہ جل شانہ کی تعلیم اور وحی و الہام کے ذریعہ سے بطور معجزہ اور کرامت کے ہوتا ہے پس جملہ مثبتین یہی کہتے ہیں کہ حضرت کو یہ علم باعلام الٰہی حاصل ہوا اور یہ آنحضرت کا معجزہ ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ازالۃ السیف مؤلفہ مولوی عبدالکریم کوچینی صفحہ ۲۰ میں ہے پس علم ما کان و ما یکون اور جزئیات و کلیات کا اور علم خواطر و نیات کا جو وقت الہام

مولوی کوچینی کا اقرار۔

مخالفین کے قول سے تھوڑی دیر کے لئے شرک کا جائز ہونا لازم آتا ہے

نے معلوم کرا دیا اسیوقت میں ہوا اور جب مجلس میں سارے عالم کے حالات بتا دیے اسی مجلس میں رہا نہ دائم ومستمر پس یہ جن جن واقعات کا کہ کچھ بیان کئے ہیں سرور عالم سردار بنی آدم نبی اکرم محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سو وہ بطریق معجزہ بتعلیم الٰہی اوقات معینہ متعددہ میں ہوئے ہیں جسکو دوام واستمرار فی کل الاوقات نہیں ہے یہی قاعدہ ہمارے معجزات کا انبیاء علیہم السلام کے اور کرامات کا اولیاء عظام کے ہونے میں سا لا رکیہ ولا الکمتہ انتہٰی بلفظہٖ صاحبان عقل وفہم اس عبارت پر غور فرمائیں اور یہ ملحوظ رکھیں کہ مولوی عبد الکریم جنکی یہ عبارت ہے علم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے پکے منکر ہیں مگر بیان دلہ ثبوت سے مجبور ہو کر صراحت سے اقرار کر رہے ہیں کہ علم ماکان ومایکون اور جزئیات وکلیات کا اور علم خواطر ونیات کا جو وقت اللہ تعالیٰ نے معلوم کرا دیا اسیوقت میں ہوا اور جب مجلس میں سارے عالم کے حالات بتا دیے اسی مجلس میں رہا۔ اب دیکھئے کہ یہ کیسا صاف اقرار ہے مگر چونکہ منکرین میں سے ہیں اس وجہ سے ایک حیلہ بھی کر گئے کہ وہ ہمیشہ نہیں رہتا اور یہ صرف زبانی بات ہے اس پر نہ کوئی دلیل نہ شاہد کوئی پوچھے کہ آپ نے کہاں تصریح پائی کہ علم عطا فرما کر چھین لیا جاتا ہے بے دلیل محض تعصب سے یہ کہدیا کہ ہمیشہ نہیں رہتا میں کہتا ہوں کہ جب آپ نے اقرار کر لیا تو تھوڑی دیر کے لئے اگر اس سے آپ کے مذہب کے سب تار وپود ٹوٹ گئے کیونکہ جب اکابر طائفہ نے اثبات علم ماکان ومایکون ہی کا شرک بتایا ہے اور آپ نے وہ تھوڑی دیر کے لئے ثابت کیا تو آپکا مدعا یہ ہو گیا کہ تھوڑی دیر کے لئے تو شرک ہو سکتا ہے یعنی انبیاء اولیاء (معاذ اللہ) خدا بن سکتے ہیں استغفر اللہ ای حضرت توبہ کیجئے اگر علم ماکان ومایکون کا اثبات کسی مخلوق کے لئے بتعلیم الٰہی شرک ہوتا تو اک لحظہ کیلئے بھی شرک ہوتا اور جب آپ تھوڑی دیر کے لئے مان رہے ہیں تو ہمیشہ کیلئے تسلیم کرنا بھی شرک نہیں ہو سکتا پھر کسی طرح ممکن نہیں کہ آپ یہ ثابت کر سکیں کہ وہ علم تھوڑی دیر کے بعد جاتا رہا اور اگر ممکن ہے تو ھاتوا برھانکم اور یہ تو عجب تماشہ کی کہی کہ سب معجزات کا یہی حال ہے کہ انہیں بقا نہیں بھئی کیا خوب!! ابھی حضور کو معجزات کا حال معلوم نہیں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کا سایہ نہ تھا تو آپ کے قاعدے کے بموجب تو تھوڑی دیر کیلئے یہ معجزہ رہنا چاہئے تھا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم مبارک پر مکھی نہ بیٹھتی تھی۔ ملاحظہ ہو مدارک التنزیل مجو مطبع میمنہ مصر صفحہ ۳۲۱ - ان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قال[۵۱] رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام انا قاطع بکذب المنافقین لان اللہ عصمک من وقوع الذباب علی جلدک لانہ یقع علی النجاسات فیہ[۵۲] ایضا قال عثمان ان اللہ ما اوقع ظلک علی الارض لئلا یضع انسان قدمہ علی ذلک الظل آیات و احادیث و اقوال اکابر ائمت اور خود مخالفین کے اقرارون سے نبی کریم رؤف رحیم صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کیلئے علم ماکان ومایکون ثابت ہوگیا اور یہی مدعا تھا والحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین محمد وآلہ واصحابہ اجمعین بحمد اللہ تعالے مسئلہ تو بلا صراحت تامہ نہایت مدلل لکھا گیا اب میں حافظ واحد نور صاحب کے رسالہ اعلاء کلمۃ الحق کا رد شروع کرتا ہون وباللہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق۔

بدن اقدس پر مکھی نہ بیٹھتی تھی۔

حضور کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا۔

مولوی حافظ واحد نور صاحب کے رسالہ اعلاء کلمۃ الحق

قولہ الحق هو الاول والآخر والظاهر والباطن وهو بکل شیء علیم

ایسی شان ہمارا یہی ایمان ہے (اور حاشیہ پر ہے) اور مولف اعلام الاذکیا فی اپنے رسالہ کے آخر مین یون لکھا ہے صلے اللہ علی من هو الاول والآخر والظاهر والباطن وهو بکل شیء علیم

اقول۔ مولف اعلاء کلمۃ الحق نے گویا یہ اعتراض کیا کہ مولف اعلام الاذکیا یعنی جناب مولانا مولوی محمد سلامت اللہ صاحب نے جناب رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان مین هو الاول والآخر الخ لکھا اور یہ جناب حق سبحانہ تعالے کیساتھ خاص ہے پس مخفی نہ رہے کہ یہ کلمات جناب رسالتمآب صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی شان میں بیان کرنا شرک ہے نہ گناہ جیسا کہ جانب مخالف نے سمجھا ؟

ہو الاول والآخر والظاہر والباطن وہو بکل شی علیم شانہ الٰہی و نعت رسالت پناہی دونون کو شامل ہے

معہ اسمعا [illegible] السینہ [illegible] جناب علیم کی معنی کا بھی نہ کہ [illegible] کی نسبت [illegible] ہے کہ یہ صفات جناب باری کی [illegible] لکھا [illegible] " ۱۲ "

---

[۵۱] حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب مین عرض کیا کہ مجھ کو یقین ہے کہ منافق جھوٹے ہین اسلئے کہ اللہ جلشانہ نے آپکے جسم مبارک کو مکھی کے بیٹھنے سے محفوظ رکھا ہے اس لئے کہ وہ نجاستون پر بیٹھتی ہے [۵۲] یہ بھی مدارک مین ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے آپکا سایہ زمین پر نہ پڑنے دیا کہ کہین ایسا نہ ہو کہ اسپر قدم پڑے سبحان اللہ

تنبیہ

مخالفین کے اقرار اور بھی جا بجا موجود تھے بلحاظ اختصار چھوڑ دیئے گئے ۱۲

بلکہ ایسے کلمات وصف جناب رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مین لانا جائز اور اکابر امت کا طریقہ ہے چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ کے خطبہ مین فرماتے ہین هو الاول والآخر والظاهر والباطن وهو بكل شيء عليم این کلمات اعجاز سمات ہم مشتمل بر ثنائے الٰہیت تعالیٰ وتقدس کہ در کتاب مجید خطبہ کبریائی خود خواندہ وہم متضمن نعت حضرت رسالت پناہی است کہ وے سبحانہ او را بدان تسمیہ و توصیف فرمودہ۔ اس عبارت سے ظاہر ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توصیف میں یہ الفاظ کہنا درست اور علمائے امت کا طریقہ ہے بلکہ خود حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توصیف میں یہ کلمات فرمائے ہین پس اب منکرین جو ان کلمات کو جناب رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان مین ناروا جانتے ہین خدائے کریم مولائے رحیم پر کیا اعتراض نہ کرینگے کہ اس نے خود حضرت کی شان مین یہ کلمات فرمائے۔ یگانہ زمانہ جناب الحاج حضرت مولانا مولوی احمد رضا خانصاحب فاضل بریلوی مد ظلہ نے اپنے رسالہ مبارکہ جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ ص ۳۴ مین نقل فرمایا علامہ محمد بن احمد بن محمد بن محمد بن ابی بکر بن مرزوق تلمسانی شرح شفا شریف میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہین جبریل نے حاضر ہو کر مجھ یون سلام کیا السلام علیک یا اول السلام علیک یا آخر السلام علیک یا ظاہر السلام علیک یا باطن مین نے فرمایا اے جبریل یہ صفات تو اللہ عزوجل کی ہین کہ اسی کو لائق ہین مجھ سی مخلوق کی کیونکر ہو سکتی ہین جبریل نے عرض کیا کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا کہ حضور پر یون سلام عرض کرون اللہ تعالیٰ نے حضور کو ان صفات سے فضیلت دی اور تمام انبیاء و مرسلین پر انہیں خصوصیت بخشی اپنے نام و وصف سے حضور کے نام و وصف مشتق فرمائے وسماك بالاول لانك اول الانبياء خلقا وسماك بالآخر لانك آخر الانبياء في العصر خاتم الانبياء الى آخر الامم حضور کا اول نام رکھا کہ حضور سب انبیا سے آفرینش مین مقدم ہین اور حضور کا آخر نام رکھا کہ حضور سب پیغمبرون سے زمانہ میں مؤخر و خاتم الانبیاء و نبی امت آخرین ہین۔ باطن نام رکھا کہ اس نے اپنے نام پاک کے ساتھ حضور کا نام نامی سنہرے نور سے ساق عرش پر آفرینش آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دو ہزار برس پہلے ابد تک لکھا پھر مجھے حضور پر درود بھیجنے کا حکم دیا مین نے

[illegible]

حضور پر ہزار سال درود بھیجے اور ہزار سال بھیجے یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو مبعوث کیا خوشخبری دیتا اور ڈرسناتا اور اللہ کی طرف اُس کے حکم سے بلاتا اور جگمگاتا سورج حضور کو ظاہر نام عطا فرمایا کہ اُس نے حضور کو تمام دینون پر ظہور و غلبہ دیا اور حضور کی شریعت و فضیلت کو تمام اہل سموات و ارض پر ظاہر و آشکار کیا تو کوئی ایسا نہ رہا جس نے حضور پُر نور پر درود نہ بھیجے ہون اللہ حضور پر درود بھیجے فربک محمود و ربک الاول والآخر والظاہر والباطن وانت الاول والآخر والظاہر والباطن پس حضور کا رب محمود ہے اور حضور محمد۔ حضور کا رب اول و آخر و ظاہر و باطن ہے حضور اول و آخر۔ ظاہر و باطن ہین۔ سیّد عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و اصحابہ و بارک وسلم نے فرمایا الحمد للہ الذی فضلنی علی جمیع النبیین حتی فی اسمی وصفتی سب خوبیان اللہ عزوجل کو کہ جس نے مجھے تمام انبیاء پر فضیلت دی یہان تک کہ میرے نام و صفت مین انتہی

قول ۸ اس علم غیب کے باب میں دو فرقے ہو گئے جس سے عوام خلجان مین پڑ گئے ایک وہ گروہ جو پرانے چال ڈھال پر جما ہوا ہے یعنی جنکا عقیدہ سلف صالح کے موافق ہے وہ یہ کہتے ہین کہ علم غیب جس کا ایک شمہ اس راقم نے لکھا یہ علم بذاتہ تعالیٰ مختص ہے۔ رہا دوسرا گروہ جن کو ایجاد واختراع کی فرصتین ملین ان لوگون نے تیرہوین صدی مین اپنا خیال دگرگون ظاہر کیا یعنی سوائے رب العزت دوسرے کیلئے بھی علم غیب کے قائل ہوئے ''

علم غیب کے متعلق فریقین کے اعتقاد۔

اقول۔ مؤلف اعلاء کلمۃ الحق نے دونون فریقون کے اعتقاد بیان کر نہین انصاف کا خون ناحق کیا ہے۔ پہلے فریق کا عقیدہ پورا ظاہر نہین کیا خیر اب میں دونوں فریقون کے اعتقاد بیان کرتا ہون۔ **فریق اوّل** یعنی۔ وہابی جن کو جانب مخالف یعنی مؤلف اعلاء کلمۃ الحق نے سلف صالح کے موافق بتایا ہے اسکا یہ عقیدہ ہے کہ نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کا علم شیطان لعین کے علم سے بھی کم ہے (نعوذ باللہ من ذلک) چنانچہ براہین قاطعہ مین جو اس فریق کی مایۂ ناز کتاب ہے صفحہ ۵۱ مین موجود ہے کہ "شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہے فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے" اسے حضرت جانب مخالف صاحب آپ نے اپنے سلف صالح کے موافق گروہ کے عقیدہ میں اس کی یہ تعریف بیان نہ کی اب ذرا انصاف تو فرمایئے کہ شیطان اور ملک الموت کے لئے یہ وسعت نص سے ثابت اور

براہین میں شیطان و ملک الموت کی وسعت علم کا اقرار اور فخر عالم کی وسعت علمی کا انکار کیا ہے

لی اور فخر عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے لئے اِس وسعت کا قائل ہونا شرک بتا دیا اس کی کیا معنی اگر بالفرض محال یہ وسعت غیر خدا کے لئے تجویز کرنا اور مان لینا شرک ہی تو بھلا شیطان اور ملک الموت کیلئے تسلیم کرنا کیون شرک نہین اور اسپر طرہ یہ کہ وہ نص سی ثابت کہہ رہا ہی یعنی اس کا مطلب یہ ہی کہ شرک نص سے ثابت ہی معاذ اللہ اب جانب مخالف سی سوال یہ ہے کہ کیا وہ اپنی اس سلف صالح کے موافق کو مسلمان کہین گے جس نے نعوذ باللہ خدائی پاک اور قرآن مجید دونون کو شرک گر بنایا ظلم ہے کہ شرک نص سے ثابت بتایا۔ اگر سلف صالح کی موافقت اسیکا نام ہی اور آپ کے سلف صالح ایسے ہی تھے تو خدا ہمکو اور سب مسلمانان کو اُن کی موافقت سے محفوظ رکھے دوسرے یہ کہ جانب مخالف نے اپنے رسالہ اعلاء کلمۃ الحق کے صفحہ ۲ مین لکھا ہی کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اعلم الخلائق ہین یعنی مخلوقات مین سب سے بڑھکر عالم ہین کیونکہ یہ بات ادلّۂ اجماع سے ثابت ہی اقول اب مین پوچھتا ہون کہ جانب مخالف صاحب کے نزدیک شیطان اور ملک الموت مخلوقات سے ہین یا نہین اگر نہین کہئے تب تو کیا ٹھکانا ہی اور اگر کہئے کہ ہان مخلوق ہین تو براہین قاطعہ کی عبارت مذکورہ کے اعتبار سے شرک ہوا اس لئے کہ صاحب براہین کے نزدیک شیطان اور ملک الموت کی برابر وسعت ثابت کرنا بھی شرک ہے اور یہ حضرت تو سب خلق سے زیادہ وسعت ثابت کرتے ہین اور سب سے بڑھکے عالم بتاتے ہین تو اپنے سلف صالح کے موافق گروہ کے نزدیک تو پکے مشرک ہوئے اب جانب مخالف سی یہ سوال ہی کہ وہ اپنی سلف صالح کے موافق گروہ کے حکم کیوجہ سے اپنا مشرک ہونا تسلیم کرینگے یا اُن کے سلف صالح کے موافق ہونیمین انکار۔ صاحبان انصاف ملاحظہ فرمائین کہ مؤلف اعلاء کلمۃ الحق کا فریق اول کو سلف صالح کے موافق کہدینا اور فریق ثانی یعنی اہل سنت کو گمراہ بتانا کیا انصاف کی گردن پر چھری پھیرنا نہین ہے۔ ابھی اتنے ہی سے دم بھر لیجئے بلکہ اپنے سلف صالح کے سرغنہ اور پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی کی خبر سنیئے اور ان کا قول انصاف کی میزان مین تولکر خود اپنے انصاف پر آفرین کہئے کہ آپ کے گروہ کے معلم اول مولوی اسمٰعیل تقویۃ الایمان مین یہ لکھتے ہین پھر

خواہ یون سمجھے کہ یہ بات اُن کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرضکہ اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے از تقویۃ الایمان صفحہ مطبوعہ مجتبائی۔

صاحب براہین کا شرک کو نص سی ثابت بتانا۔

جانب مخالف کے قول سے فخر عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اعلم الخلق سے ہونا۔

صاحب تقویۃ الایمان کے نزدیک حضرت کے لئے علم ثابت کرنا خواہ ذاتی ہو یا عطائی ہر طرح شرک ہے اور اس کا جواب۔

جناب رسالتمآب عدیم النظیر یعنی نبی علیم وخبیر کے عدیم المثل و بے نظیر ہونے کے انکار میں تو محالات تک تحت قدرت بتاتے ہیں۔ کذب جیسے قبیح امر کو خدائے پاک کیلئے جائز کہیں اہل سنت کو منکر قدرت قرار دیں۔ معاذ اللہ اور نبی کریم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے علم کے انکار میں اللہ جل شانہ کو تعلیم پر بھی قادر نہ جانیں اور آنکھیں بند کرکے صاف کہہ جائیں کہ اللہ کی تعلیم سے بھی حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ علم نہیں ہو سکتا جس کے یہ معنی کہ یا تو وہ علام الغیوب تعلیم پر قادر نہیں نعوذ باللہ یا اس کی تعلیم ایسی ناقص کہ جسکو تعلیم کرے اُسے علم نہیں آسکتا معاذ اللہ ہمارے جانب مخالف صاحب کہ ان سب باتوں کو سلف صالح کے موافق بتا رہے ہیں ذرا وہ اپنے سلف صالح مولوی اسمٰعیل دہلوی کے قول کے بموجب یہ ثابت کر دیں کہ اللہ کے دینے سے بھی شرک ثابت ہوتا ہے یعنی اللہ کا تعلیم کرنا بھی شرک ہے یہ مسئلہ تو صاف بتا رہا ہے کہ صاحب تقویۃ الایمان کے نزدیک علم الٰہی بھی (نعوذ باللہ) عطائی یعنی کسی کی تعلیم سے ہے اس لئے کہ شرک تو جب ہی لازم آئے گا کہ اللہ جل شانہ کا علم بھی ذاتی نہ ہو ورنہ اتنا بڑا فرق ہونے پر کیسے شرک ہو سکتا ہے ابھی تو علم رسول اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم میں کلام تھا اور ہمارے جانب مخالف اپنے سلف صالح کی موافقت میں تنقیص علم نبوی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے درپے تھے کہ اُنکے سید الطائفہ سلف صالح مولوی اسمٰعیل دہلوی کے نزدیک اللہ جل شانہ کا علم بھی ذاتی نہ رہا (خدا کی پناہ) چنانچہ وہ تقویۃ الایمان میں یوں لکھتے ہیں سو اسطرح کا غیب کہ جبوقت چاہے معلوم کر لیجئے اللہ صاحب ہی کی شان ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ کو بھی ہر وقت تمام چیزونکا علم نہیں ہے بلکہ جب کبھی کسی چیز کا علم چاہتا ہے معلوم کر لیتا ہے[لہ] اب ذرا جانب مخالف غور کریں کہ اُنہوں نے انصاف کا خون کیا یا نہیں کہ جو۔

مخالفین کے اقوال سے لازم آتا ہے کہ یا تو علام الغیوب تعلیم پر قادر نہیں یا اُسے طرز تعلیم نہیں آتا۔ معاذ اللہ۔

صاحب تقویۃ الایمان کے نزدیک علم الٰہی بھی ذاتی نہیں۔

صاحب تقویۃ الایمان کے نزدیک اللہ تعالےٰ کو بھی تمام چیزونکا ہر وقت علم نہیں۔

[لہ] معلوم کر لیتا ہے اللہ جل شانہ کس سے معلوم کر لیتا ہے اگر مولوی اسمٰعیل سے دریافت کیا جاتا تو شاید وہ یہی کہتے کہ میرے پیر سید احمد سے دریافت کر لیتا ہے انہی کیساتھ بہت خصوصیت ہے ہاتھ میں ہاتھ تھام کر کلام ہوتا ہے ایسے ہی دیوبندیوں نے براہین قاطعہ میں لکھا کہ رسول اللہ کو اُردو علماء دیوبند کے مدرسے کے تعلق سے آگئی اُنہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو شاگرد بتا دیا اُن کے پیشوا نے خدائے تعالےٰ کو پھر وہ کیسے گوارا ہو سکے کہ خدا و رسول کیلئے اپنے آپ سے زیادہ علم تسلیم کریں شاگردوں سے بھی علم میں کم قرار پائیں معاذ اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اہل اسلام ان بیہودہ باتوں پر نظر ڈالیں

فریق اللہ جل شانہٗ کے علم کو بھی ناقص بناتا ہے اُس کو سلف صالح کے موافق بنا دیا ۔

علم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق اہل سنت کا اعتقاد

فریق ثانی یعنی اہل سنت کا اعتقاد یہ ہے کہ آنحضرت سراپا رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو تعلیم الٰہی جمیع کائنات کا علم ہوا اور وہ علم الٰہی کے دریائے عظیم کا ایک قطرہ ہے چنانچہ یہ مضمون بار بار رسالوں میں شائع ہو چکا ہے ۔

فریق اول یعنی وہابی ۔ اس کو شرک کہتے ہیں ۔ جانب مخالف انصاف کریں کہ اس کو شرک کہنے کے یہ معنی ہیں کہ یہ بعینہٖ صفت خاص خدا کی تھی جو بندہ میں ثابت کیگئی تو ضرور معترض یعنی وہابیہ کے نزدیک (معاذ اللہ) خدا کا علم بھی تعلیمی ہے اور خدا کا بھی کوئی نہ کوئی ضرور اُستاد ہے جس نے اس کو تعلیم کیا (استغفر اللہ) کیا جانب مخالف کے نزدیک فریق اول سلف صالح کے موافق ہے جو حضرت حق سبحانہٗ تعالےٰ اور اس کے حبیب اعظم محمد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے علم کا انکار کرتا ہے جس کے نزدیک خدا کے لئے شاگرد بن کر علم سیکھنا ضروری ہے ۔ رسول کے لئے ہر طرح کا علم ثابت کرنا شرک ہے لا حول ولا قوۃ اِلّا باللہ العلی العظیم ۔ الٰہی جانب مخالف اور اس کے فریق کو ہدایت فرما ۔

جانب مخالف کا غیب کی تعریف میں غلطی کرنا ۔

قولہ ۔ اور بعض اہل علم نے غیب کی یوں تعریف کی ہے کہ غیب وہ ہے جو حواس یا عقل سے معلوم نہ ہو سکے اور نہ حضرت حق سبحانہٗ نے کسی کو اس پر اطلاع دی ہو خاص رب العزت ہی کو معلوم ہو نہ غیر کو اقول آپ کی لیاقت علمی بھی قابل تعریف ہے ۔ وہ بعضے اہل علم کونسے ہیں جنہوں نے غیب کے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ سوائے رب العزۃ کے اور کوئی اُس کو نہ جانے اور نہ حق سبحانہٗ تعالےٰ نے کسی کو اس پر اطلاع دی ہو غالباً یہ بعض اہل علم بھی ویسے ہی ہونگے جیسے وہ آپ کے سلف صالح کے موافق گروہ والے تھے اکثر جہلا یہ کہا کرتے ہیں کہ جب اللہ نے تعلیم کیا تو وہ غیب کہاں رہا ۔ یہ غلطی اسی باعث ہوئی کہ یہ لوگ غیب کے معنی سے ناواقف ہیں ۔

خوبی مولوی غلام محمد اور کشف الغطاء اور نصیحۃ المسلمین اور دالیت کر اس قول کا رد کہ جو بتا دیا جائے اسے غیب نہیں کہتے ۔

اب غیب کے معنی سنئے تفسیر بیضاوی میں ہے والمراد بہ الخفی الذی لا یدرکہ الحس ولا تقتضیہ بداھۃ العقل یعنی غیب اُس پوشیدہ چیز کا نام ہے جسکو حواس ادراک نہیں کر سکتے اور بداہۃ عقل پا نہیں سکتی اس میں یہ کہیں ذکر نہیں کہ اس کی تعلیم نہیں ہو سکتی یا تعلیم سے غیب کا اطلاق نہیں ہوتا ۔ یہ مخالف صاحب اپنی طرف سے بے ثبوت محض خلاف تصریحات مفسرین کے لکھ

اور کتب معتبرہ کی طرف اصلا التفات نہ کیا۔ افسوس ہو دینی مسائل مین یہ ہوا بندیاں اپنی طبیعت سے جو چاہا لکھدیا جسکا ثبوت نہ سارے عالم میں معتبر علما کی نظر میں آپکا یہ طرز عمل آپکی کیا وقعت پیدا کریگا **تفسیر کبیر ملاحظہ ہو۔** آیۂ کریمہ یومنون بالغیب کے تحت مسطور ہے قول جمہور المفسرین ان الغیب ھو الذی یکون غائبا عن الحواس ثم ھذا الغیب ینقسم الی ما علیہ دلیل والی ما لا دلیل علیہ یعنی جمہور مفسرین کا قول ہے کہ وہ غیب ہے جو حواس سے غائب ہو پھر اس غیب کی دو قسمین ہین۔ ایک وہ جسپر دلیل نہ ہو جس غیب کی دلیل نہ ہو وہ جناب حق سبحانہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہو۔ رہا وہ غیب جسپر دلیل ہو وہ مخلوق کے ساتھ خاص ہو کیونکہ اللہ سبحانہ کا علم تو کسی دلیل یا تعلیم کا محتاج ہی نہین تو ضرور اس قسم کا غیب بندون کے ساتھ خاص ہوگا اب فرمایئے کہ جناب کا یہ قول کہ حق سبحانہ نے کسی کو اسپر اطلاع نہ دی ہو کتنا کھلا باطل و کتب تفسیر اور جمہور مفسرین کے خلاف ہے کیا آپکے نزدیک خدا وند عالم غیب کی تعلیم پر قادر نہین ہو اور اسپر کسیکو مطلع نہین فرما سکتا آپ کو حافظ ہین قرآن پاک سے دریافت کیجئے کہ اللہ سبحانہ اپنے بندونکو غیب پر اطلاع دیتا ہے یا نہین ارشاد فرماتا ہے وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء دیکھئے اس آیت میں کیسا صاف فرما دیا کہ مجتبیٰ رسولون کو غیب پر مطلع فرماتا ہے اس مضمون کی آیتین لکھی جائین تو ذخیرہ ہو جائے مگر افسوس آپ ضد و تعصب کے جوش میں قرآن پاک کا خلاف کرتے چلے جاتے ہین۔ اور اب تو فرمایئے کہ غیب بتایا جاتا ہو یا نہین اللہ انصاف عطا فرمائے۔

قولہ ص۸۱۔ چنانچہ اس نفی غیر پر آیۂ کریمہ وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا ھو ناطق ہے

اقول جانب مخالف نے یہ آیت اس لئے نقل کی ہے تاکہ یہ ثابت کرے کہ سوائے خدا کے کوئی غیب کو نہین جانتا مگر ہم اوپر بوضاحت بیان کر چکے ہین کہ وہ غیب جسپر دلیل ہو اللہ جل شانہ کیساتھ خاص نہین۔ آیت بیشک حق ہو لیکن اس سے یہ ثابت کرنا سراسر باطل کہ حضرت حق سبحانہ تعالے نے کسی کو غیب کا علم تعلیم نہین فرمایا نہ آیت کا یہ ترجمہ ہے نہ مفاد بلکہ آیت میں اس غیب کی نفی ہے جسپر دلیل نہین اور جسکو علم ذاتی بھی کہہ سکتے ہین یعنی جو بے تعلیم خود بخود حاصل ہو اور اگر یہ مراد نہو بلکہ آیت کا یہ مطلب ہو کہ اللہ جل شانہ کے سوا کسی کو غیب کا علم تعلیم الٰہی سے بھی

غیب کی معنی کی تحقیق مین مفسرون کی عبارتین۔

بتائے ہوئے کو غیب کہتے ہین۔

آیۂ عندہ مفاتح الغیب پر مخالفین کا شبہ اور اس کا جواب۔

جو غیب پر دلیل ہو وہ اللہ تعالے کے ساتھ خاص نہین

نہین ہوسکتا تو اول تو اللہ جلشانہ کا عجز لازم آئے گا (نعوذ باللہ) اور ثانیاً آیۂ وافی ہدایہ وما کان اللہ لیطلعکم علے الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء اور آیۂ کریمہ عالم الغیب فلا یظہر علے غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول کے بالکل خلاف ہوگا اسلئے کہ ان آیتون سے خوب ظاہر ہے کہ اللہ جلشانہ اپنے مجتبےٰ مرتضےٰ رسولونکو غیب پر مطلع فرما دیتا ہے پھر یہ کہنا کیونکر صحیح ہوگا کہ یہ علم تعلیم الٰہی سے بھی حاصل نہین بلکہ ضروری یہی مطلب ہوگا کہ خود بخود اپنی ذات اور اٹکل سے کوئی غیب نہین جانتا البتہ بتعلیم الٰہی انبیاء علیہم السلام جانتے ہین چنانچہ امام مناوی رحمہ الباری روض النضیر شرح جامع صغیر میں تحریر فرماتے ہین فاما قولہ لا یعلمہا الا ہو فمفسر بانہ لا یعلمہا احد بذاتہ ومن ذاتہ الا ہو لکن قد یعلم باعلام اللہ تعالے فان ثم من یعلمہا وقد وجدنا ذلک بغیر واحد کما رأینا جماعۃ علموا متی یموتون وعلموا ما فی الارحام حال حمل المرأۃ وقبلہ یعنی آیۂ ہٰذہ الآیہ کی تفسیر یہ ہے۔ مفاتح غیب کی کوئی خود بخود سوا خدائے تعالے کے نہین جانتا اور اسکی تعلیم سے یقیناً جان لیتا ہے اور ہمنے ایسی جماعتون کو دیکھا کہ جنہون نے یہ جان لیا کہ کہان مرینگے اور حالت حمل میں اور اس سے پہلے یہ معلوم کر لیا کہ عورت کے پیٹ مین کیا ہے لڑکا یا لڑکی۔ کہئے اب بھی آیت کے معنی معلوم ہوئے یا کچھ تردد باقی ہے آپکا آیت کو سند بنانا آیت کے معنی تک نہ پہنچنے کا ثمرہ تھا پہلے ہی تحقیق کر کے معنی سمجھ لئے ہوتے تو آجوقت شرمندگی نہ ہوتی لیکن خیال باطل کی تائید اور مذہب مردود کی حمایت آپ کو دیدہ ودانستہ بھی ایسے اعتراض پیش کرنے پر مجبور کرے تو تعجب نہیں اس لئے مناسب ہے کہ مین آپ کو خوب اطمینان دلادون ملاحظہ فرمائیے تفسیر احمدیہ مین ہے ولک ان تقول ان علم ہٰذہ الخمسۃ وان کان لا یعلمہا احد الا اللہ لکن یجوز ان یعلمہا من یشاء من محبیہ واولیائہ بقرینۃ قولہ تعالیٰ ان اللہ علیم خبیر بمعنی المخبر اس تفسیر سے بھی صاف ظاہر ہے کہ اللہ جل شانہ اپنے محبین اور اولیا میں سے جسکو چاہے خمسہ کا علم بھی تعلیم فرمائے الغرض جتنی آیتون میں یہ مذکور ہے کہ کوئی غیب کو نہین جانتا سب میں یہی مقصود ہے کہ خود بخود بے تعلیم الٰہی نہین جانتا ملاحظہ ہو مجمع النہایہ فی بغیۃ الخیر والغایہ علامہ شنوانی رحمہ اللہ

ف غیب کا علم اللہ جلشانہ کی تعلیم سے انبیا و اولیاء کو حاصل ہے۔

ف جتنی آیتون مین یہ مذکور ہے کہ کوئی غیب کو نہین جانتا ان سب مین یہی مقصود ہے کہ بے تعلیم نہین جانتا۔

تعالےٰ فرماتے ہین لا یعلم متےٰ تقوم الساعۃ الا اللہ فلا یعلم ذلک ملک مقرب ولا نبی مرسل قال بعض المفسرین لا یعلم ھذہ الخمس علما لدنیا ذاتیا بلا واسطۃ الا اللہ فالعلم بھذہ الاوصاف مما اختص اللہ تعالےٰ بہا واما بواسطۃ فلا یختص بہ تعالیٰ حاصل یہ کہ امور خمسہ کا علم ذاتی لدنی بے واسطہ اللہ جلشانہ کے سوا کسی کو نہین لیکن علم بواسطہ اللہ تعالےٰ کیساتھ مختص نہین وہ سبحانہ جسے چاہے تعلیم فرماے اور اُسنے جسے چاہا تعلیم فرمایا

شرح فقہ اکبر کی عبارت مین جانب مخالف اور صاحب کشف الغطاء و سہم الغیوب ور دلیعف کی غلط فہمی اور اُس کا جواب۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالےٰ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں تحریر فرماتے ہین مراد آنست کہ بے تعلیم الٰہی بحساب عقل ہیچکس اینہا راندانند آنہا از امور غیب اند کہ جز خدا کسے آنرا نداند مگر آنکہ وے تعالےٰ از نزد خود کسے را بوحی والہام بداناند تو بالکل پردہ اُٹھ گیا کہ مراد یہ ہے کہ بے تعلیم الٰہی کوئی شخص ان امور کو اٹکل اور قیاس سے نہین جانتا کہ یہ امور غیب ہین سواے خدا کے کوئی اُسکا جاننے والا نہین مگر جس کو اللہ جلشانہ نے وحی والہام کے ذریعہ سے تعلیم فرمایا ہو۔ اب بخوبی ثابت ہو گیا کہ آیۂ شریفہ مین غیب کی نفی مطلق نہین بلکہ خود بخود اپنی عقل سے جاننے کی نفی ہی۔ جانب مخالف نے آیت کے معنے سمجھنے میں خطا کی اور غلط استدلال کیا۔ مذکورہ بالا جملہ روایات و تفاسیر کا خلاف کیا اگر انپر نظر نہ تھی تو آیت سے استدلال کرنیمین جرأت نہ کرنا چاہئیے تھا عجب ہے کہ مخالف اپنی غلط فہمی کو اپنے باطل مدعا کی دلیل بنانا چاہتا ہے قولہ اور اسی معنے کے اعتبار سے ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح فقہ اکبر مین تحریر فرمایا ہے وذکر الحنفیۃ تصریحا بالتکفیر باعتقاد ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب لمعارضۃ قولہ تعالیٰ قل لا یعلم من فی السموٰت والارض الغیب الا اللہ

ملا علی قاری کی شرح شفا سے فخر عالم کے لئے ماکان و یکون کے علم کا اثبات۔

اقول علامہ علی قاری رحمۃ اللہ تعالےٰ اس غیب پر حکم تکفیر نقل کرتے ہین کہ جسپر دلیل نہ ہو اور یہ ہمارا عقیدہ ہی کہ جس غیب پر دلیل نہ ہو وہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہی جیسا کہ مذکور ہو چکا رہا وہ غیب جسپر دلیل ہی وہ حضرت حق سبحانہ تعالےٰ نے اپنے حبیب پاک حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مرحمت فرمایا ہی۔ لطف تو جب ہے کہ میں اس مدعا پر خود علامہ علی قاری رحمہ اللہ تعالےٰ ہی کی شہادت پیش کرون جس سے جانب مخالف نے استدلال کیا ہی ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالےٰ شرح شفا جلد اول صفہ مین فرماتے ہین (ما اطلع علیہ من الغیوب) ای الامور الغیبیۃ فی الحال (وما یکون) ای سیکون فی الاستقبال مطلب یہ ہے

کہ آنحضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو امور غیبیہ یہ حال و استقبال پر مطلع فرمایا ہے۔ کیا یہی علامہ ملی قاری خود اسی پر کفر کا فتوے بھی دیتے ہیں۔ اے مخالف صاحب ذرا ہوش و خرد سے کام لیجیے آپکا خیال کہاں ہے اور تماشہ دیکھیے پھر یہی علامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف جلد پنجم صفحہ ۳۲ میں امام ابن حجر عسقلانی سے نقل کرتے ہیں دل ذلک علی انہ اخبر فی المجلس الواحد بجمیع احوال المخلوقات من المبدأ الی المعاد والمعاش وتیسیر ایراد ذلک کلہ فی مجلس واحد من خوارق العادۃ امر عظیم یعنی حضور سید یوم النشور صلوٰۃ اللہ علیہ وسلامہ نے ایک ہی مجلس میں مبدا اور معاش و معاد دنیا و آخرت سب کی خبر دی اور یہ خوارق عادت میں سے ایک بڑا امر ہے اور ابھی یہی نہیں کہا جا سکتا کہ جناب مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم اسی میں منحصر ہے بلکہ اس علم عظیم کی غایت کا درک ہماری قدرت سے باہر ہے اس سے وہی ذات پاک واقف ہے جس نے عطا فرمایا۔

اب غور فرمایئے۔ کہ یہی ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالے اپنی عبارتوں میں رسول اکرم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کا علم عطائی بہ نسبت امور غیب صاف ثابت کر رہی ہیں اور اس وضاحت سے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دین اور دنیا کے سب امور سے واقف تھے بلکہ اسکی اطلاع بھی دی۔ کیا یہی علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایسی پر اعتقاد والے کو کافر بتاتے ہیں؟ مجھے مخالفین کی عقل پر تعجب آتا ہے کہ وہ کس قسم کے لوگ ہیں جو اتنا نہیں سمجھ سکتے کہ علامہ علی قاری رحمۃ الباری اپنے ہی اعتقاد پر کفر کا فتویٰ دے سکتے ہیں وہ عبارت جو جانب مخالف نے نقل کی ہے اسی غیب کے اعتقاد پر تکفیر کی ہے کہ جسپر دلیل نہیں یعنی علامہ علی قاری رحمۃ اللہ نے کسی مخلوق کے بالذات و بے تعلیم الٰہی عالم ہونے کے اعتقاد پر تکفیر کا حکم نقل کیا اور یہ بالکل صحیح اور ہمارا مذہب ہے جانب مخالف کی خوش لیاقتی کہیے یا حق تعصب سمجھیے کہ انہوں نے تثبیت علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس عبارت سے حکم تکفیر لگا دیا اور یہ کہ پوری عبارت بھی نقل نہیں کی جو مطلب واضح کر دیتی پوری عبارت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ کی یہ ہے ثم اعلم ان الانبیاء لم یعلموا المغیبات من الاشیاء الا ما اعلمہم اللہ تعالیٰ وذکر الحنفیۃ تصریحا بالتکفیر باعتقاد ان النبی علیہ السلام یعلم الغیب لمعارضۃ قولہ تعالیٰ قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ یہ عبارت صاف ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام غیب نہیں جانتے مگر اسی قسم کو جو تعلیم الٰہی سے ہو علامہ حنفیہ نے اس اعتقاد پر تکفیر کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ وسلم خود بخود یعنی بے واسطہ تعلیم الٰہی کے عالم الغیب جانا ہے بالکل بجا ہے کہ مقصد صاف بات تھی جسکو عبارت کی قطع و برید سے پیچیدہ کرنا چاہا ہے

حضرت کا ایک مجلس میں جمیع احوال مخلوقات دنیا و آخرت کی خبر دینا ایک بڑا معجزہ ہے۔

قولہٗ پس اس بیان سے یہ امر خوب ظاہر ہو گیا کہ جناب رب العالمین مطلقاً علام الغیوب ہے اور خلائق کو باطلاعہ تعالےٰ لبعض مغیبات کا علم عطا ہو گیا ہے (الیٰ ان قال) تو مخلوق کا علم خالق رب الارباب کے علم کے مساوی اور برابر نہیں ہو سکتا۔ الخ

اقول اولاً۔ حافظہ نباشد کا مضمون ہے ابھی تو آپ یہ فرما چکے ہیں کہ غیب وہ ہے جو حواس یا عقل سے معلوم نہ ہو سکے اور نہ حضرت حق سبحانہ نے کسیکو اسپر اطلاع دی ہو خاص رب العزت کو معلوم ہو نہ غیر کو آپ اب یہ کیسے فرماتے ہیں کہ خلائق کو باطلاعہ تعالےٰ لبعض مغیبات کا علم عطا ہو گیا ہے۔ جب غیب کا علم خاص رب العزت کے سوا غیر کو ہوتا ہی نہیں اور حق سبحانہ اسپر اطلاع نہیں دیتا تو مخلوق کو بعض مغیبات کا علم کس طرح عطا ہوا؟ یہ تناقض قول جناب نے کس مصلحت سے تحریر فرمائے ہیں اور ان دونوں میں سے جناب نے کس قول کو سچا اور کس کو جھوٹا قرار دیتے ہیں مگر بات یہ ہے کہ آپ کا یہ قول (کہ غیب وہ ہے جو کسی کو بتایا نہ جائے) اس درجہ صریح البطلان اور پادر ہوا تھا کہ آپ خود بھی اسپر قائم نہ رہ سکے اور حق کے مقابل تعصب سے جب کام لیا جاتا ہے تو یہی انجام ہوتا ہے۔

ثانیاً ابھی آپ ملا علی قاری سے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ کے غیب جاننے کے اعتقاد پر کفر کا حکم سنا چکے ہیں اور یہاں مخلوق کیلئے لبعض مغیبات کے علم کے خود قائل ہوئے تو فرمائیے اس کفر میں جناب کا بھی حصہ ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو اس محرومی کی وجہ بیان کیجئے ؎

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
آج آپ اپنے دام میں صیاد پھنس گیا

اب فرمائیے علامہ علی قاری علم ذاتی کے اعتقاد پر تکفیر فرماتے ہیں یا عطائی کے ؎

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را
چندان اماں نداد کہ شب را سحر کند

ثالثاً اگر درحقیقت آپ کا یہ عقیدہ ہوتا کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بعطائے الٰہی جملہ اشیا کا علم حاصل ہے اور اسکو بعض مغیبات سے تعبیر کرتے ہیں اور علم الٰہی کے مقابلہ میں یہ بہت قلیل ہے اگرچہ بجائے خود تمام ملکوت سموات و ارض تک کو محیط ہو تو تسلیم تھا مگر مشکل تو یہ ہے کہ آپکا گروہ علم الٰہی کی عظمت سے بالکل ناواقف ہے جہاں حضور کیلئے جمیع اشیاء کا علم ثابت کیا اور آپ لوگ گھبرائے کہ خدا کی برابر کر دیا تو بات یہ ہے کہ آپ خدائے پاک کا علم اسیقدر سمجھتے ہیں اگر آپکو یہ معلوم ہوتا

علم حق کے سامنے جمیع اشیاء کے علوم نہایت قلیل ہیں تو آپ کو حضور کیلئے انکے ثابت ہونے میں ایسا تحیر اور دہشت نہ ہوتی اور آپ اسکو علم الٰہی کے مساوی نہ کہتے لیکن آپ اس غلطی میں تو اپنے پہلے سے مبتلا ہیں تفسیر خازن جلد ۳ صفحہ ۲۲۴ قال المفسرون لما نزلت بمکۃ ویسئلونک عن الروح الآیۃ وهاجر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی المدینۃ اتاہ احبار الیهود وقالوا یا محمد بلغنا انک تقول وما اوتیتم من العلم الا قلیلا اعنیتنا ام قومک فقال علیہ الصلوٰۃ والسلام کلا قد عنیت قالوا الست تتلو فیما جاءک انا اوتینا التوراۃ فیها علم کل شیء فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھی فی علم اللہ قلیل الخ یعنی مفسرین نے فرمایا کہ جب آیۂ کریمہ ویسئلونک عن الروح الآیۃ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اور حضور سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی آپ کی خدمت میں علمائے یہود نے حاضر ہوکر عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں خبر پہنچی ہے کہ آپ فرماتے ہیں وما اوتیتم من العلم الا قلیلا یعنی تم نہیں دئے گئے علم سے مگر تھوڑا کیا آپ ہمکو مراد لیتے ہیں یا اپنی قوم کو حضور نے فرمایا ہر میں سب کو مراد لیتا ہوں انھوں نے عرض کیا کہ آپ کے پاس جو خدا کا کلام آیا ہے اسمیں آپ یہ نہیں پڑھتے کہ ہم کو توریت عطا ہوئی اسمیں ہر چیز کا علم ہے حضور نے فرمایا کہ وہ علم الٰہی کے حضور قلیل ہے فرمایا کیا اب بھی آپ اللہ سبحانہ کے علم بے نہایت کو جمیع اشیاء میں محدود و منحصر سمجھکر حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے جمیع اشیاء کا علم ثابت ہونے کو یہ الزام دیجئے کہ مخلوق کا علم خالق کی برابر کر دیا. کیا اب بھی علم الٰہی کی عظمت سے آنکھیں بند کر لیجئے علم الٰہی کو جمیع اشیاء کی چار دیواری میں محدود سمجھنا کسقدر نادانی ہے اور شنیعین علم سرور عالم علیہ السلام کو تساوی اور خدا کی برابر کرنے کا الزام دینا اسی بناء فاسد پر مبنی ہے لہذا اہل سنت نے عقیدۃً حضور کو خدا کی برابر نہ کہا مگر آپ نے علم الٰہی کو گھٹا کر خدا کو رسول کی برابر ٹھہرا دیا بلکہ رسول سے بھی کم کر دیا کیونکہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم بھی اس حد میں محدود نہیں عنایت الٰہی نے آسمانوں اور زمینوں کے ملک بھی حضور کی وسعت علمی کے سامنے قلیل ہیں اور حضور کا علم ان سے بھی اکثر و افضل ہے تفسیر خازن جلد ثالث صفحہ ۲۳ میں ہے قلت ملکوت السموات والارض من بعض آیات اللہ ایضا ولا آیات اللہ افضل من ذلک واکثر الذی اراہ محمدا صلی اللہ

کل اشیاء علم الٰہی کے حضور قلیل ہے۔

حضور کا علم ملکوت سموٰت و ارض سے افضل ہے۔

علیہ وسلم من ایاتہ وعجائبہ تلک اللیلۃ کان افضل من ملکوت السمٰوٰت والارض
یعنی میں کہتا ہوں کہ ملکوت سمٰوات وارض بھی آیات الٰہیہ میں سے بعض ہیں اور بیشک آیات الٰہیہ اس سے افضل
ہے واکثر ہیں اور شب معراج جو آیات و عجائب اللہ تعالےٰ نے حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معائنہ
کرائے وہ ملکوت سموات و ارض سے افضل ہیں انصاف کیجیے کہ ملکوت سموات و ارض جب حضور کے علم کا
بعض ہوئے تو حضور کیلئے انکے ثابت کرنیکو یہ کہنا کہ خدا سے تعالیٰ کی برابر کر دیا صاف یہ معنی رکھتا ہے کہ رب
اللہ سبحانہ کو اتنا ہی علم ہے مخالفین کسقدر غلطی میں مبتلا ہیں سنیوں کو الزام دینے اور مساوات ثابت کرنیکے
شوق میں علم الٰہی کی عظمت گھٹانیکے درپے ہو رہے ہیں اللہ تعالیٰ ہدایت فرمائے اور ایسی ضد اور ہٹ
سے پناہ میں رکھے۔ ملکوت سموات و ارض جس سے حضور انور کا علم بھی وسیع ہے اس میں علم الٰہی کو منحصر
کر دینا کسقدر ظلم ہے۔ اب فرمائیے کہ حضور کیلئے ملکوت سموات و ارض کا علم ثابت کرنیسے خدا و رسول
کا برابر ہو جانا کس طرح ممکن ہے۔ ؟ اگر خداوند عالم کے علم کی عظمت کا کچھ پتہ ہو تو مخالفین حق تعالیٰ
اور اس کے رسول علیہ السلام کے علم میں فرق کر سکیں علماء اہل سنت نے اس فرق کی تصریحیں فرمائیں نا
خود اعلام الاذکیا کے صـ ۳۶ پر اعلیحضرت مولانا مولوی احمد رضا خانصاحب دامت برکاتہم کی تقریظ موجود ہے
جس میں یہ جملہ بغور ملاحظہ کیجیے بے بصیرت اندھوں کو اتنا نہیں سوجھتا کہ علم الٰہی ذاتی علم خلق عطائی وہ
واجب یہ ممکن وہ قدیم یہ حادث۔ وہ نامخلوق یہ مخلوق۔ وہ نامقدور یہ مقدور وہ ضروری البقا
جائز الفنا۔ وہ ممتنع التغیر یہ ممکن التبدل ان عظیم تفرقوں کے بعد احتمال شرک نہ ہوگا مگر کسی مجنون
کو۔ اب کہیے کہ باوجود اتنے تفرقوں کے کوئی عاقل مساوی علم الٰہی کے کہہ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں پھر بھلا
کیا ضرورت تھی جو آپ نے ایک رسالہ لکھدیا اور بہت سا خون جگر کھایا۔ مگر در حقیقت آپ کا اعتقاد تو یہ ہے
جو آپکی اور آپکے فریق کی تقریروں سے ظاہر ہے کہ سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گنتی کی دو چار چیزیں
بتا دی گئیں باقی انہیں دیوار کے پیچھے کا بھی حال معلوم نہیں چنانچہ براہین قاطعہ مطبوعہ ہاشمی پریس صـ ۴۶
میں لکھتے ہیں اور شیخ عبد الحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں باوجودیکہ حضرت شیخ مدارج
شریف میں فرماتے ہیں و این سخن اصلے ندارد وروایت بداں صحیح نشدہ یعنی نہ اس بات کی کچھ اصل نہ روایت
اسکے ساتھ صحیح مگر باوجود اس کے حضور علیہ الصلوٰۃ کے علم کی تنقیص کے لئے شیخ پر اتہام یہ ہے
آپ کا عقیدہ حضور کے علم کی نسبت اور یہ ہے آپ کی دیانت کا نمونہ کہ شیخ جس بات کو باطل د

براہین قاطعہ کا ابہ

عمر ۵ بھی علم نہیں اور اسکا جواب۔

بے اصل بتائین آپ شیخ ہی کو اس کا تہمت بنائین اور آپ کا یہ قول کہ علم محیط نہین رکھتے جس معنی پر کہ آپ گمان کرتے ہین بالکل باطل ہے اور اس مدعا پر جو استدلال آپ نے شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ سے کیا ہے وہ آپ کی بے احتیاطی اور بیجا تصرف کا نمونہ ہے بے احتیاطی تو یہ کہ شاہ صاحب کی عبارت فارسی ہے آپ نے اُردو لکھی اور نسبت شاہ صاحب کی طرف کر دی اور بیجا تصرف یہ کہ بے موقع نقل کی اُس سے مراد غلط سمجھی شاہ صاحب کی مراد یہ ہے کہ علم الٰہی کو کسی مخلوق کا علم محیط نہین ورنہ رسول اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے علم پر محیط کا اطلاق درست ہے چنانچہ تفسیر روح البیان جلد سادس صفحہ ۴۴ مطبوعہ مصر مین ہے وکذا اصار علمہ محیطا بجمیع المعلومات الغیبیۃ الملکوتیۃ کما جاء فی حدیث اختصام الملئکۃ انہ قال فوضع کفہ بین کتفی فوجدت بردھا بین ثدیی فعلمت علم الاولین والاخرین وفی روایۃ علم ما کان وما یکون حاصل اس عبارت کا یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا علم تمام مغیبات ملکوتیہ پر محیط ہوا چنانچہ حدیث اختصام ملائکہ مین ہے کہ آپ نے فرمایا کہ پروردگار نے اپنا کف دست لطف و رحمت میرے دونون شانون کے درمیان رکھا مین نے اس کے وصول فیض کی سردی اپنی دونون چھاتیون کے درمیان پائی پس مجھے علم اولین و آخرین حاصل ہو گیا اور ایک روایت مین ہے کہ گذشتہ و آئندہ کا تمام علم حاصل ہو گیا مرقات شرح مشکوٰۃ شریف جلد پنجم صـ۲۳۱ پر تحت حدیث انی لاعرفہم اسماءہم واسماء آباۂم والوان خیولہم مسطور ہے فیہ معجزۃ من المعجزات دلالۃ علی ان علمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محیط بالکلیات والجزئیات من الکائنات وغیرہا یعنی آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے اس خبر دینے مین باوجود معجزہ ہونے کے اس پر بھی دلالت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا علم کائنات وغیرہا کے کلیات و جزئیات پر محیط ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالےٰ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ مین حدیث اختصام ملائکہ کے جملہ فعلمت ما فی السموٰت والارض کی شرح مین فرماتے ہین پس دانستم ہرچہ در آسمانہا و ہرچہ در زمین بود

حضرت کے علم پر محیط کا اطلاق درست ہے۔

حضور کا علم کائنات وغیرہا کے کلیات و جزئیات پر محیط ہے۔

آیہ لا یحیطون بشیء سے جانب مخالف کی غلط فہمی اور اُسکا جواب

عبارت است از حصول تمامہ علوم جزوی وکلی واحاطہ آن اور مدارج شریف کے خطبہ مین فرماتے ہین وے صلی اللہ علیہ وسلم دانا است بر ہمہ چیز از شیونات ذات وصفات حق واسماء وافعال وآثار وبجمیع علوم ظاہر وباطن واول وآخر احاطہ نمودہ است ومصداق فوق کل ذی علم علیم شدہ منصف کے لئے یہ چار گواہ کم نہین وہ سمجھ سکتا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کو حضرت حق تعالے نے کائنات وغیرہا کے تمام علوم ظاہر اور باطن اول و آخر جزوی اور کلی پر محیط کردیا ہے مگر جس کے دل مین انصاف اور حق طلبی کا مادہ ہی نہ ہو اُسکے لئے ہزار بھی کم ہین ۔ آپ نے جو آیہ شریفہ ولا یحیطون بشیء من علمہ الا بما شاء نقل فرمائی وہ بالکل حق ہے مگر فہم نصیب اعدا آپ نے اُس کا ترجمہ تک غور سے نہین دیکھا ۔ آیت بصراحت فرمارہی ہے کہ وہ علم الٰہی کا احاطہ نہیں کر لیتے اور جو عبارت تفسیر کبیر سے جانب مخالف نے نقل کی ہے اسمیں بھی ھو ان یعلمھم سے ظاہر ہے کہ نفی احاطہ علم باری سبحنہ تعالےٰ کی ہے یہ عین ہمارا مذہب ہے کہ علم الٰہی محیط ہے محاط نہین ۔ رہا آپ کا یہ فرمانا کہ مخلوق کا علم قلیل ہے یہ بیان ہو چکا کہ جناب باری عزاسمہ کے سامنے تمام مخلوقات کا علم قلیل ہے ۔ اور وہ نسبت بھی نہین رکھتا ہے جو ذرہ کو آفتاب اور قطرہ کو سمندر کے ساتھ ہے جیسا کہ آپ نے آیہ شریفہ وما اوتیتم من العلم الا قلیلا نقل فرمائی ہے اور نیز عبارتین نقل کی ہین اور بخاری شریف میں ہے وقع عصفور علی حرف السفینۃ فغمس منقارہ فی البحر فقال الخضر لموسیٰ ما علمك وعلمي وعلم الخلائق فی علم اللہ تعالیٰ الا مقدار ما غمس ھذا العصفور منقارہ الحدیث حاصل یہ کہ کشتی کے کنارہ پر ایک چڑیا نے بیٹھکر اپنی چونچ دریا میں ترکی تو حضرت خضر علیہ السلام نے موسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا کہ میرا اور تمہارا اور تمام مخلوق کا علم جناب باری تعالےٰ کے علم کے سامنے اتنا ہی ہے جیسا کہ دریا کے مقابلہ میں اس چڑیا کا چونچ تر کرلینا امام محمد غزالی رحمہ اللہ کیمیائے سعادت میں لکھتے ہین وہیچ سلیم دل نبود کہ اینقدر نداند کہ علم فرشتگان وآدمیان درجنب علم حق ناچیز است و ہمہ را گفتند کہ وما اوتیتم من العلم الا قلیلا اور تمام غیوب آسمانوں اور زمین کے اللہ جلشانہ

کے دریائے علم کا ایک قطرہ ہین چنانچہ علامہ خفاجی حواشی بیضاوی میں طیبی سے نقل فرماتے ہین ان معلومات اللہ تعالیٰ لا نہایۃ لہا وغیب السموات والارض وما یبدونہ وما یکتمون نقطۃ منہا بمقابلۃ علم آلہی تمام غیوب سموات و ارض کو قلیل کہا جائے تو بیشک بجا ہے لیکن ان غیوب کو بجائے خود قلیل کہنا کثرت نا جنون یا نابینائی ہے ۔ رسول اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو علم آلہی سے ایک قطرہ عطا ہوا اور خفاجی کی عبارت سے معلوم ہوا کہ غیب سموات وارض علم آلہی کا ایک قطرہ ہین پھر اُس جاہل پر افسوس ہی جو اب بھی علم نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو علم آلہی کے مساوی سمجھے تمام غیوب سموات وارض کا عالم ہوکر بھی کوئی خدائے تعالےٰ جل شانہ کے علم کی برابر نہین ہوسکتا بلکہ وہ نسبت بھی نہین رکھتا ہے جو قطرہ کو سمندر کے ساتھ ہے تفسیر روح البیان میں ہو وقد قال صلے اللہ علیہ وسلم لیلۃ المعراج قطرت فی حلقی قطرۃ فعلمت ما کان وما سیکون در احادیث معراجیہ آمدہ است کہ در زیر عرش قطرہ در حلق من ریختند فعلمت ما کان وما سیکون ۔ ان عبارتون کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلےٰ آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میرے حلق مین ایک قطرہ ٹپکایا گیا اُس کے فیضان سے مجھے ما کان وسیکون کا علم حاصل ہوگیا ۔ اب یہ معلوم ہونا چاہئے کہ ما کان اور ما سیکون کا علم بھی علم آلہی سے ایک قطرہ ہے اور اس معنی سے اُسکو بعض یا قلیل کہہ سکتے ہین پس جہاں کہین تفاسیر وغیرہا میں بعض یا قلیل کا لفظ یا اُس کا ہم معنی استعمال ہوا ہے اُس سے یہی مراد ہے کہ علم جناب باری تعالےٰ کے سامنے تمام مخلوقات کا علم گو کتنا ہی ہو قلیل ہے اور قلیل کے لفظ سے اُن کے جمیع اشیاء کے عالم ہونے کا انکار کرنا جہالت وسفاہت ہے افسوس ہمارے ابنائے نوع جنہون نے آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے جمیع اشیاء کے عالم ہونیکے اعتقاد پر کفر شرک کا فتوے دیدیا اور یہ خیال کرلیا کہ معاذ اللہ خدا ہی کو ہے انھون نے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے ہی علم مین نقصان نہین ثابت کیا بلکہ خدا کی طرف بھی یہ قصور عائد کردیا (نعوذ باللہ من ذلک) اور اُس کے علم عظیم کو اتنا ہی سمجھ بیٹھے ۔ حالانکہ علوم ما کان وما یکون

ف آسمان اور زمین کے تمام غیوب بھی علم آلہی کا قطرہ ہین

ف مخالفین نے علم باریتعالےٰ کو بھی تھوڑا ہی سا سمجھ لیا ہے

ف باریتعالےٰ کے سامنے تمام مخلوقات کے علوم قلیل ہین حتے کہ جمیع اشیاء کا علم بھی قلیل ہے ۔

اور غیوب سماوات و ارض سب کے سب اُس کے علم عظیم کا ایک قطرہ ہین جیسا کہ فقیر کی منقولہ عبارت سے ثابت ہوا۔ کاش یہ حضرات بھی توجہ فرمائین اور ان عبارات پر غور کرین تو ہرگز مسلمانون پر شرک کا فتوے دیکر مشرک نہ بتائین خدایا ہم کو اور ہمارے بنی نوع کو اپنے سیدھے راستے پر چلنے کی ہدایت کر اور توفیق مرحمت فرما ۔

اس تقریر کے بعد مؤلف اعلاء کلمۃ الحق نے توحید کے معنی بیان کئے ہین اور علوم شرعی وغیر شرعی کا بیان بقدر اپنی لیاقت کے لکھا ہی اور حضرت مولٰنا شاہ سلامت اللہ صاحب مؤلف اعلام ا[illegible] کی نسبت حسب عادت اپنی ہمت کے موافق کلمات کہے ہین ہم کو اُن سے بحث نہین البتہ اُنھون نے صفحہ ۱ پر یہ بحث کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کو حضرت حق سبحانہ تعالے نے علم شعر عطا نہین کیا۔ اس مدعا پر آیہ کریمہ وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ سے استدلال کیا ہی۔ اور ملا کمال الدین کاشفی کی تفسیر سے یہ نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی زبان مبارک وزن شعر کے ساتھ موافقت نہ کرتی تھی اسی صفحہ کے آخر مین اپنی اجتہاد خانہ زاد سے قیاس ایجاد کیا ہے قولہ بھلا جو علم کہ سراسر برے ہین اُنکی قباحت اور برائی شرع شریف مین ثابت ہے جیسے علم سحر اور طلسم اور کہانت وغیرہ اُن علوم کے ساتھ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ قدس صفات کیون کر متصف ہو سکتے ہین پس جن لوگون نے یہ دعوے کیا ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم) جمیع اشیا اور غیوب کے عالم ہین۔ کیا ناعاقبت اندیشی سے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو اُن علوم کے ساتھ متصف کرنا چاہتے ہین کہ جو شان نبوت کے بالکل منافی بلکہ نفس ایمان کے بھی ضد ہین ۔

علم شعر کی نفیس بحث۔

اقول جانب مخالف اپنی کتاب کے صفحہ ۵۱ مین خود فرما چکے ہین کہ ہر کس و ناکس ناحق شناس کا قیاس اصول دین مین سے نہین ہو سکتا پھر کس طرح اُن کا اجتہاد تسلیم کر لیا جاوے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علم سحر و کہانت سے غافل ہین لہذا ہم اُنہی سے دریافت کرتے ہین کہ کیا اُنکا یہ قیاس قابل مقبول ہی؟ اگر ہے تو کیون؟ کیا مجتہد ہونیکا دعوے ہے علاوہ بریں زبان مبارک کا وزن شعر کے ساتھ موافقت نہ فرمانا اُنھون نے کس طرح مین

نقل کیا ہے۔ آیا یہ خیال ہے کہ یہ فن شعر کی عدم واقفیت پر دلیل و برہان ہو جائیگا۔ اگر یہ
ہے تو خیال باطل ہے کتنے عروض و قوافی کے جاننے والے فن شعر کے ماہر ایسے ہین کہ وزن
شعر کے صحیح ادا کرنے پر قادر نہین اس سے یہ لازم نہین آتا کہ انھین شعر کے ردی و جید
مین تمیز نہ ہو فن کے قواعد و مصطلحات سے بیخبر ہون۔ ہان شعر گوئی کا ملکہ نہین علم سے
بہت مرتبہ ملکہ مراد ہوتا ہے ہمارے روزمرہ کے محاورے ہین کہ فلان عالم لکھنا نہین
جانتا۔ اس کے یہ معنی نہین کہ املا یا رسم الخط یا حروف کی صورت و ہیئت اور قواعد کی
اس کو خبر نہین۔ سب کچھ جانتا ہے مگر لکھنے کا ملکہ نہین آپ روٹی پکانا نہین جانتے
اس کے یہی معنی ہین کہ پکانیکا ملکہ نہین ورنہ جانتے خوب ہین کہ کس طرح پکتی ہے زید
کہتا ہو کہ مین تیر اندازی جانتا ہون آپ تیر کمان دیکر کہئے کہ نشانہ لگائے اور کسی
طرح نشانہ نہ لگا سکے تو یہی کہا جائے گا کہ نہین جانتا گو کہ وہ تیر اندازی کے مفہوم و معنی
کا خوب واقف ہے لیکن یہان مراد تو علم سے ملکہ ہے کچھ ہمارے ہی محاورات پر منحصر نہین
ہر ملک اور ہر زبان مین علم بمعنی ملکہ بکثرت مستعمل ہے تلویح میں ہے ولا نسلم ان
لا دلالۃ للفظ العلم علی التهيؤ المخصوص فان معناه ملکۃ يقتدر بها على ادراك
جزئيات الاحکام واطلاق العلم عليها شائع فی العرف کقولهم فی تعريف
العلوم علم کذا فان المحققين على ان المراد بهذه الملکۃ ويقال لها
الصناعۃ ايضا لا نفس الادراك سلم الثبوت مین ہو واجيب بانه لا يضر لا ادری
لان المراد الملکۃ مولانا عبد الحق خیرآبادی اور ملا محمد مبین رحمۃ اللہ علیہما اپنی شرحون مین
فرماتے ہین لان المراد بالعلم الملکۃ عمدۃ المخالفین مولوی بشیر الدین اپنی شرح
کشف المبہم مین لکھتے ہین لان المراد بالعلم فی قولهم العلم باحکام الملکۃ ثم
آپ کو معلوم ہوا ہوگا کہ علم بمعنی ملکہ کے شائع و ذائع ہے۔ احادیث مین بکثرت علم بمعنی ملکہ
آیا ہو مسند الفردوس مین بکر بن عبد اللہ بن ربیع سے مروی ہو عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم علموا
اولادکم السباحۃ والرمایۃ دیلمی نے جابر بن عبد اللہ سے بایں الفاظ روایت کی علموا
بنیکم الرمی فانہ نکایۃ العدو یعنی حضور نے اولاد کو تیر اندازی اور شناوری تعلیم کرنیکا حکم فرمایا

کیا جانب مخالف محض شناوری اور تیراندازی کے مفہوم ذہنی کا ذہن نشین کرنا اور زبانی طور پر کی پوری کیفیت سنا اور سمجھا دینا اور تیراندازی کرنیوالوں کا دکھا دینا "تعمیل ارشاد کیلئے کافی سمجھتے ہیں یا مشق و محنت کراکے تیراندازی اور شناوری پر قادر کر دینا مراد لیتے ہیں فرمایئے علم سے ملکہ مراد ہوا یا کچھ اور یہ خود قرآن پاک میں وارد ہے ۔

علمناہ صنعۃ لبوس لکم لتحصنکم من باسکم فہل انتم شاکرون فرمایئے اس آیت میں ملکہ مراد ہے یا صرف ادراک ۔ آیت وعلمناہ الشعر میں بھی علم سے ملکہ مراد ہے اور ملکہ ہی کی نفی ہے نہ یہ معنی کہ حضور کو شعر کا علم ہی نہ تھا تفاسیر آیت کے معنی میں ملکہ ہی کی نفی کر رہی ہیں ۔ تفسیر خازن میں ہے ای ما یتسہل لہ ذلک وما ینبغی منہ بحیث لو اراد نظم شعر لم یتأت لہ ذلک تفسیر مدارک میں ہے ای جعلناہ بحیث لو اراد قرض الشعر لم یتأت لہ ولم یتسہل تفسیر کبیر میں ہے قال قوم ما کان یتأتی لہ والآخرون ما یتسہل لہ حتی انہ لو تمثل ببیت شعر سمع منہ مزاحفا علامہ ابو السعود اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں وما یصح لہ الشعر ولا یتأتی لہ لو طلبہ ای جعلناہ بحیث لو اراد قرض الشعر لم یتأت لہ ۔ تمام مفسرین آیت کی یہی تفسیر فرما رہے ہیں کہ حضور پر شعر کی نظم دشوار تھی یعنی ملکہ نہ تھا اور آیت میں ملکہ کی نفی ہے یہ کسی نے نہ کہا کہ حضور کو شعر کا علم و ادراک نہ تھا اس کے صحیح و سقیم ردی و جید کو نہ جانتے تھے بلکہ اس کے جاننے کی تصریح فرمائی ۔ تفسیر روح البیان جلد ثالث صفحہ ۲۹۲ میں ہے وفی التہذیب البغوی من اتمتا قیل کان علیہ السلام یحسن الشعر ولا یقولہ ولا صح انہ کان لا یحسنہ ولکن کان یمیز بین جید الشعر وردیہ ولعل المراد بین الموزون منہ وغیر الموزون اس سے معلوم ہوا کہ حضور شعر جید و ردی اور موزون و غیر موزون میں امتیاز فرماتے تھے فرمایئے آیت میں علم شعر کی نفی کہاں ہے اور کس مفسر نے بیان کی ۔ یہ آپ کو کہیں نہ ملے گا اور اس کے خلاف مفسرین کی تصریحات کثیرہ آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں ۔ اس سے اور واضح تر ملاحظہ کیجئے تفسیر فتح البیان جلد ثالث صفحہ ۵۰۹ میں ہے ولما کان الشعر مما لا ینبغی للانبیاء علیہم السلام لم یقصد بہ النبی علیہ السلام بطریق الانشاء دون

الا انشاداً الا ما كان بغير قصد منه۔ وكان كل كمال بشرى تحت علمه الجامع وكان يجيب كل فصيح وبليغ وشاعر واشعر كل قبيلة بلغاتهم وعباراتهم وكان يعلم الكتاب علم الخط واهل الحرف حرفتهم ولذا كان رحمة للعالمين

یعنی چونکہ شعر انبیاء کی شان کے لائق نہیں ہے اس لئے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بطریق انشاء صادر نہیں ہوا۔ الا بلا قصد اور حقیقت حال یہ ہے کہ ہر بشری کمال آپکے علم جامع کے تحت میں ہے اسی وجہ سے حضور ہر فصیح وبلیغ اور شاعر واشعر کو اور ہر ہر قبیلہ کو ان کے لغات اور انہی کی عبارات میں جواب دیتے تھے اور کاتبوں کو علم خط اور اہل حرفت کو انکی حرفت تعلیم فرماتے تھے اسی لئے تو رحمۃ للعالمین ہیں صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔ اب تو بحمد اللہ تعالےٰ کوئی پردہ وحجاب نہ رہا اور مراد کلام خوب واضح ہوگئی کہ آیت میں نفی ذات کی ہے علم کی نہیں شعر کے علم کا انکار جانب مخالف کا ازقبیل بلیغ اور تمام تفاسیر معتبرہ کے خلاف ہے۔ عبارات مذکورہ سے ثابت ہوگیا کہ ہر بشری کمال حضور کے تحت علم ہے کچھ بھی ہو تو استدلال جانب مخالف کا باطل ہوا لیکن اگر ابھی تک مخالف کے قلب میں کوئی وسوسہ باقی ہو تو اس کو رفع کیجئے تفسیر روح البیان جلد ثالث صفحہ ۲۹۲ میں ہے والظاهر ان المراد وما ينبغي له من حيث نبوته وصدق لهجته ان يقول الشعر لان المعلم من عند الله لا يقول الا حقا وهذا لا ينافي كونه في نفسه قادرا على النظم والنثر ويدل عليه تميزه بين جيد الشعر ورديئه اى موزونه من غير موزونه على ما سبق ومن كان مميزا كيف لا يكون قادرا على النظم في الانتهاء والحكم لكن القدرة لا تستلزم الفعل في هذا الباب ونعني اطلاق لفظ الشعر والشاعر الذي يوهم التخييل والكذب ولذا كانت العرب يعرفون فصاحته وبلاغته وعذوبة لفظه وحلاوة منطقه وحسن سرده والحاصل ان كل كمال انما هو مأخوذ منه۔ یعنی یہ ظاہر ہے کہ معنی آیت کے یہ ہیں کہ حضور کے لئے بحیثیت نبی اور صادق البیان ہونے کے شعر گوئی مناسب حال نہیں کیونکہ اللہ کا سکھایا ہوا جو بات کہتا ہے حق ہی کہتا ہے اور یہ آپ کے فی نفسہ نظم ونثر پر قادر ہونے کے منافی نہیں

اس پر حضور کا شعر کے جید و ردی اور موزوں و غیر موزون میں تمیز فرمانا دلالت کرتا ہے اور جو ممیز ہو کیوں کر الہیات وحکم میں نظم پر قادر نہ ہوگا لیکن قادر ہونا فعل یعنی شعر گوئی کرنے کو مستلزم نہیں تاکہ لفظ شعر اور شاعر کے اطلاق سے امن ہو۔ کیونکہ یہ لفظ تخییل وکذب کا موہم ہے اور بیشک عرب آپ کی فصاحت وبلاغت اور پاکیزگی الفاظ اور شیریں گفتاری اور خوبی روش کے عارف تھے اور حاصل یہ ہے کہ ہر کمال آپ ہی سے ماخوذ ہے۔ مخالفین اب تو خاموش ہونگے تفسیر روح البیان نے شعر کا علم درکنار کلام موزوں پر حضرت کی قدرت کتنے صریح الفاظ میں ثابت کی اگر مخالفین آیت پیش کرنے سے پہلے تفاسیر دیکھ کر کلام پاک کا مطلب سمجھ لیتے تو انہیں ہرگز اس آیت کے پیش کرنے کی جرات نہ ہوتی جو کسی طرح ان کے مدعا کو ثابت نہیں کرتی **اب دوسرے طریق پر کلام کروں** وہ یہ کہ شعر دو معنی میں مستعمل ہے اول کلام موزون جس میں وزن کا قصد کیا گیا ہو تفسیر کبیر میں ہے الشعر هو الكلام الموزون الذی قصد الی وزنه یہ تو معنی عرفی ہیں دوسرے معنی منطقی۔ قدماء حکماء کے نزدیک وزن وقافیہ شعر کا رکن نہیں ہے بلکہ رکن شعر صرف مقدمات مخیلہ کا ایراد ہے تو جو قیاس کہ مقدمات مخیلہ سے مرکب ہو اس کو شعر کہتے ہیں اور بعض علماء شعر منطقی اسکو کہتے ہیں جو مقدمات کاذبہ سے مرکب ہو تفسیر روح البیان جلد ثالث ص۲۹ میں ہے والشعر عند الحکماء القدماء لیس علی وزن وقافیة ولا الوزن والقافیة رکن فی الشعر عندهم بل الرکن فی الشعر ایراد المقدمات المخیلة فحسب وفیها ایضا قال بعضهم الشعر اما منطقی وهو المؤلف من المقدمات الکاذبة۔ اب سمجھنا چاہیے کہ قرآن پاک میں جو لفظ شعر وارد ہے اس سے منطقی معنی ہی مراد ہیں کیوں کہ قرآن پاک کا اسلوب شعر وشاعری سے پاک اور علیحدہ ہونا ایسا بیّن وظاہر ہے کہ اس میں کسی بے زبان عجمی کو بھی تردد نہیں ہو سکتا چہ جائے کہ عرب کے بلغاء اور فن شاعری کے ماہر اسکو اس معنی میں کہہ سکیں یہ کسی طرح معقول نہیں تو لامحالہ شعر سے اس کے معنی منطقی مراد ہوئے اور کفار عناداً شاعر بمعنی کاذب کہتے تھے اسی کی قرآن پاک نے نفی فرمائی۔ تو آیت کا مطلب یہ ہوا کہ ہم نے اپنے حبیب کو شعر یعنی کذب نہیں سکھایا نہ یہ ان کی شان کے

شایاں اور منصب کے لائق۔ ابتو مخالفین کو بہت حیرانی ہوگی مگر بات یہ ہے کہ فہم قرآن اُن سے
بہت دور ہے۔ آیت کے ظاہر الفاظ دیکھکر جو معنے خیال میں آئے اُن سے استدلال کرلیا
تفاسیر پر نظر ڈالنے کی تکلیف کون برداشت کرتا۔ میں دکھاتا ہوں ملاحظہ فرمائیے
تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۲۸۷ والمراد بالشعر الواقع فی القرآن الشعر المنطقی سواء
کان مجامعا مع الوزن ام لا والشعر المنطقی اکثر ما یروج بالاصطلاح قال الراغب
قال بعض الکفار للنبی علیہ السلام انہ شاعر فقیل لما وقع فی القرآن من
الکلمات الموزونۃ والقوافی وقال بعض المحصلین ارادوا بہ انہ کاذب لان ظاہر
القرآن لیس علی اسالیب الشعر ولا یخفی ذلک علی الاغتم من العجم فضلا
عن بلغاء العرب فانما رموہ بالکذب لان اکثر ما یاتی بہ الشاعر کذب ومن
ثم سموا الادلۃ الکاذبۃ شعرا۔ علاوہ بریں مفسرین نے اس آیت کے یہ معنے بھی
بیان فرمائے ہیں کہ قرآن شریف شاعروں کے اقوال نہیں جو ہم نے اپنے حبیب
محمد مصطفے صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو تعلیم کئے ہوں بلکہ یہ قرآن معجز بیان کلام
الٰہی ہے کہ ایسا کلام بنانا مخلوق کی قدرت سے باہر ہے یا یہ کہ ہم نے آن سرور علیہ الصلوٰۃ
والسلام کو قرآن میں شعر تعلیم نہ فرمایا قرآن پاک کی تعلیم شعر نہیں ہے چنانچہ تفسیر مدارک التنزیل
صفحہ ۴۲ میں ہے (وما علمناہ الشعر) ای وما علمنا النبی علیہ السلام قول
الشعراء او وما علمناہ بتعلیم القرآن الشعر علی معنی ان القرآن لیس بشعر
تفسیر روح البیان جلد ثالث صفحہ ۲۹۰ میں ہے والمعنے وما علمنا محمدا الشعر بتعلیم
القرآن علی معنی ان القرآن لیس بشعر فان الشعر کلام متکلف موضوع ومقال مزخرف مصنوع
منسوج علی منوال الوزن والقافیۃ مبنی علی خیالات واوہام واھیۃ فاین
ذلک من التنزیل العظیم الخطر المنزہ عن مماثلۃ کلام البشر الخزائن عبارات سے
بھی صاف ظاہر ہے کہ آیہ وما علمناہ الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ قرآن پاک سچی آسمانی کتاب
ہے شاعروں کی من گھڑت اور آفریدہ وہم وخیال نہیں جو قابل اعتبار نہ ہو چونکہ شعرا علی الاغلب
والاکثر لغو اور بے اصل باتیں جھوٹے قصے فرضی اور بے حقیقت واقعے نظم کیا کرتے ہیں اور انکا

کلام وجہیات و اکاذیب سے خالی نہین ہوتا چنانچہ عرب مین مشہور ہے احسن الشعراکذ
اس لئے حق سبحانہ نے فرمایا کہ یہ کلام پاک کچھ شاعرون کی منگھڑت اور یاوہ گوئی نہین بلکہ
یہ آسمانی سچی کتاب ہے۔ اس سے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ کے قواعد شعر سے ناواقف ہونے
پر استدلال کرنا جانب مخالف کی سادہ لوحی و نادانی ہے حضرت شیخ اکبر قدس سرہ الاطہر
اس آیت کی تفسیر مین فرماتے ہین کہ شعر اجمال اور معما پہلودار بات اور رمز و اشارہ
کا محل ہوتا ہے احتمال رہتا ہے کہ مخاطب اس کی مراد کو نہ سمجھے یا کچھ کا کچھ سمجھ جائے اللہ
سبحانہ فرماتا ہے کہ ہم نے محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے رمز و لغز نہ فرمایا جو فرمایا ان
کیلئے واضح فرمایا۔ اس طرح ارشاد نہ کیا کہ (حضور) نہ سمجھین یا کچھ کا کچھ سمجھ جائین تفسیر روح
البیان جلد ثالث صہ ۲۰۳ مین ہے قال الشیخ الاکبر قدس سرہ الاطہر فی قولہ تعالیٰ
وما علمناہ الشعر اعلم ان الشعر محل للاجمال واللغز والتوریۃ وما رمزنا
لمحمد صلے اللہ علیہ وسلم شیئا ولا الغزنا ولا خاطبناہ لشیٔ ونحن نرید شیئا
ولا اجملنا له الخطاب بحیث لم یفهم انتهی اس سے تو حضور کا اور کمال علم معلوم
ہوتا ہے کہ قرآن پاک جس میں تمام علوم ہین اور جو ہر چیز کا بیان واضح ہے ونزلنا
علیک الکتاب تبیانا لکل شیٔ اس کو اللہ سبحٰنہ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ کیلئے لغز و معما
رمز و اجمال نہ کیا کہ فہم مین نہ آتا ایسا واضح کیا کہ حضور پر اس کے علوم یقینی طور پر منکشف ہوئے
یعنی تعلیم قرآن شعر کے انداز پر نہین ہے کہ جمیع اشیاء کے علوم کا بیان اسمین بر سبیل اجمال
و معما ہوا اور دشمنان مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا کو یہ کہنے کا موقع ملے گا اگرچہ قرآن پاک جملہ علوم
اور ہر چیز کا بیان ہے لیکن ہے تو رمز و معما میں ممکن کہ کوئی بات سمجھ میں نہ آئی ہو یا کچھ سمجھی گئی
ہو۔ اس انکار کی گردن یہ فرما کر قطع کر دی کہ ہم نے قرآن کی تعلیم معما اور اجمال کے پیرایہ
میں شاعرانہ طریق پر نہ فرمائی بلکہ علوم قرآنیہ کو حضور کیلئے واضح اور بے حجاب کر دیا کہ ہر شئے
پر آنسرور علیہ التحیۃ والسلام کو علم یقینی حاصل ہو گیا والحمد للہ علی ذلک مع شیخ اکبر تو اس
آیت سے یہ سمجھے اور مخالفین یہ کہ حضور کو شعر کا علم نہ تھا۔ ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا
حق ہے یضل بہ کثیرا و یھدی بہ کثیرا۔ رہا جانب مخالف کا یہ وہم

کہ علم سحر شان نبوت کے خلاف بلکہ نفس ایمان کی بھی ضد ہے اور نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم ہرگز اس کے عالم نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کے اس انکار کا باعث یہ ہے کہ آپ کے نزدیک وہ علم نہایت درجہ کی خباثت رکھتا ہے اور اپنی خباثت کی وجہ سے ذات پاک نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے لائق نہیں اور یہی آپ کی تقریر سے ظاہر ہے۔ اب میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ علم سحر جو نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی ذات پاک کے لائق نہیں تو باوجود اس خباثت کے ذات پاک حضرت حق سبحانہ تعالے کے لائق بھی ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو بتاؤ کہ وہ ذات پاک ایسے خبیث علم کے ساتھ کیسے متصف ہوئی کہ جو شان نبی کے بھی لائق نہ تھا۔ بتقدیر ثانی کیا علم الٰہی کا بھی ایسا ہی صاف انکار کیجئے گا کیا دنیا سے انصاف مٹ ہی گیا۔ رسول اکرم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے علم کے انکار میں تو سحر کا عالم ہونا عیب قرار دیا جاتا ہے اور خدائے پاک کے لئے یہ عیب ثابت کرتے ہوئے شرم ذرا نہیں آتی استغفر اللہ العلی العظیم

دوم آپ کا یہ خیال کہ علم فی نفسہ مذموم ہے قطعاً غلط اس لئے کہ کوئی علم فی نفسہ مذموم نہیں خواہ کسی طرح کا ہو۔ شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تفسیر فتح العزیز پارہ اول صفحہ ۴۲۸ میں فرماتے ہیں۔ ودر ینجا باید دانست کہ علم فی نفسہ مذموم نیست ہرچند کہ باشد البتہ علم کے ضرر کا سبب کم استعدادی اور نا قابلیت ہو یہی شاہ صاحب موصوف اسی تفسیر میں صفحہ ۴۱۱ پر فرماتے ہیں۔ دوم آنکہ آن علم اگرچہ فی نفسہ ضرر ندارد لیکن اکثر کسے بسبب قصور استعداد خود دقائق آن علم را نمی تواند دریافت و چون بدقائق آن نرسید در جہل مرکب گرفتار شد یہ خوب ظاہر اور مسلم ہے کہ قصور استعداد و نا قابلیت اور جہل مرکب ہمارے حضرت کے لئے ناممکن تو حضرت کے لئے اس علم کا عالم ہونا نہ شان نبوت کے خلاف نہ خلاف واقع جیسا کہ جانب مخالف کا مزعوم ہے۔ تفسیر کبیر جلد اول صفحہ ۴۲۶ میں ہے المسئلۃ الخامسۃ فی ان العلم بالسحر غیر قبیح ولا محظور اتفق المحققون علی ذلک لان العلم لذاتہ شریف وایضاً لعموم قولہ تعالٰی هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون ولان السحر لو لم یکن یعلم لما امکن الفرق بینہ وبین المعجز والعلم بکون المعجز معجزاً واجب وما یتوقف الواجب علیہ فہو واجب فہذا یقتضی ان یکون تحصیل

علم سحر کی بحث ،، و مخالفین کا رد

کوئی علم فی نفسہ مذموم نہیں ہوتا۔

العلم بالسحر واجبا وما یکون واجبا کیف یکون حراما وقبیحا حاصل یہ کہ علم سحر قبیح ہو نہ ممنوع اسپر تمام محققین کا اتفاق ہے کیونکہ علم لذاتہ شریف ہے نیز آیہ ھل یستوی الذین الآیہ کا عموم بھی اس کی دلیل ہے نیز یہ بھی ہے کہ اگر سحر معلوم ہی نہ ہو تو سحر و معجزہ مین فرق کرنا بھی ممکن ہو اور معجزہ کے ہونیکا جاننا واجب ہے اور واجب کا موقوف علیہ بھی واجب ہوتا ہے تو یہ مقتضی ہے کہ علم سحر کی تحصیل بھی واجب ہو اور جو چیز واجب ہو وہ حرام و قبیح کس طرح ہو سکتی ہے **جانب مخالف** علم سحر کو اپنی رائے سے قبیح اور اسکا جاننا منافی ایمان بتلاتے تھے ان کا مدعا ان عبارات نے باطل کر دیا اور ثابت ہو گیا کہ نفس علم خواہ سحر کا ہو یا اور کسی چیز کا ہرگز قبیح و ممنوع نہین ہے انسان کی اس مین کوئی خوبی نہین کہ علم تو نہو مگر اسپر تبرا بھیجے اور برا کہتے پھرین بلکہ خوبی یہ ہے کہ باوجود علم کے ناجائز امور سے بچین اس لئے کہ جس کو علم سحر حاصل ہی نہین اسکو اسپر عمل کرنے کی قدرت بھی نہین پھر اس کا عمل ناجائز سے بچنا کیا کمال ہے ہاں کمال یہ ہے کہ عالم ہو عمل پر قدرت ہو پھر بچے تو معلوم ہو کہ باوجود قدرت ہونیکے اس کام کو ترک کیا۔ اللہ جل شانہ کی رضا چاہی۔ نابینا آدمی کا نامحرم کو نہ دیکھنا کوئی کمال نہین کہ وہ دیکھنے پر قادر ہی نہین البتہ بینا کا نامحرم کے دیکھنے سے باز رہنا کمال ہے **شاہ عبد العزیز** رحمہ اللہ اسی تفسیر کے ص۲۷۴ مین فرماتے ہین و نیز چون شخصے قواعد سحر را دانستہ از استعمال او در محل ناپسندیدہ احتراز نماید مستحق مزید ثواب گردد کہ باوجود قدرت از گناہ باز ماند۔ اب جانب مخالف کا انکار کرنا گویا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک فضیلت کا انکار ہے اس مین شک نہین انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام اس علم سے واقف ہین مگر احکام شرعی کی طرح اسکی تعلیم نہین فرماتے۔ پھر یہی شاہ صاحب رحمہ اللہ اسی تفسیر کے ص۲۷۴ مین تحریر فرماتے ہین۔ علم سحر نیز از علوم الٰہیہ است بقاے این علم در نوع انسان منظور نظر خداوندی بود و شان انبیا نیست کہ این قسم علوم ضارہ را کہ بسبب آن علوم اعتقاد بتاثیرات مخلوقات و غفلت از تاثیر خالق جل تبلیغ نمایند مانند علوم فلسفہ از ریاضیات و طبیعیات کہ غرض آنہا بجز از تمتع آنہاست نیز انبیا علیہم السلام بیان نمی کنند و آنان دیدہ و دانستہ سکوت میفرمایند۔ خلاصہ یہ ہے کہ علم سحر یعنی جادو بھی علوم الٰہیہ مین سے ہے اور نوع انسان میں اسکا باقی رکھنا اللہ جل شانہ کو منظور

شاہ صاحب کی اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ انبیا علیہم السلام ریاضیات و طبیعیات وغیرہ علوم فلسفہ کو بھی جانتے

انبیاء کی شان نہین کہ اس قسم کے علوم کی تبلیغ فرمائین اور لوگون کو سکھائین۔ اس لیے کہ کم ظرف اور کم استعداد والون کے لئے یہ علوم ضارہ ہین کہ اُنکو انکی وجہ سے مخلوقات یعنی کواکب وغیرہا کی تاثیرات کا اعتقاد اور خالق جل شانہ کی تاثیر سے غفلت ہوگی۔ اس صورت میں مثل علوم فلسفہ ریاضی طبعیات کے اُن علوم کا ضرر ان کے نفع سے زیادہ ہوگا۔ اسی وجہ سے انبیاء علیہم السلام دیدہ و دانستہ باوجود جاننے اور عالم ہونے کے ان علوم سے سکوت فرماتے ہین اور لوگون کو نہین سکھاتے ہین ۃ

قول۔ زید نے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطے استغراق علم کا دعوے کیا جو صفت خاص جناب رب العالمین کی ہے کہ یہ توحید کے خلاف ہی۔

اقول۔ زید کے جو الفاظ آنحضرت سراپا رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہین اور جانب مخالف نے خود بھی نقل کئے ہین اُنسے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تبلیغ الٰہی بدء الخلق یعنی ابتداء آفرینش سے لیکر جنت اور دوزخ میں داخل ہونیوالون کے داخل ہونے تک کا احوال بخوبی جانتے اور بالتفصیل پہچانتے ہین اور زید اس دعوے پر دلائل لاتا ہے جنکے جواب سے عاجز ہوکر جانب مخالف نے اپنے رسالے کے ص ۲۱ میں اسپر زور دیا ہو کہ قرآن شریف سے استدلال کرنا مجتہد کا کام ہے تو گویا مدعا یہ ہے کہ کلام اللہ سے استدلال کرنا غیر مجتہد کے لئے جائز نہین اور یہ بالکل غلط اس واسطے کہ غیر مجتہد جو کلام اللہ کی تفسیر جانتا ہو وہ صریح آیتوں اور حدیثوں سے استدلال کر سکتا ہے اور کہین اس کی ممانعت نہین طحطاوی مین ہے واما فہم الاحکام من نحو الظاہر والنص والمفسر فلیس مختصا بذای بالمجتہد) بل یقدر علیہ العلماء الاعلام مسلم الثبوت میں ہے وایضا شاع وذاع احتجاجہم سلفا وخلفا بالعمومات من غیر نکیر اور آپ کا فاسئلوا اہل الذکر نقل فرمانا دیانت کے خلاف اس وجہ سے ہے کہ آپ نے اُس کا ایک جزو جو آپ کے مدعا کے خلاف تھا چھوڑ دیا اور وہ ان کنتم لا تعلمون ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سوال نہ جاننے کی حالت میں ہوتا ہے مخبر صادق صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا انما شفاء العی السوال آپ کا یہ مطلب نہین کہ

ف عالم غیر مجتہد کو صریح آیتوں اور حدیثون سے استدلال جائز ہے۔

اور صریح آیتون سے بھی استدلال نکرو۔ جیسا کہ آپ نے سمجھا اور حسب مضمون ؔ دروغ گورا حافظہ نباشد ؔ خود آپ ہی اس علت مین مبتلا ہو گئے جسے زید کے لئے نا روا بتا رہے تھے چنانچہ آیۂ شریفہ وما علمناہ الخ سے استدلال کیا اور بے سمجھے جیسا کہ ظاہر ہو چکا ۔

آیۂ وعلمک مالم تکن تعلم سے مخالفین کے اعتراض کا جواب۔

قولہ وعلمك مالم تكن تعلم کے معنے اس کے مدعا کے موافق تسلیم کر لئے جاوین تو لازم آتا ہے کہ دوسری آیت وعلم الانسان مالم یعلم سے تمام مرد و زن صغیر و کبیر برنا و پیر۔ عالم ہو یا جاہل شہرستانی ہو یا دہقانی۔ ہر ایک علوم غیر کما ہیہ کے ساتھ موصوف ہو جائے اور ہر کس و ناکس کا علم جناب رسول اکرم سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے علم کے مساوی برابر ہو جائے ۔

آیۂ وعلم الانسان مالم یعلم مین انسان سے حضرت مراد ہین۔

اقول افسوس کہ آپ نے کچھ بھی غور نہ فرمایا اور یہ خیال نہ کیا کہ انسان علم الانسان مین معرف باللام ہے اس سے فرد کامل شخص معین مراد ہے پس اس تقدیر پر حسب مقتضائے دیگر آیات قرآنیہ اس لفظ سے آنحضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم ہی مراد ہین تفسیر معالم التنزیل مین آیہ وعلم الانسان مالم یعلم کے تحت مین ایک قول یہ بھی لکھا ہے وقیل الانسان ههنا محمد صلى الله عليه وسلم وبيانه وعلمك مالم تكن تعلم یعنی کہا گیا ہے کہ یہاں انسان سے محمد صلے اللہ علیہ وسلم مراد ہین اور اسکا بیان آیۂ شریفہ وعلمک مالم تکن تعلم ہے اور ایسے ہی آیۂ شریفہ خلق الانسان علمہ البیان مین بھی انسان سے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم مراد ہین چنانچہ امام بغوی نے تفسیر معالم التنزیل مین اس آیت کے تحت مین فرمایا ہے قال ابن کیسان خلق الانسان یعنی محمدا صلے اللہ تعالے علیہ وسلم علمہ البیان یعنی بیان ما کان وما یکون تفسیر حسینی مین ہو یا بوجود آورد محمد را و بیاموزانید وے را بیان آنچہ بود و ہست و باشد ثابت ہو گیا کہ آیۂ کریمہ وعلم الانسان مالم یعلم مین انسان سے محمد صلے اللہ علیہ وسلم مراد ہین پس وہ اعتراض جو جانب مخالف نے کیا وارد نہین ہو سکتا اور نہ آیۂ شریفہ وعلمک مالم تکن تعلم سے معارضہ ہوتا ہے بلکہ یہ دونون آیتین ایک ہی مضمون کی ہین جیسا کہ اوپر تفسیر معالم التنزیل سے ظاہر ہوا ۔

آیہ ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون پر بنی الغیب کا شبہ اور اُس کا جواب۔

ایک نئے مہربان کا نیا شبہہ

شبہ: قرآن شریف میں سرور اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی نسبت ارشاد ہو ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون (یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم تمکو تمام وہ چیزیں تعلیم فرماتے ہیں جنکو تم نہیں جانتے تھے۔ اس آیت میں بھی آیہ وعلمک مالم تکن تعلم کی طرح کلمہ ما عام ہے تو یہ ثابت ہوا کہ سب لوگ عالم الغیب ہیں۔

جواب: قطع نظر اس سے کہ آیت میں مخاطب کون ہو یہ آیت ہمارے مدعا کو ہرگز مخل نہیں نہ اس سے یہ ثابت ہو سکے کہ سب عالم الغیب ہیں البتہ اگر یہ منظور کرلیں کہ ہمارے سرکار عالم جمیع اشیا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام حاضرین کو جو کچھ وہ نہ جانتے تھے بتایا اور قیامت تک کا احوال بتایا تو بھی کوئی حرج نہیں بلکہ یہ حدیث سے ثابت ہو کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر جو کچھ قیامت تک ہونیوالا تھا سب بتایا مگر جسکو یاد رہا یاد رہا جو بھول گیا بھول گیا۔ پھر بھی سب ایک سے نہیں جسکو زیادہ یاد ہے وہ بڑا عالم ہے جو بھولگیا وہ تو بھول ہی چکا۔ یہ حدیث (مشکوۃ شریف کتاب الفتن) کی فصل اوّل صفحہ ۴۶۱ میں بخاری اور مسلم سے مروی ہو عن حذیفۃ قال قام فینا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مقاما ما ترک شیئا ما یکون فی مقامہ ذلک الی قیام الساعۃ الا حدث بہ حفظہ من حفظہ ونسیہ من نسیہ انتہی بقدر الحاجۃ قولہ تعالیٰ وانزل اللہ علیک الکتاب ای القرآن والحکمۃ ای ما فی القرآن من الاحکام وعرفک الحلال والحرام وعلمک ما یوحی من الغیب وخفیات الامور ما لم تکن تعلم ذلک الی وقت التعلیم اہ تفسیر میں دو جگہ مِن ہے۔ پہلا بیان کے واسطے اور دوسرا تبعیضیہ تو مطلب یہ ہوا کہ حق تعالےٰ نے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام پر قرآن اور حکمت آن میں احکام نازل کئے ہیں اور بعضے غیب اور امور مخفیہ جو ابھی تک آپکو معلوم نہ تھے تعلیم فرمائے۔

اقول۔ وباللہ التوفیق روح البیان کی اس عبارت کے نقل کرنے سے جانب مخالف کا یہ مدعا ہے کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو ابتدائے آفرینش سے

لیکن جنت اور دوزخ مین داخل ہونے تک سب کا علم نہ تھا جسکا زید دعوے کرتا ہے اور یہ بات تفسیر روح البیان سے ثابت نہین بلکہ زید کا مدعا بخوبی ثابت ہی۔ جب جانب مخالف کو کوئی مفر نہ ملا تو انھون نے بقول شخصے کہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بہت ہے من کو پکڑ لیا اور اس بیچارہ کو تبعیضیہ بتا دیا۔ ذرا اس ذی ہوش سے کوئی یہ پوچھے کہ پہلے من کے بیانیہ ہونے پر کونسا قرینہ قایم تھا جو یہان نہین پھر وہان بیانیہ مانکر تبعیضیہ کہدینا بالکل دانائی ہی دانائی ہے۔ اگر جانب مخالف کو زیادہ جوش آجائے تو وہ پہلے من کو بھی تبعیضیہ بناکر یہ کہنے لگے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام احکام شرعیہ کا بھی علم نہ تھا (نعوذ باللہ) تو کون انکی قلم اور زبان کو پکڑ لیگا مگر اب ہم اس روح البیان کے من کا تبعیضیہ یا بیانیہ ہونا روح البیان ہی کے قرینہ پر موقوف کرتے ہین کہ وہ دوسرے مقام پر کیا کہہ رہے ہین ملاحظہ ہو روح البیان جلد ۲ صفحہ ۲۴ وکذا صار علمہ محیطا بجمیع المعلومات الغیبیۃ الملکوتیۃ کما جاء فی حدیث اختصام الملئکۃ انہ قال فوضع کفہ بین کتفی فوجدت بردہ بین ثدیی فعلمت علم الاولین والاخرین وفی روایۃ علم ما کان وما سیکون یعنی جناب سالتمآب صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کا علم تمام معلومات غیبیہ ملکوتیہ پر محیط ہے جیسا کہ حدیث اختصام الملئکہ میں آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے فرمایا کہ جناب رب العزت نے اپنا کف دست فیض و رحمت میرے دونون شانون کے درمیان رکھا مین نے اُس فیض کی سردی اپنی چھاتیون کے درمیان مین پائی پس مجھے علم اولین و آخرین حاصل ہوگیا اور ایک روایت مین ہی کہ علم ما کان اور ما سیکون روشن اور ہویدا ہوگیا۔ اب خوب ظاہر ہوگیا کہ صاحب روح البیان سید انس و جان صلے اللہ تعالے علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو تمام معلومات غیبیہ ملکوتیہ کا عالم بتعلیم الٰہی جانتے ہین لہذا اُن کی عبارت مین ہرگز من تبعیضیہ نہین جو کوتاہی علم عالم ما کان و یکون صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر دلالت کریگا یہ آپکا فہم واجتہاد نہین بلکہ وہم ہے جو آپنے ایسا سمجھ لیا آیہ شریفہ کا مطلب یہ ہی کہ اے محمد صلی اللہ تعالے علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم اللہ جل شانہ نے آپ پر کتاب یعنی قرآن شریف اور حکمت یعنی جو احکام کہ قرآن شریف مین نازل فرمائے اور حلال و حرام

سرورِ اکرم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کا علم تمام معلومات غیبیہ ملکوتیہ پر محیط ہے۔

کی معرفت کرادی اور مایوحی کی کہ وہ غیب ورا ہیے مخفی امور ہین جنکو آپ ابتک نہ جانتے تھے تعلیم فرمادی۔ اب فرمائیے کہ اس عبارت کو جانب مخالف کے مدعا سے کیا مناسبت ہے اور اس کے منشار کو اس سے کیا لگاؤ؟ یہ تو مثبتین علم نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی موید ہے نہ مخالف ذی ہوش کی جسکو ابھی تک یہ خبر نہین کہ اس عبارت میں نبی صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کے علم کے سوا انکار کا حرف تک نہین۔ اگر جانب مخالف کی عاجزی پر رحم کرکے ہم یہ فرض بھی کرلیں کہ من تبعیضیہ ہے تو بھی ہمارا مدعا[1] ثابت ہوگا اور جانب مخالف کو بشرط حیاداری ندامت کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا اسلئے کہ من تبعیضیہ ہونے کی حالت میں اس عبارت سے موجبہ جزئیہ نکلیگا اور وہی ہمارا مطلوب[1] ہے جیسا کہ ابتدائے رسالہ مین ظاہر ہوچکا کہ علم جناب باری کے سامنے جمیع مخلوقات کے علم کو وہ نسبت بھی نہین جو سمندر کے سامنے قطرے کو ہے۔ مخالف پر یہ لازم ہے کہ سالبہ[2] کلیہ پیش کرے اس لئے کہ موجبہ جزئیہ کی نقیض سالبہ کلیہ ہوتا ہے نہ موجبہ جزئیہ اور اگر جانب مخالف نے یہ سمجھا کہ اہل سنت وجماعت آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کے لئے جمیع اشیاء کا علم ثابت کرتے ہین کہ اس صورت میں انکار دعوے موجبہ کلیہ[3] ہوا تو بھی موجبہ جزئیہ[4] پیش کرنا اسکو کیا مفید اور خصم کو کیا مضر۔ موجبہ جزئیہ کا صدق موجبہ کلیہ کے صدق کا منافی نہین بعض الانسان ناطق کا صدق کل انسان ناطق کے کذب کو مستلزم نہین۔ بہرحال تہذیب پڑھنے والا بچہ بھی ایسی غلطی نہ کرتا جیسی جانب مخالف نے کی۔ جانب مخالف کو ہنوز یہ خبر نہین کہ ثبوت شئے نفی ماعدا کو مستلزم نہین رد المحتار میں ہے وفی شرح التحریر عن شمس الائمة الکردری ان تخصیص الشئی بالذکر لا یدل علے نفی الحکم عما عداہ

قولہ اور تفسیر کبیر میں اس آیت کو دو وجہون کے لئے محتمل کیا ہے ایک یہ کہ مراد اس سے

---

[1] کہ ہم بعض معلومات اللہ تعالے معلوم لنبینا صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کہتے ہین ۱۲

[2] لا شئی من معلومات اللہ تعالے بمعلوم لنبینا صلے اللہ تعالے علیہ وسلم ۱۲

[3] یعنی کل شئی معلوم لنبینا صلے اللہ تعالے علیہ وسلم ۱۲

[4] بعض الاشیاء معلوم لنبینا صلے اللہ تعالے علیہ وسلم ۱۲

مخالفین کا قول کہ آیت سے علوم دینیہ مراد ہیں اور اس کا جواب

دین کے امور ہیں یعنی کتاب اور حکمت اور ان کے اسرار وحقائق اور دوسرے یہ کہ وعلمك ما لم تکن تعلم سے اولین کے اخبار مراد ہیں اور منافقین کے مکر اور حیلوں پر اطلاع

اقول آپ کی یہ تقریر آپ کے مدعا کو ثابت نہیں کرتی اسی تفسیر کبیر اور اسکے سوا اور کتب کثیرہ میں علما اور زرقانی شرح مواہب وغیرہ میں تصریح بتایا ہی کہ قرآن عظیم ذی وجوہ ہی اور ہر وجہ پر صحیح بہر یہ دو وجہیں کہ قفال نے اپنے دل سے نکالیں یہ بھی محتمل ہیں اور اسی محال اطلاق میں داخل ہیں جیسے ربنا اتنا فی الدنیا حسنة وفی الاخرة حسنة وقنا عذاب النار کی تین سو تفسیریں کی گئیں اور وہ سب اسی اطلاق لفظ حسنہ میں داخل ہیں ایک دوسرے کی منافی نہ اسقدر زیادت کی نافی مگر لطف تو یہ ہی کہ آپ کا اس عبارت سے استدلال بے مصادرہ علی المطلوب کے پورا نہ ہوگا تعجب تو کیجیے گا کہ یہ کیونکر ہاں ہم سے سنیے یہ اس لیے کہ آپ لفظ علم امور دینیہ سے علم ماکان ومایکون کی نفی چاہتے ہیں اور یہ جبھی صحیح ہوگی کہ ماکان ومایکون کا علم نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو نہ دیا گیا ہو کہ اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو یہ علم دیا گیا تو یہ حضور کے فضائل جلیلہ سے ایک فضیلت ہوئی اور حضور کے معجزات جمیلہ سے ایک معجزہ اور حضور کے فضائل ومعجزات قطعاً اعظم امور دینیہ سے ہیں اور انکا علم بیشک امور دینیہ کا علم ہے اور امور دینیہ کا علم تم خود تسلیم کرتے ہو تو ضرور حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو یہ علم بھی دیا گیا کہ حضور کو ماکان ومایکون کا علم ہو ہاں اگر یہ ثابت ہو کہ معاذ اللہ حضور کو علم ماکان ومایکون نہیں تو البتہ اس کا علم امور دینیہ سے نہ ہوگا کہ اس عبارت سے استناد صحیح ہونے کے لئے آپ کو اپنے اصل دعوے سے استمداد کی حاجت ہوگی اور یہی مصادرہ علی المطلوب ہی اور فضول ولغو کہ دعوے اگر خارج سے ثابت ہو تو اس عبارت کی کیا حاجت اور ثابت نہیں تو یہ عبارت بھی محض بیکار واعجب تعجب خیز امر تو یہ ہی کہ آپ خود تحریر فرماتے ہیں کہ مراد اس سے دین کے امور ہیں اور پھر جابجا انکار کرتے جاتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو جمیع اشیا کا علم نہ تھا آپ نے جسطرح علم نبی علیہ الصلاۃ والسلام کو کم سمجھ لیا ہی اسی طرح دین کے امور کو بھی چھوٹا سا فرض کر لیا ہی ابھی آپ کو اتنی تمیز بھی نہیں کہ معجزہ دین کے امور میں سے ہے تو آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ

واصحابہ وسلم کو جمیع معلومات غیبیہ ملکوتیہ کا علم عطا فرمانا بطریق معجزہ کے دین ہی کے امور میں سے ہے چنانچہ اس سے قبل مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف جلد پنجم سے نقل ہو چکا انہ اخبر فی المجلس الواحد بجمیع احوال المخلوقات من المبداء والمعاش والمعاد وتیسیر ایراد ذلک کلہ فی مجلس واحد من خوارق العادۃ امر عظیم اس کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے ایک ہی مجلس مین مبدا اور معاش اور معاد یعنی دُنیا و آخرت سب کی خبر دی اور یہ خوارق عادۃ میں سے ایک امر عظیم ہے بخاری شریف کی ایک حدیث جو مشکوٰۃ شریف ص۱۸۵ میں بروایت ابوہریرہ مروی ہے جسکا یہ مضمون ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ کہتے ہین کہ ایک مرتبہ سرور اکرم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے مجکو صدقہ فطر کی نگہبانی پر مامور فرمایا میں اُس طعام صدقہ کی نگہبانی کرتا تھا کہ ایک شخص آکر اُس کھانے مین سے لپ بھر کر لیجانے لگا مین نے اُسکو پکڑ لیا تو اُس نے مجھ سے کہا کہ مین محتاج اور عیالدار سخت حاجتمند ہون مَیں نے اُسکو چھوڑ دیا اور صبح کو خدمت اقدس نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم مین حاضر ہوا حضور نے فرمایا کہ اے ابوہریرہ رات تمھارے قیدی نے کیا کیا مَین نے عرض کیا کہ حضور اُس نے کثرت عیال اور شدت احتیاج کی شکایت کی مجھے رحم آیا مَین نے اُسکو چھوڑ دیا حضور سراپا نور صلی اللہ تعالے علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ اُس نے تم سے جھوٹ بولا اور وہ پھر آئیگا ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ کہتے ہین کہ مَین نے سمجھ لیا کہ بیشک پھر آئے گا اس لئے کہ حضور نے فرمادیا ہے قصہ مختصر اسی حدیث کے تحت مین علامہ ملی قاری رحمہ اللہ مرقاۃ میں تحریر فرماتے ہین فیہ اخبار النبی بالغیب معجزۃ لہ۔ اب ثابت ہوا کہ علم بالغیب نبی کریم علیہ وعلی آلہ واصحابہ الصلوٰۃ والتسلیم کا معجزہ ہے اب جانب مخالف اپنے دل مین انصاف کریں کہ معجزہ امور دین مین سے ہے یا امور دین کا علم جانب مخالف کو بھی تسلیم ہے۔ رہا آپ کا یہ فقرہ یعنی کتاب و حکمت اور ما فیہا اسرار و حقائق اس مین بھی تمام علوم آگئے اس لئے کہ جناب حق سبحانہ تعالے کلام اللہ کی شان مین ارشاد فرماتا ہے ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیء یعنی اے محمد صلے اللہ تعالے علیہ وسلم ہم نے تم پر کتاب کو نازل فرمایا کہ جو ہر چیز کا بیان واضح ہے پس جب آپکے

سرور عالم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کا دُنیا وآخرت کے جملہ احوال کی ایک مجلس میں خبر دینا۔

علم بالغیب حضرت کا معجزہ ہے۔

نزدیک بھی سید عالم اعلم المخلوقات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کتاب و حکمت اور اُن کے اسرار و حقائق تعلیم فرمائے گئے تو احاطۂ علم نبوی سے کونسی شے باہر رہگئی نہ معلوم آپ نے تفسیر کبیر کی عبارت کیون نقل فرمائی ۔

قولہ ۸ اور اس تفسیر کے ضمن مین اور دو فائدے حاصل ہوئے ایک علم کی غایت درجہ کی فضیلت دوسرے یہ کہ حق تعالیٰ نے کسی مخلوق کو سوائے قدر قلیل علم کے نہین عطا فرمایا۔

اقول تسلیم کہ کسی مخلوق کو حق تعالیٰ نے قدر قلیل علم کے سوا نہین عنایت فرمایا جیسا کہ آیۂ کریمہ وما اوتیتم من العلم الا قلیلا ۹ اسپر دال ہے اور سب کا علم جناب باری تعالیٰ کے علم کے سامنے قلیل ہے جیسا کہ ابتدائے رسالۂ ہذا میں مذکور ہو چکا لیکن علم نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اگرچہ بمقابلہ علم الٰہی کے قلیل ہو مگر بجائے خود ایسا وسیع ہے کہ کوئی شے اُس کے احاطہ سے خارج نہین ۔ چنانچہ اسی تفسیر کبیر کی اُس عبارت میں جو آپ نے نقل کی ہے اسطرف اشارہ ہے وسمی جمیع الدنیا قلیلا حیث قال قل متاع الدنیا قلیل اس سے ظاہر کہ نعیم آخرۃ کے سامنے تمام دُنیا کی متاع بھی قلیل ہے اسی طرح جناب حق سبحانہ کے علم کے سامنے تمام مخلوقات کا علم قلیل ہے لیکن جسطرح کہ ہم اپنے نزدیک تمام دُنیا کو قلیل نہیں پاتے اسی طرح تمام مخلوقات کا علم بھی ہمارے نزدیک قلیل نہین اگر ہم اُس کو فی نفسہ قلیل جانین تو بڑی حماقت ہے اس کی مثال یون سمجھیے کہ ایک بادشاہ نے اپنے وزیر کو خوش ہو کر ہزار گاؤں عطا کئے تو بادشاہ کی سلطنت اور دولت کے سامنے تو کچھ نہین یہ سب گاؤن نہایت ہی قلیل ہین مگر مفلس تہیدست سے پوچھیے جس نے پیسون کے سوا کبھی روپیہ دیکھا ہی نہین وہ تو ہزار گاؤں کو متاع سلطنت سمجھے گا اور تعجب سے کہیگا کہ بادشاہ نے ہرگز وزیر کو ہزار گاؤں نہ دیئے ہونگے ورنہ وزیر بادشاہ سے کس بات میں کم رہا اب یہی ہر چند سمجھائیے کہ بادشاہ کے سامنے ہزار گاؤن کیا چیز ہین اور وزیر کو ہزار گاؤن ملنے سے بادشاہ کی ہمسری نہین آخر اسی نے تو دیے ہین وہی تو سمجھی ہے نہ خیال کرنا چاہئے کہ اگر اللہ تعالیٰ اجل شانہ نے رسول اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جمیع اشیا کے علوم تعلیم فرمائے تو باقی کیا رہگیا رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اللہ جل شانہ برابر ہوگئے معاذ اللہ جملہ اشیاء

تمام مخلوقات کا علم باری تعالیٰ کے علم کے سامنے قلیل ہے۔

کے علوم اور تمام آسمانوں اور زمینوں کے غیوب اللہ جل شانہ کے علم کے سمندر کا ایک قطرہ ہیں علامہ شہاب الدین خفاجی حواشی بیضاوی میں طیبی سے ناقل ہیں ان معلومات اللہ تعالیٰ لا نہایۃ لہا و غیب السموٰت والارض وما یبدونہ وما یکتمونہ قطرۃ منہا یعنی اللہ جل شانہ کے معلومات کی کوئی نہایت نہیں اور آسمانوں اور زمینوں کے غیب اور جو ظاہر کرتے اور چھپاتے ہیں یہ سب تو علم الٰہی کا ایک قطرہ ہیں ہمارے مخالفین یہ سمجھتے ہیں کہ اگر اتنا اللہ تعالیٰ نے کسی کو تعلیم فرما دیا تو وہ اللہ تعالیٰ کی برابر ہو گیا۔ برابر کیا معنے یہ تو اس کے علم کے سمندر کا ایک قطرہ ہے ابھی تک علم الٰہی کی وسعت بھی معلوم نہ تھی اب ذرا آنکھیں کھلیں گی پھر ان عقلمندوں سے پوچھو کہ اگر اللہ جل شانہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام آسمانوں اور زمینوں کے غیوب تعلیم فرمائے تو یہ اسکے علم کا ایک قطرہ ہو اُس کے علم کے سامنے قلیل ہوا یا نہیں لیکن بجائے خود ہرگز قلیل نہیں تفسیر معالم التنزیل میں ہے ان حیی بن اخطب قال فی کتابکم ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا ثم تقرءون وما اوتیتم من العلم الا قلیلا فنزلت قل لو کان البحر مدادا لکلمٰت ربی الآیۃ یعنی ان ذلک خیر کثیر ولکنہ قطرۃ من کلمات اللہ تعالیٰ الخ حیی ابن اخطب نے کہا کہ تمہاری کتاب یعنی قرآن پاک میں ہے کہ جسکو حکمت دی گئی خیر کثیر دی گئی پھر تم یہ بھی پڑھتے ہو کہ تمہیں علم نہ دیا گیا مگر تھوڑا تو یہ آیت نازل ہوئی قل لو کان البحر مدادا لکلمٰت ربی لنفد البحر الآیۃ خلاصہ یہ کہ یہ خیر کثیر تو بیشک ہے لیکن اللہ جل شانہ کے کلمات کے سمندر کا ایک قطرہ ہے اب خوب ظاہر ہو گیا کہ یہ علم بیشک کثیر اور اللہ جل شانہ نے خود کثیر فرما دیا لیکن اللہ جل شانہ کے علم کا ایک قطرہ ہے اور اس کے سامنے قلیل تفسیر **روح البیان** ص۳۴۵ میں ہے قال شیخنا العلامۃ ابقاہ اللہ بالسلامۃ فی الرسالۃ الرحمانیۃ فی بیان الکلمۃ العرفانیۃ علم الاولیاء من علم الانبیاء بمنزلۃ قطرۃ من سبعۃ ابحر وعلم الانبیاء من علم نبینا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہذہ المنزلۃ وعلم نبینا من علم الحق سبحانہ بہذہ المنزلۃ انتہی ہمارے شیخ علامہ نے رسالہ رحمانیہ میں فرمایا کہ اولیاء کا علم انبیاء کے علم سے وہ نسبت

جملہ اشیاء کے علوم آسمانوں زمینوں کے غیوب بحر علم الٰہی کا ایک قطرہ ہیں۔

تمام مخلوقات کے علم کا بمقابلہ انبیاء اور جملہ انبیاء کے علم کا بمقابلہ سید الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور سب کا علم بمقابلہ علم باری تعالیٰ کے قلیل ہونا۔

رکھتا ہی جو ایک قطرہ کو سات سمندرون سے ہوتی ہی اور انبیاء کا علم ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ علیہ وسلم کے علم سے یہی نسبت رکھتا ہی الغرض تمام مخلوقات کے علوم کا بمقابلہ باری تعالیٰ قلیل ہونا مسلم اور فریق مخالف کو اس سے کچھ فائدہ نہین اس لئے کہ وہ قلیل بھی کثیر ہو کر اس کے مدعائے باطل کا خون کرنے مین دریغ نہین کرتا پس اگرچہ علم سرور اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علم الٰہی کے سامنے قلیل ہے مگر قطع نظر اس تقابل کے وہ علم عظیم ہے اور تمام ماکان ومایکون الی یوم القیمۃ کو حاوی ہے۔ جانب مخالف نے تفسیر کبیر کے بعض الفاظ کا خلاصہ نہ لکھا جو ان کو مفر تھا دیانت سے بعید ہی اب اس آیت کی تفسیرین نقل کرتا ہوں تاکہ خوب واضح ہو جائے کہ معترض کسقدر خلاف صواب ہین تفسیر بیضاوی من خفیات الامور ومن امور الدین والشرائع تفسیر مدارک (وعلمک مالم تکن تعلم) من امور الدین والشرائع ومن خفیات الامور وضمائر القلوب تفسیر خازن (وعلمک مالم تکن تعلم) یعنی من احکام الشرائع وامور الدین وقیل علمک من علم الغیب مالم تکن تعلم وقیل معناہ وعلمک من خفیات الامور واطلعک علی ضمائر القلوب وعلمک من احوال المنافقین وکیدہم مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما یعنی ولم یزل فضل اللہ علیک یا محمد عظیما ان عبارات کا خلاصہ یہ ہی کہ سرور اکرم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو جناب حق سبحانہ تعالے نے اپنے فیض عظیم سے احکام شرع اور امور دین اور علوم غیب اور خفیات امور اور ضمائر قلوب وغیرہا جنکو اب تک حضرت محمد مصطفے صلے اللہ تعالے علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نہین جانتے تھے تعلیم فرمائے اور یہ اُسکا فضل ہے اور پیارے محمد صلے اللہ تعالے علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم اس کا فضل ہمیشہ رہے گا۔

تفسیر حسینی میں ہی وعلمک مالم تکن تعلم آنچہ نبودی کہ بخود بدانی از خفیات امور و مکنونات ضمائر وجمہور گفتہ اند کہ آن علم است بربوبیت حق سبحانہ وجلال او وشناختن عبودیت نفس و قدر حال او ودر بحر الحقائق میفرماید کہ آں علم ماکان ومایکون است کہ حق سبحانہ تعالیٰ در شب اسری بدان حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام عطا فرمودہ چنانچہ در احادیث معراجیہ آمدہ است کہ در زیر عرش قطرہ در حلق من ریختند فعلمت ماکان ومایکون پس دانستم آنچہ بود وآنچہ خواہد بود حاصل یہ کہ خفیات اور ا

گو حضرت کا علم بمقابلہ علم باریتعالے قلیل ہو مگر پھر بھی تمام ماکان ومایکون الی یوم القیمۃ کو حاوی ہے۔

تفسیر آیہ وعلمک الآیہ سے آنحضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے لئے علم ماکان ومایکون کا ثبوت۔

آیہ ویکون الرسول علیکم شہیدا پر جانب مخالف کا اعتراض اور اس کا جواب۔

آیہ ویکون الرسول علیکم شہیدا کی بحث۔

مکنونات ضمائر جو تم نہ جانتے تھے ہم نے تعلیم فرمائے اور جمہور مفسرین نے کہا ہی کہ وہ ربوبیت وجلال حق کا جاننا اور اپنے نفس کی عبودیت اور اس کی قدر و حال کا پہچاننا ہے اور بحر الحقائق مین فرماتے ہین کہ وہ علم ماکان اور مایکون کا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے شب معراج مین آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو عطا فرمایا۔ چنانچہ احادیث معراجیہ مین آیا ہے کہ عرش کے نیچے ایک قطرہ میرے حلق میں ٹپکایا گیا کہ اس کے وفور فیضان سے ماکان اور مایکون یعنی گذشتہ اور آئندہ کے سب امور کا عالم ہو گیا۔ اس کے بعد جانب مخالف نے کریمہ وکذلک جعلناکم امۃ وسطا لتکونوا شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدا کہ جس سے امت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قیامت میں دوسری امتوں پر گواہ ہونا ثابت ہی اور مفسرین نے وسعت علم نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم اس کے تحت مین بیان کی ہے اسکی نسبت یہ لکھا ہی قولہ اگر اس آیہ کریمہ کا وہی مطلب ہی جو زید کا اجتہاد ہی تو لازم آتا ہی کہ زید جس نے آیت کے ترجمہ میں ایک زمانہ خامہ فرسائی کی مگر نصیبے نے یاوری نہ کی علام الغیوب ہو جائے قول جانب مخالف کا یہ منشا ہی کہ اگر شہید کا لفظ رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی وسعت علمی پر دال ہو تو یہی لفظ لتکونوا شہداء میں تمام امتیان مصطفیٰ صلے اللہ تعالے علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے لئے استعمال کیا گیا ہی۔ وہاں بھی اگر تمام امتیون کے وسعت علم پر دال ہی تو لازم آئیگا کہ سب عالم ماکان ومایکون ہون۔ جانب مخالف کی اس شبہہ کا **جواب یہ ہی** کہ یہ جانب مخالف کا قیاس ہو اور قیاس اس زمانے والون کا خود جانب مخالف کی نزدیک ناقابل اعتبار نہ آیت کا یہ مطلب نہ مفسر کا قول سب سے پہلے تفسیر قرآن ہاتھ میں لیجیے اور اس سے دریافت کر لیجیے کہ اس آیہ مین وسعت علم نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم پر دلالت ہی یا نہین ملاحظہ ہو تفسیر معالم التنزیل کہ مصنف محی السنہ امام بغوی رحمہ اللہ نے اس آیت کے تحت مین یہ حدیث ابو سعید خدری رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت کی ہو قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما بعد العصر فما ترک شیئا الی یوم القیمۃ الا ذکرہ فی مقامہ ذلک حتی اذا کانت الشمس علی رؤس النخل واطراف الحیطان قال اما انہ لم یبق من الدنیا فیما مضی منہا

الا کما بقے من یومکم ھذا الحدیث خلاصہ یہ ہی کہ ابو سعید رضی اللہ تعالے عنہ کہتے ہین کہ حضرت نے ایک روز عصر کے بعد ہم مین کھڑے ہو کر قیامت تک ہونیوالی چیزین سب ہی بیان کر دین اور کوئی چیز چھوڑ نہ دی یہانتک کہ جب دھوپ کھجورون کی چوٹیوں اور دیوارون کے کنارون پر پہنچی تو فرمایا کہ دنیا کے احوال مین سے صرف اسقدر باقی رہگیا جتنا دن باقی رہ گیا ہے امام بغوی رحمہ اللہ کا اس حدیث شریف کو اس آیہ شریفہ کے تحت میں لانا صاف بتا رہا ہے کہ آیہ شریفہ میں نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی وسعت علمی مذکور ہے جب تفسیر سے یہ ثابت ہوا کہ یہ آیت علم نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم پر دال ہے تو ایک ایسے شخص کے قیاس پر کیا توجہ کیجائے جو آیت کی تفسیر سے غافل ہے۔ غرضکہ جب ہمارا مدعا آیت سے اور تفسیر حدیث سے ثابت پھر کسی منکر کا اعتراض قابل سماعت نہین لیکن پھر بھی ہم اسکی طرف توجہ کرتے ہین جاننا چاہئے کہ صحت شہادت کے لئے شاہد کو مشہود علیہ پر علم یقینی ہونا چاہئے اور یہ بواسطہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے امت کو حاصل اور اس جناب کی بدولت اسکا یقین کامل۔ یہی جواب جو جانب مخالف پر پیش کیا گیا انشاء اللہ العزیز بروز شہادت ان امتوں پر پیش کیا جاویگا جو تبلیغ انبیا کا انکار کرینگی چنانچہ شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ نے تفسیر عزیزی مین تحریر فرمایا ہے۔ ولہذا چون امم دیگر در مقام رد شہادت ایشان خواہند گفت کہ شما اگرچہ رد شہادت میدہید حال آنکہ در وقت ما نبودید و حاضر واقعہ نشدید ایشان جواب خواہند گفت کہ ما را خبر خدا بوساطت پیغمبر خود رسید و نزد ما در افادۂ یقین بہتر از دیدن و حاضر شدن گردید و در شہادت علم یقینی بمشہود علیہ می باید بہر طریق کہ حاصل شود تعجب ہے کہ جناب مخالف نے آنحضرت سراپا رحمت صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کو جملہ امت محمدیہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی برابر سمجھ لیا اور کچھ فرق نہ کیا شہادت کا لفظ جب امت کی طرف منسوب دیکھا اور پھر اسی کو صاحب امت کی صفت پایا فوراً مرتبہ برابر سمجھ لیا اور یہ کچھ خیال نہ کیا کہ امت کا علم تعلیم نبی کریم سے ہے اور نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کا علم تعلیم الٰہی سے پھر منصب رسالت کے لائق کہ جس سے تمام عالم کا نظام متعلق اور یہ رتبہ عبدیت کے موافق جو فقط اپنی اصلاح کے لئے ہے اس شہادت پر پھر نبی کریم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی شہادت ضروری جیسا کہ ارشاد ہوا۔ ویکون الرسول علیکم شہیدا

خود ہی کافی ہو اور کسی دوسری شہادت کی محتاج نہین۔ ان سب سے قطع نظر کیجیے اور یہ غور فرمایئے کہ ایک ہی لفظ کے معنی ہر شخص کی نسبت سے ایک ہی ہونے ضرور نہین بلکہ کبھی ایک لفظ کے معنے ایک شخص کی نسبت سے کچھ ہوتے ہین اور دوسرے کی نسبت سے کچھ اور چنانچہ صلوٰۃ اور ہدایت وغیرہا الفاظ مختلف موقع پر مختلف معانی مین مستعمل ہوتے ہین اور اُنکی کسی کو کوئی تخصیص نہین بلکہ تمام الفاظ مختلف مواقع پر مختلف معانی مین مستعمل ہوتے ہین۔ کریمہ و مکر اللہ مین ایک ہی لفظ مکر ہے جو ایک جگہ کفار کے لئے اور دوسری جگہ حق تعالےٰ کے لئے استعمال کیا گیا ہے اور ایک جگہ معنی کچھ ہین اور دوسری جگہ کچھ اور حضرت یونس علیہ السلام اور حضرت آدم علیہ السلام کی نسبت کلام اللہ مین لفظ ظلم وارد ہے فرمایا لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین وقولہ تعالیٰ ربنا ظلمنا انفسنا ان دونون مقامون مین ظلم بمعنی ترک اولیٰ ہے شاہ عبد العزیز محدث دہلوی اپنی تفسیر مین فرماتے ہین۔ مذاق جمہور اہل تفسیر آنست کہ ظلمی کہ این ہر دو بزرگ بخود نسبت فرمودہ اند ظلم حقیقی نبود بلکہ ترک اولیٰ۔ دوسری آیت لا ینال عہدی الظالمین مین ظلم کے معنی حقیقی جو فسق ہین مراد ہین چنانچہ یہی شاہ صاحب رحمۃ اللہ اپنی تفسیر مین آیہ لا ینال عہدی الظالمین کی نسبت فرماتے ہین در آیت مراد ظلم حقیقی است کہ فسق است غرضکہ ایک جگہ ایک لفظ سے کچھ مراد ہوتی ہے اور دوسری جگہ کچھ اور اسی لفظ شہادت کو نہ دیکھ لیجئے کہ یہان اُمت کے لئے بمعنی گواہی مستعمل ہوا اور واللہ علی کل شیٔ شہید بمعنی علیم کے۔ اگر جانب مخالف کے قاعدہ کے بموجب لفظ شہید بمعنی علیم ہو ہی نہ سکے تو اس آیت سے اللہ جل شانہ کا علیم ہونا بھی ثابت نہ ہو سکیگا معاذ اللہ تعلیم پس جانب مخالف کو یہ خیال کر لینا تھا کہ جائز ہے کہ اُمت کی نسبت جو لفظ شہادت مستعمل ہو وہ اور معنی مین ہوا اور سرور اکرم کی نسبت جو مستعمل ہوا وہ علم کے معنی مین ہو جیسا کہ مفسرین نے فرمایا ہے جو حضرت مولانا مولوی شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی جنکو جانب مخالف معتبر اور بزرگ سمجھتے ہین اسی آیت کی تفسیر مین فرماتے ہین بلکہ بتوان گفت کہ شہادت درینجا بمعنی گواہی نیست بلکہ بمعنی اطلاع و نگہبانی است تا از جادۂ حق بیرون نرود چنانچہ واللہ علی کل شیٔ شہید و در مقولہ حضرت عیسیٰ کہ کنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب

علیهم وانت علےٰ کل شئ شهید و چون این نگهبانی واطلاع طریق تحمل شہادت است و تحمل
شہادت برای اداے شہادت میباشد در احادیث این شہادت را بگواہی روز قیامت
تعبیر فرمودہ اند بیانا لحاصل المعنے لا تفسیرا للفظ پس اب بخوبی ظاہر ہوگیا کہ لفظ
شہادت جو اُمت مرحومہ کے لئے استعمال فرمایا گیا ہے گواہی کے معنی مین ہی جیسا کہ اوپر تفسیر سے
نقل کیا گیا ہو اور اس موقع پر کہ جناب سالتمآب صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی نسبت ارشاد
ہوا ہی اطلاع اور نگہبانی کے معنی مین ہے چنانچہ واللہ علےٰ کل شئ شہید اور کنت علیہم شہیدا
مین کلام اللہ مین بھی اسی معنی مین استعمال ہوا ہے چونکہ نگہبانی اور اطلاع طریق تحمل شہادت
کو روز قیامت کی گواہی سے تعبیر فرمایا اور یہ حاصل معنی کا بیان ہی اور نہ الفاظ کی تفسیر
زید کا مدعا بخوبی ثابت ہوگیا اور جانب مخالف کو کوئی محل اعتراض نہ رہا۔

ثانیاً۔ جانب مخالف کو یہ بھی معلوم نہین کہ مفسرین نے آیہ شریفہ وکذلک
جعلناکم امۃ وسطا لتکونوا شہداء علے الناس ویکون الرسول علیکم
شہیدا سے کیا مراد لی ہے اس لئے کہ اُن کا یہ خیال ہے کہ شہید دونون جگہ
ایک ہی معنی مین ہے اور جہان اُمت کے لئے ارشاد ہوا ہے اُس سے تمام اُمت مراد ہے
پس اگر ہم اس موقع پر جانب مخالف کے فرمانے کے بموجب فرض بھی کرلین کہ لفظ شہید
دونون ایک ہی معنی کے لئے ہے تو بھی اُن کا مقصود ثابت نہ ہوسکیگا اس لئے کہ تمام
اُمت اول سے آخر تک سب کا گواہ ہونا مراد نہین ہے جو جانب مخالف یہ اعتراض کرسکے
کہ سب کے لئے علم غیب کا ثبوت لازم آئے گا بلکہ یہان اُمت سے مہاجرین اولین
اور انصار سابقین یا علماء مجتہدین مراد ہین کہ جن کا اجماع خطا پر ممکن نہین وہ حضور رب
العالمین مین شہادت کے لئے منظور فرمائے گئے ہین اللّٰھم ارزقنا اتباعھم واحشرنا
معھم چنانچہ شاہ صاحب موصوف اسی تفسیر مین فرماتے ہین۔ و درینجا تفسیر
است بغایت دلچسپ کہ از بعضے قدماے مفسرین منقول شدہ و از اکثر اشکالات مذکورہ
نجات میدہد حاصلش آنکہ در وکذلک جعلناکم امۃ وسطا لتکونوا
مخاطب کسانے اند کہ نماز بسوے قبلتین گذاردہ اند یعنی مہاجرین اولین و انصار سابقین کہ [illegible]

اجماع اُمت خطا پر ممکن نہین۔

جیساکہ پیغمبر معصوم کا حکم واجب القبول ہو ایسے ہی اُمت کے اجماع کا حکم واجب القبول ہو۔

[illegible] سے کچھ آگے چلکر تحریر فرماتے ہین۔

لیکن اگر مراد اینجا تمام امت را از اول تا آخر اعتبار کنیم فائدہ تکلیف برہم میگردد۔ زیرا کہ بعد از انقضاء تمام امت ہیچکس باقی نخواہد ماند کہ قول ایشان بر وی حجت تواند شد پس معلوم شد کہ مراد اہل ہر زمانہ اند و چون اہل ہر زمانہ مخلوط می باشد عالم و جاہل و صالح و فاسق ہمہ در آنہا موجود می شوند بقرائن عقلیہ معلوم شد کہ اعتبار بہ گفتہ علمائے مجتہدان متدین است نہ غیر ایشان بہر حال اجماع ایشان بر خطا ممکن نیست والا این امت خیار و عدول نباشد و در میان ایشان وا ہم دیگر فرقے نماند و این شرفے است عظیم کہ این امت را بہ نسبت اجماعیہ حکم پیغمبر دادہ اند چنانچہ حکم پیغمبر معصوم از خطا واجب القبول است ہمچنان حکم این امت باجماع معصوم از خطا واجب القبول

اس عبارت سے بخوبی ظاہر ہو گیا کہ تمام امت اول سے آخر تک مراد نہیں بلکہ کبرائے امت مراد ہیں پس ہم کو تسلیم کہ کبرائے امت کو بھی امور غیب پر اطلاع فرمائی جاتی ہے اور یہی عقیدہ اہل سنت کا ہے البتہ معتزلی انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سوائے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کسی ولی کو علم حاصل نہیں زرقانی شرح مواہب لدنیہ جلد ۵ صفحہ ۲۲۸ میں ہے قال فی لطائف المنن اطلاع العبد علی غیب من غیوب اللہ تعالیٰ بنور منہ بدلیل خبر اتقوا فراسۃ المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ لا یستغرب وھو معنی کنت بصرہ الذی یبصر بہ فمن کان الحق بصرہ فاطلاعہ علی غیب اللہ لا یستغرب واقعی امر یہ ہے کہ حسب مضمون حدیث شریف پروردگار جس کی بینائی ہو اس کا غیب پر مطلع ہونا کیا بعید ہے شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ زبدۃ الاسرار میں حضرت محبوب سبحانی سید عبد القادر جیلانی رضی کا ارشاد نقل فرماتے ہیں قال رضی اللہ عنہ یا ابطال یا اطفال ھلموا وخذوا عن البحر الذی لا ساحل لہ وعزۃ ربی ان السعداء والاشقیاء لیعرضون علی وان بؤبؤۃ عینی فی اللوح المحفوظ انا غائص فی بحار علم اللہ اب بنہ تعالیٰ ذکرہ اس عبارت سے ثابت ہو گیا کہ سعدا اور اشقیا اولیاء پر پیش کئے جاتے ہیں اور ان کی آنکھ کی پتلی لوح محفوظ میں رہتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے علم کے دریا میں غوطہ زن رہتے ہیں مولانا جامی قدس سرہ السامی نفحات الانس میں حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ سے نقل فرماتے ہیں۔

حضرت عزیزان علیہ الرحمۃ والرضوان میگفتہ اند کہ زمین در نظر این طائفہ چون سفرہ ایست

غوث اعظم کا ارشاد کہ لوح محفوظ میرے سامنے ہے اور میں علم الٰہی کے سمندر میں غوطہ زن ہوں۔

و ما میگوئیم چون روئے ناخنے است ہیچ چیز از نظر ایشان غائب نیست یعنی حضرت عزیزان رحمۃ اللہ تعالےٰ یہ فرماتے ہین کہ زمین اولیاء کے گروہ کے سامنے ایک دسترخوان کی شکل ہو اور حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند فرماتے ہین کہ ہم کہتے ہین کہ روئے ناخن کی شکل ہے اور کوئی چیز انکی نظر سے غائب نہین امام انام حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فقہ اکبر مین اور شیخ جلال الدین سیوطی نے جامع کبیر میں حارث بن مالک اور حارثہ بن نعمان انصاری سی اور طبری اور ابو یعلےٰ نے حارث ابن مالک انصاری سے روایت کی ہو۔ قال مررت بالنبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال کیف اصبحت یا حارث قال اصبحت مومنا حقا فقال انظر ما تقول فان لکل شئ حقیقۃ فما حقیقۃ ایمانک قلت قد عزفت نفسی عن الدنیا واسہرت لذلک لیلی واظمأت نہاری وکانی انظر الی عرش ربی بارزا وکانی انظر الی اہل الجنۃ یتزاورون فیہا وکانی انظر الی اہل النار یتضاغون وفی روایۃ یتعاوون فیہا فقال یا حارث عرفت فالزم قالہا ثلثا وفی روایۃ ابن عساکر قال علیہ السلام وانت امرء نور اللہ قلبہ عرفت فالزم اور اسی قصہ کو مولانا **جلال الدین** رومی رحمۃ اللہ نے **مثنوی معنوی** مین نظم فرمایا ہے جو بطریق اختصار اس مختصر مین نقل کیا جاتا ہی۔ **وھو ھذا۔**

اولیاء کے سامنے زمین ایسی ہے جیسے ناخن ۔

امام صاحب کی روایت کہ حضرت نے فرمایا کہ مین عرش الٰہی کو صاف دیکھتا ہون اور جنتی اور دوزخی میری نظر کے سامنے ہین ۔

گفت پیغمبر صباحے زید را	کیف اصبحت اے رفیق باصفا
گفت عبداً مومنا باز وش گفت	کو نشان از باغ ایمان گر شگفت
گفت تشنہ بودہ ام من روزہا	شب نخفتم من ز عشق و سوزہا
تا ز روز و شب جدا گشتم چنان	کہ ز اسپر بگذرد نوک سنان
کہ ازان سو جملہ ملت یکیست	صد ہزاران سال یکساعت یکیست
ہست ازل را و ابد را اتحاد	عقل را رہ نیست الا افتقاد
ہشت جنت ہفت دوزخ پیش من	ہست پیدا ہمچو بت پیش شمن
یک بیک وا می شناسم خلق را	ہمچو گندم من ز جو در آسیا
کہ بہشتی کہ و بیگانہ کی ست	پیش من پیدا چو مور و ماہی است
من بگویم یا فرو بندم نفس	لب گزیدش مصطفےٰ یعنی کہ بس

اب ثابت ہوا کہ اطلاع غیب سوائے انبیاء کے اکابر امت کو بھی عنایت الٰہی سے میسر ہوتی ہے چنانچہ حبیب سید کائنات سرور موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اے زید تم نے کس حال میں صبح کی۔ عرض کیا اس حال میں کہ عبد مومن تھا فرمایا حقیقۃ ایمان کا کیا نشان رکھتے ہو عرض کیا کہ میں نے اپنے نفس کو دنیا سے پھیر لیا راتوں عشق میں جاگا دنوں مجھ کو پیاسا رہا اب گویا کہ میں اپنے رب کے عرش کو ظاہر دیکھتا ہوں اور اہل جنت اور اہل دوزخ کو پہچانتا ہوں اور یہی مولانائے رومؒ اسی مثنوی میں فرماتے ہیں ؎

لوح محفوظ است پیش اولیاء از چہ محفوظ است محفوظ از خطا

اور امام شعرانی کبریت احمر میں فرماتے ہیں۔ واما شیخنا السید علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فسمعتہ یقول لا یکمل الرجل عندنا حتی یعلم حرکات مریدہ فی انتقالہ فی الاصلاب وھو نطفۃ من یوم الست بربکم الی استقرارہ فی الجنۃ او فی النار یعنی ہمارے شیخ سید علی خواص رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک کوئی آدمی جب تک کامل نہیں ہوتا جبتک اسکو اپنے مرید کی حرکتیں اس کے آبا کی پیٹھ میں نہ معلوم ہوں یعنی جبتک یہ نہ معلوم نہ کرے کہ یوم الست سے کس کس کی پیٹھ میں ٹھہرا اور اس نے کس وقت حرکت کی یہانتک کہ اس کے جنت یا دوزخ میں قرار پکڑنے تک کے حالات جانے قصیدہ غوثیہ میں حضرت پیران پیر دستگیر حضرت محبوب سبحانی سیدنا الشیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ؎

نظرت الی بلاد اللہ جمعا کخردلۃ علی حکم اتصال

جب اللہ کے اولیا کو تمام بلاد اللہ مثل رائی کے دانے کے معلوم ہوں تو اگر جانب مخالف کا قول تھوڑی دیر کے لئے تسلیم بھی کر لیا جائے اور لفظ شہادت کے دونوں جگہ ایک ہی معنی میں لیا جائے تو بھی کچھ مضائقہ نہیں اس لئے کہ جب کبرائی امت گواہ ٹھہرے اور انکو یہ اطلاع غیب عطا ہوئے۔ عالم حقیقی خبیر تو اگر شہادت کا لفظ ان حضرت کے لئے بھی ثبوت علم ہوگا تو بیشک حق اور بجا ہے۔ اب جانب مخالف کو ذرا چون و چرا کا موقع نہیں تسلیم کریں یا خاموش رہیں۔ اس کے بعد جانب مخالف نے کریمہ وما ھو علی الغیب بضنین کی طرف توجہ

اولیا کا علم جو اپنے مریدوں کے اصلاب آبا میں منتقل ہونیکو ملاحظہ فرماتے ہیں۔

کیا وما ھو علی الغیب بضنین کی بحث۔

سہ معنی یہ قول کہ اگر لفظ شہادت سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کو ثابت کرتا ہو تو امت کے علم کو بھی ثابت کریگا ۱۲۔

فرمائی ہے اور آپس اختلاف قرأت اور اختلاف مرجع ضمیر ہو کو محض بے فائدہ نقل کیا ہو یہ ہم کو قطعاً مضر نہیں۔ نہ اس سے انکا مدعا ثابت نہ ہمارے مدعا کو نقصان بلکہ وہ ہمارے مؤید ہے اس لئے کہ اگر جانب مخالف کی مرضی کے موافق ظنین ظا سے مان لین تو جانب مخالف کے نزدیک آیت کے یہ معنی ہونگے کہ آن حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم غیب کی بات بتانے پر متہم نہین کہ بغیر علم کہدیں کہ مجھکو یہ علم ہے۔ یہ تہمت کسی کی آپ پر نہین لگ سکتی پس جانب مخالف کی اس تقریر سے یہ ہرگز نہین ثابت ہو سکتا کہ آن حضرت کو امور غیب کا علم اللہ نے مرحمت نہ فرمایا تھا۔ بلکہ اس سے یہی ظاہر ہے کہ آپ کو علم تھا اور اسی وجہ سے آپ پر بغیر علم کہدینے کی تہمت نہین لگ سکتی اور اگر جانب مخالف کی رائے کے موافق ہو کا مرجع قرآن ہو تو بھی کچھ مضر نہین بلکہ ہمارا ہی مدعا ثابت ہو اس لئے کہ کلام اللہ میں جمیع اشیاء کا علم ہے چنانچہ ارشاد فرمایا ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شئ یعنی اے محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہم نے تم پر کتاب نازل فرمائی جو ہر چیز کا بیان واضح ہے اور یہ مسلم کہ حضرت اس کے عالم تو بیشک جمیع اشیاء کے عالم ہوئے نہ معلوم کہ اس آیۃ کے متعلق جانب مخالف نے کیون بحث کی جبکہ وہ اس سے اپنے مدعا کے موافق ایک حرف نہ ثابت کر سکے البتہ اپنے خلاف مدعا کو تائید کی ہم انکی اس عنایت کے ممنون ہین۔ ایسے ہی جانب مخالف نے آیۃ شریفہ وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء کے متعلق بھی وہ بیفائدہ تقریر کی ہے جس سے انکے مدعا کو کچھ ربط نہین بلکہ خلاف مدعا ثابت ہوتا ہے کسی مفسر کا یہ کہدینا کہ فیوحی الیہ ویخبرہ ببعض المغیبات نقص علم آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر ہرگز دال نہین اس لئے کہ جائز ہے کہ ایام نزول وحی مین وقتاً فوقتاً بعض بعض مغیبات پر مطلع فرمایا جاتا ہو اور جب تمام کلام اللہ نازل ہوچکا تو تمام اشیاء پر اطلاع ہو گئی ہو چنانچہ تبیانا لکل شیٔ تمام کلام اللہ کی صفت ہے نہ بعض کی پس جائز ہے کہ ایام نزول قرآن شریف مین بعض بعض مغیبات کا جتنا کلام اللہ اترتا تھا علم ہوتا ہو۔ اس سے یہ لازم نہین کہ تمام کلام اللہ کے نزول کے بعد بھی آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو جمیع اشیاء کا علم نہ ہوا ہو۔ دوسرے یہ کہ تفسیر مین نفی کا کونسا لفظ ہے

وما کان اللہ لیطلعکم کی بحث

یا جانب مخالف ثبوت شے کو نفی ما عدا جانتے ہیں اہل علم کے نزدیک کسی طرح اس عبارت سے حضور کے عدم علم یا نقص علم پر استدلال ممکن نہیں مگر جانب مخالف تو بحکم الغریق یتشبث بالحشیش تنکے کا سہارا ڈھونڈتے ہیں اور عبارات اثبات کو نفی کی برہان سمجھتے ہیں ؎

کچھ ایسی سمائی ہے آنکھوں میں ان کی — جدہر دیکھتے ہیں نفی ہی نفی ہے ع

آنچہ پیدا می شود از دور پندار نفی است علاوہ بریں جمیع اشیاء بے شبہ غیوب کا بعض ہیں تو جبکہ حق تعالےٰ جمیع اشیاء کا علم مرحمت فرمائے کہہ سکتے ہیں کہ اس کو بعض غیوب کا علم ہے سلیقہ بھی تو درکار ہے تاکہ یہ سمجھ میں آ سکے کہ بعض غیوب جمیع اشیاء کے منافی نہیں ؎

ہنوز طفلی و از نوش و نیش بیخبری — ز علم غیر چہ از جہل خویش بے خبری

ہنوز جناب کو یہ خبر نہیں کہ بعض غیوب جمیع اشیاء سے وسیع ہو سکتے ہیں کیونکہ جمیع اشیاء متناہی اور غیوب غیر متناہی اور نیز ہم خوب اچھی طرح ثابت کر آئے ہیں کہ مفسرین کا نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی نسبت بعض غیب یا اس کی شکل اور کوئی لفظ لکھنا اس عظمت کے منافی نہیں اس لئے کہ وہ بہ نسبت علم الٰہی کے لکھتے ہیں اور بیشک تمام آسمانوں اور زمینوں کے غیوب جناب باری عزاسمہ کے علم کا ایک قطرہ ہیں اور تمام مخلوق کا علم اس کے مقابلہ میں قلیل چنانچہ ارشاد ہوا وما اوتیتم من العلم الا قلیلا چونکہ بندہ رسالہ ہذا میں اس مطلب پر کافی بحث کر چکا ہوں۔ اس لئے یہاں چھوڑتا ہوں یہی صاحب روح البیان جن سے آپ نے بعض کا لفظ نقل کرکے اپنے مدعا کو جو اس سے کوسوں دور ہے ثابت کرنا چاہا ہے اسی تفسیر روح البیان کی جلد سادس صفحہ ۳۴۰ میں فرماتے ہیں وکذا احاط علمہ محیطا بجمیع المعلومات الغیبیۃ الملکوتیۃ کما جاء فی حدیث اختصام الملائکۃ اس عبارت سے صریح ہے کہ نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا علم جمیع معلومات غیبیہ ملکوتیہ پر محیط ہے پھر کیا انہی صاحب روح البیان نے اس علم سے انکار کیا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ آپ سے اس عبارت کے سمجھنے میں خطا ہوئی۔ اب یہ بھی ملحوظ رہے کہ اسی آیہ ما کان اللہ کے شان نزول میں محی السنۃ امام بغوی نے یہ حدیث نقل فرمائی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر میری امت کی صورتیں پیش کی گئیں جیسے کہ آدم علیہ السلام پر پیش کی گئی تھیں۔ اور

صاحب روح البیان کے نزدیک حضور کا علم جمیع معلومات غیبیہ ملکوتیہ پر محیط ہے۔

مجھے معلوم ہو گیا کہ کون مجھ پر ایمان لائے گا اور کون کفر کرے گا جب یہ خبر منافقین کو پہنچی تو وہ تمسخر سے کہنے لگے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو گمان ہو کہ وہ جانتے ہیں کہ کون اُن پر ایمان لائیگا اور کون کفر کریگا اُن لوگوں میں سے جو ابھی نہیں پیدا ہوئے اور آیندہ پیدا کئے جائینگے یہ تو بڑی بات ہے ہم تو اب موجود ہیں وہ بتائیں کہ ہم میں سے کون مومن اور کون کافر ہے یہ خبر سُنکر آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم منبر پر تشریف لیگئے اور اللہ کی حمد وثنا کر کے فرمانے لگے کہ اُن لوگوں کا کیا حال ہے جنہوں نے میرے علم میں طعن کیا آج سے قیامت تک کوئی شے ایسی نہیں جسکو مجھ سے تم دریافت کرو اور میں تمہیں نہ بتا سکوں اب سے قیامت کی جس چیز کو چاہو مجھ سے دریافت کرو میں تمہیں اس کی خبر دونگا پس عبداللہ بن حذافہ نے کھڑے ہوکر کہا کہ یا رسول اللہ میرا باپ کون ہے فرمایا حذافہ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہوکر عرض کیا یا رسول اللہ ہم اللہ کے رب ہونے اسلام کے دین ہونے قرآن کے امام ہونے آپ کے نبی ہونے پر راضی ہوئے پس ہماری تقصیر معاف فرمائیے چنانچہ وہ حدیث یہ ہے وقال السدی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرضت علی امتی فی صورھا فی الطین کما عرضت علی ادم واعلمت من یومن بی ومن یکفر فبلغ ذلک المنافقین قالوا استھزاء زعم محمد صلے اللہ علیہ وسلم انہ یعلم من یومن بہ ومن یکفر ممن لم یخلق بعد ونحن معہ وما یعرفنا فبلغ ذلک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقام علی المنبر فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال ما بال اقوام طعنوا فی علمی لا تسئلونی عن شیئ فیما بینکم وبین الساعۃ الا انباتکم بہ فقام عبداللہ بن حذافۃ السھمی فقال من ابی یا رسول اللہ قال حذافۃ فقام عمر فقال یا رسول اللہ رضینا باللہ ربا وبالاسلام دینا وبالقرآن اماما وبک نبیا فاعف عنا عفا اللہ عنک فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فھل انتم منتھون ثم نزل عن المنبر مخالف نے اپنی کتاب کے صفحہ ۲۸ پر آیۂ شریفہ قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب نقل کر کے آنحضرت سراپا برکت (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم) سے علم غیب کی نفی کرنا چاہی ہے اور یہ محض اُنکا خیال ہے آیت سے اس مدعا پر استدلال محال ہے یہاں جو نفی ہے وہ غیب ذاتی کی ہے یا تواضعاً نفی کی گئی تفسیر خازن میں ہے انما نفی عن نفسہ

حضور کو اپنی امت کے ہر مومن کافر کی اطلاع ہے

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دعوی ہے فرمایا کہ تم اب سے قیامت تک کا ہم سے سوال کرلو۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قیامت تک کے علوم کا دعویٰ
اگر کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا جاتا حضور کا جواب دینا

درۃ التفاسیر المطبوعہ لاہور
رسالہ [illegible]
بیان مخالفین [illegible]
[illegible] کیا گیا یہ بیان
[illegible] کافی [illegible]
حضرات [illegible] ملاحظہ فرمائیں

یہ قول لا اقول لکم
مخالفین کا شبہ اور
[illegible] ۱۲

لہ یہ حدیث تفسیر خازن جلد اول صفحہ ۱۹۳ میں بھی موجود ہے ۱۲

الشریفۃ ھذہ الاشیاء تواضعا للہ تعالیٰ واعترافا بالعبودیۃ تفسیر عرائس البیان میں ہے (ولا اعلم الغیب) وتواضع حین اقام نفسہ مقام الانسانیۃ بعد ان کان اشرف عن خلق اللہ من العرش الی الثریٰ واظھر من المسکن ومبین والرفعا بین خضوعا الجبروت وخشوعا فی ابواب الملکوت۔ ان عبارتوں سے آفتاب کی طرح روشن ہے کہ آیت میں نفی بطریق تواضع ہے اس لئے استدلال کرنا اور اسکو حجت وسند بنا کر پیش کرنا نہایت عجیب وغریب ہے۔ تمام علماء کا دستور ہے کہ وہ اپنے لئے ہیچمیرز اور ہیچمدان اور اسی قسم کے انکسار کے الفاظ تحریر فرمایا کرتے ہیں ان الفاظ سے استدلال کرکے جو شخص انکے علم کا انکار کرے لایعقل نہیں تو کون ہے تفاسیر میں صاف فرمایا کہ حضور نے تواضعا نفی فرمائی اسکو حضور کے عدم علم کی دلیل بنانا کیسی دون ہمتی اور فرومایگی ہے۔ علاوہ بریں آیت میں علم غیب کی نفی ہی کب ہے نفی ہے تو قول و دعوے کی۔ یہی تو فرمایا کہ اے محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرما دیجئے کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا اور دعوے نہیں کرتا کہ میرے پاس خزائن الٰہیہ ہیں اور میں غیب کا عالم ہوں تفسیر علامہ ابو السعود میں ہے (ولا اعلم الغیب عطف علی محل عندی خزائن اللہ ای ولا ادعی ایضا انی اعلم الغیب الخ (کذا فی روح البیان) ان تفاسیر سے صاف معلوم ہوگیا کہ حضور نے دعوے کی نفی فرمائی دعوے کی نفی علم کی نفی کو کب مستلزم ہے میں دعوے نہیں کرتا کہ میں غیب کا عالم ہوں اس کے یہ معنی کس طرح ہو سکتے ہیں کہ مجھے غیب کا علم ہی نہیں۔ بلکہ مطلقاً دعوے کی بھی نفی نہیں ہے جس کی طرف لکم مشیر ہے۔ خطاب کفار و مشرکین سے ہے تفسیر خازن میں ہے قل یا محمد لھولاء المشرکین لا اقول لکم تو مطلب آیہ کا یہ ہوا کہ فرما دیجئے اے حبیب مکرم علیہ الصلوٰۃ ان کفار ومشرکین سے کہ میں تم سے یہ دعوے نہیں کرتا کہ میرے پاس خزائن الٰہیہ ہیں اور نہ یہ کہ میں غیب جانتا ہوں اور فی الواقع نااہل کب اس قابل ہیں کہ انکے سامنے ایسے دعوے کئے جائیں (کیا وہابیہ بھی اپنے آپ کو انہی نااہلوں میں سے سمجھتے ہیں ؟) علامہ نیشاپوری غرائب القرآن میں فرماتے ہیں۔ (قل لا اقول لکم یعنی لیس عندی خزائن

اللہ لیعلموا ان خزائن اللہ وھی العلم بحقائق الاشیاء وماھیاتھا عندہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولکن یکلم الناس علی قدر عقولھم ولا اعلم الغیب ای لا اقول لکم ھذا مع انہ قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علمت ما کان وما سیکون یعنی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے حبیب اکرم آپ کفار ومشرکین سے فرما دیجئے کہ اے کفار نابکار میں تم سے یہ دعوے نہیں کرتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں یہ نہیں فرمایا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے نہیں (بلکہ یہ فرمایا کہ میں تم سے نہیں کہتا) تاکہ معلوم ہو جائے کہ اللہ کے خزانے حضور کے پاس ہیں۔ لیکن حضور لوگوں سے بقدر انکے عقل وفہم کے کلام فرماتے ہیں اور وہ خزانے تمام چیزوں کی حقیقت وماہیت کا علم ہے (اس کے بعد ارشاد ہوا، ولا اعلم الغیب یعنی میں تم سے یہ دعوے نہیں کرتا کہ مجھے غیب کا علم ہے باوجودیکہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ خود فرماتے ہیں کہ جو کچھ ہو چکا ہو نیوالا ہے سب کا علم مجھے عطا ہوا۔ اب ان تفاسیر کی عبارات پر غور فرما کر انصاف فرمائیے کہ جانب مخالف نے ان آیات سے حضور کے علم کے انکار پر استدلال کرنے میں کیا ظلم صریح کیا ہے۔ لوضع کو عدم علم کی دلیل بنانا اور عدم دعوے سے عدم علم پر استدلال کرنا کس درجہ کی انتہائی جہالت ہے۔

جانب مخالف کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے بدء الخلق سے قیامت تک کے ماکان ومایکون کے علم کا اقرار ہے۔

قولہ علمت ما کان وما سیکون میں جو لفظ کان ماضی کا صیغہ ہے یہ باقتضا اپنے مدلولی معنی کے زمانہ گذشتہ پر دلالت کرتا ہے اس سے گذشتہ لاانتہائی چیزوں کا تحقق ثابت ہوتا ہے اگر علم انہی چیزوں کے ساتھ متعلق ہوا ہے جیسا کہ علمت ما کان وما سیکون سے واضح ہے تو وہ علم ازلی نہیں کیونکہ نہ خود زمانہ ہے نہ زمانیات کا ظرف الخ

لطیفہ ماکان اور ماسیکون کی بحث

اقول

اس موقع پر جانب مخالف کو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے علم سے جو زمانہ سے متعلق ہے۔ یعنی بدء الخلق سے قیامت تک جس کا زید کو دعوے ہے انکار نہیں اور نہ باوجود اس صراحت کے انکار ہو سکتا ہے مگر اسی رسالہ میں انہی حضرت کی تقاریر سے انکار بھی ملیگا۔ یہ ایک حیرتناک قصہ ہے رہا اس تقریر جناب کا کان کے معنی میں تحقق تاریخ کو موقوف فرمانا اسکی

بھی ملاحظہ فرمائیے کہ عجب سے خالی نہ ہوگا چونکہ اس موقع پر عربیت سے بحث کرنے میں طول ہوتا ہے اس لئے اس سے درگذر کر کے یہ عرض کرتا ہوں کہ اگر جانب مخالف کے فرمانے کے بموجب تسلیم کر لیا جائے کہ لفظ کان زمانۂ گذشتہ پر ہی دلالت کرتا ہے اور اس سے گذشتہ زمانہ میں زمانی چیزوں کا ثبوت ہوتا ہے تو آیۂ شریفہ ویخافون یوما کان شرہ مستطیرا میں کیونکر لفظ کان زمانۂ گذشتہ پر دلالت کرے گا کہ یہاں تو استقبال پر دال ہے اور آیۂ کریمہ کیف نکلم من کان فی المھد صبیا میں اگر جانب مخالف کے فرمانے کے بموجب کان سے زمانۂ گذشتہ مراد لیا جاوے تو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا معجزہ ثابت ہو سکے اس لئے حضرت مریم نے حضرت عیسےٰ (علیہم السلام) کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ان سے دریافت کر لو تو یہودیوں نے کہا کہ ہم کیونکر ایسے شخص سے دریافت کریں کہ جو اپنے ہنڈولے میں بچہ ہے یہاں وہی لفظ کان ہے ذرا جانب مخالف صاحب اب ماضی کا صیغہ فرما کر مطلب تو کہیں اور آیۂ شریف وکان اللہ بکل شیء علیما میں بھی اگر حسب رائے جانب مخالف کے کان زمانۂ ماضی میں زمانی چیزوں کے ثبوت کے لئے ہو تو نعوذ باللہ خدائے کریم کے اوصاف علم وغیرہ بھی زمانی ہو جائینگے بلکہ بعض مواضع میں کان کو اس معنی پر محمول کرنے سے وجود الٰہی کو بھی ایسا ہی کہنا پڑے گا چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کان اللہ ولم یکن معہ شیئا اب اس فقیر کا التماس ہے کہ مؤلف رسالہ اعلاء کلمۃ الحق ذرا یہ کہیں کہ انھوں نے اعتراض کرنیکے شوق میں ایک ایسی نازیبا تقریر کی جس سے ازلیت صفات الٰہی کا اور معجزہ نبی کا بلکہ خود وجود الٰہی کا انکار لازم آتا ہے۔ ایسی دقتیں جب ہی پیش آتی ہیں جبکہ آدمی باوجود علم نہ ہونے کے محض طباعی سے مسائل دینیہ میں دخل دے اور اسی لئے سرور اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے افتوا بغیر علم فضلوا واضلوا ثانیا یہ کہ محدثین کے نزدیک یہی مشہور ومشہود ہے اور جمہور کا یہی مذہب ہے کہ لفظ کان دوام واستمرار کے معنی میں آتا ہے چنانچہ یہی شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالےٰ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف جلد اول صفحہ ۱۲۰ میں فرماتے ہیں۔ ودر لفظ کان معناے استمرار است نزد جمہور

لفظ کان کو زمانی کہنے سے جانب مخالف کو کیا کیا دقتیں پیش آئینگی۔

محدثین کے نزدیک کان مفید دوام واستمرار ہے۔

درمیان جمہور آنست کہ افادۂ دوام و استمرار میکند۔ پس جناب نے کس طرح سے علم نبی کریم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے موقع پر کان کا زمانی ہونا ضروری سمجھ لیا ہی حضرت محض ایجاد سے کام نہ لیجے کہ دین کے مسائل مین نہایت احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ فقیر اس موقع پر اس بحث کو اختصار کے لئے چھوڑتا ہی کہ مقربان بارگاہ زمانہ مین فرق نہین کرتے جیسا کہ احادیث سے ثابت اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح کی عبارت سے مصرح ہے رہا جانب مخالف کا سیکون کو سین کی وجہ سے استقبال قریب کے لئے بتانا تو یہ خود ظاہر ہے کہ جب یکون کو زمانہ سے تعلق کامل ضرور نہین تو سین اسپر داخل ہو کر اپنا پورا اثر کرے یہ بھی کچھ ضرور نہین پھر نہ معلوم کہ جانب مخالف کے نزدیک سین کیا معنی دیتا ہے اور اس موقع پر کسطرح اپنے معنی بتاتا ہی۔ بہ تقدیر استقبال قریب مراد ہونے کے اس کے قرب کی کیا حد ہے۔ آیا ایک دن یا دو دن یا چھ مہینے قریب اور اس سے زیادہ زمانہ بعید ہے یا کیا پہلے قرب اور بعد کی سند اسمجھانی ضرور ہے تاکہ دریافت ہو جائے کہ اس سے بر تقدیر لحاظ معنی قرب کے کتنا زمانہ مفہوم ہوتا ہے۔ شاید آپنے کبھی سنا ہو کہ رب العزۃ تبارک و تعالٰی نے فرمایا اقتربت الساعۃ وانشق القمر قریب آئی قیامت اور پھٹ گیا چاند اور فرمایا یرونہ بعیدا و نراہ قریبا کفار قیامت کو دور سمجھ رہے ہین اور ہم قریب جان رہے ہین بلکہ فرمایا اقترب للناس حسابھم وھم فی غفلۃ معرضون قریب آیا اُن کے لئے انکا حساب اور وہ غفلت میں روگردان پڑے ہین دیکھئے کہ رب العزۃ ساعۃ و حساب کو قریب بتا رہا ہی اور زید کا دعوے اسی قدر تھا کہ بدأ الخلق سے یوم آخر تک کا کام تمام ما کان و ما یکون حضور اقدس صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کو عطا ہوا ہے پھر اس کے قرب نے اس کے دعوے مین کیا بعد پیدا کیا۔ شاید جانب مخالف کہ نہایت ذہین ہین اپنی کمال ذہانت سے یہ وہم تراشین کہ لفظ قرب جو خاص نزدیکی کے معنی کے لئے وضع کیا گیا ہی اتنی وسعت رکھتا ہے کہ قیامت وحساب تک کے لئے اطلاق کیا جائے مگر سین اسپر دلالت کرتا ہے کہ ہرگز قیامت تک کی وسعت نہین بلکہ وہ زمانہ جسپر سین مدخول مین دلالت کرتا ہے ایک دو روز سے زیادہ نہین۔ اس لئے ہیں دو ایک مثالین اس کی بھی پیش کرون کہ جب فعل پر سین داخل ہوا

جانب مخالف کی خوش فہمی۔

سیکون کے قرب پر دلالت کرنیکی بحث۔

اُس میں بھی قیام قیامت تک تو داخل ہی بلکہ اس سے بھی زیادہ چنانچہ پروردگار عالم نے اُن لوگوں کے بارے میں کہ جو ظلم سے یتیموں کا مال کھاتے ہیں ارشاد فرمایا ان الذین یاکلون اموال الیتٰمی ظلما انما یاکلون فی بطونھم نارا وسیصلون سعیرا یعنی بے شبہہ جو لوگ یتیموں کے مال ناحق کھاتے ہیں جز این نیست کہ وہ کھاتے ہیں اپنے پیٹوں میں آگ اور قریب ہے کہ وہ داخل ہونگے آگ میں **دوسری آیت** سارھقہ صعودا یعنی اب چڑھاؤنگا اُسے بُری چڑھائی اور ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صعود آگ کا ایک پہاڑ ہے اس پر ستر برس چڑھایا جاتا ہے پھر گرایا جاتا ہے **تیسری آیت** ساصلیہ سقر یعنی قریب ہے کہ داخل کرونگا میں اُسکو سقر میں اور سقر جہنم کا نام ہے ان تینوں آیتوں میں جو وعید فرمائی ہے اُن میں مضارع کے صیغہ پر سین داخل ہے جو جانب مخالف کے نزدیک قریب کے معنی کے لئے آتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس قرب میں بھی اتنا بُعد ہے کہ اُسکا تحقق بعد قیام قیامت کے ہوگا غرضکہ جب سین کے داخل ہونے کے بعد بھی اُسمیں اتنا قرب نہ پیدا ہوا کہ جس سے علم الی یوم القیمۃ کی نفی ہو سکتی تو زید کے قول کا کیا رد ہوا۔ اس کے علاوہ اور بہت سی تحقیقات اس مسئلہ سین کے متعلق تھی جو بنظر اختصار چھوڑ دی گئی۔

قولہ علمت ما کان وما سیکون کے یہ معنی ہوئے کہ آنحضرت علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا جان لیا میں نے جو کچھ زمانہ گذشتہ میں ہوگیا اور جو عنقریب زمانہ آئندہ میں ہوگا۔ وہ حدیث ہے اور یہ معنی ہیں۔ **اقول۔** ذرا تو انصاف فرمائیے جب زید کا بھی یہی مُدعا ہے کہ آنحضرت سراپا برکت صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کو اللہ جل جلالہ نے دُنیا میں جو کچھ ہوا اُسکا یا جو کچھ آئندہ ہوگا حتے کہ بدء الخلق یعنی ابتدائی آفرینش یعنی مخلوق کے پیدا ہونیکے وقت سے لیکر جنت اور دوزخ میں داخل ہونے تک تمام احوال اور کائنات کا سب خیر وشر تعلیم فرمایا اور آپ بھی اس وقت یہی تسلیم فرمارہے ہیں۔ پھر کیا ضرورت رسالہ تحریر کرنے کی ہوتی کہ بیفائدہ کاغذ سیاہ کئے چند مسائل غلط لکھکر اُن کا بار گردن پر لیا علماء کی جناب میں گستاخیاں کیں جب یہ تسلیم فرماتے ہو۔ اب ہی اپنی تمام گذشتہ حرکتوں سے توبہ کرو۔

صیغہ مضارع پر سین کیا معنی دیتا ہے۔

وہم جانب مخالف

جانب مخالف نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۳۴ پر جو وہم کیا ہے اس کا حاصل یہ ہو کہ آیہ شریفہ وعلمک ما لم تکن تعلم کے نزول کے بعد بھی وحی نازل ہوئی تو اگر اس آیہ شریفہ ہی سے جمیع اشیا کا علم آن حضرت سراپا برکت صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کے لئے ثابت ہو تو نزول وحی اس آیہ شریفہ کے نزول کے بعد کیون ہوا۔ اور اس کا کیا فائدہ ہی؟ اللہ اللہ کیا عجب تقریر ہے بھلا ان حضرات کو ابھی تک خبر نہین کہ کلام اللہ میں احکام مکرر نازل ہوئے ہین آیتین مکرر آئین کئی سورتون کا نزول علماء نے مکرر بتایا ہی پھر کیا انہین شبہہ بیان کر کے علم نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا انکار کیا ہو وہی شبہہ ان آیتون مین کر کے ان کے کلام اللہ ہونیکا انکار کرنا ممکن ہے خدا محفوظ رکھے ایسے تعصب سے کہ جو حق اور ناحق میں تمیز نہ ہونے دے ایسی خرافات تو کب اس قابل تھی جس کی طرف توجہ کی جاتی مگر صرف اس نظر سے کہ لوگ دھوکہ نہ کھائین ایک عبارت لکھی جاتی ہے جس سے معلوم ہو جائے گا کہ آیات کے نزول میں بھی تکرار ہوتی ہے اور کیون اور کس لئے مشکوٰۃ شریف کی حدیث معراج کے جملہ فاعطی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصلوٰۃ الخمس واعطی خواتیم سورۃ البقرۃ کی شرح مین ملا علی قاری رحمہ الباری اپنی کتاب مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح مین تحریر فرماتے ہین یشکل ھذا بکون سورۃ البقرۃ مدنیۃ وقصۃ المعراج بالاتفاق مکیۃ۔ یعنی معراج میں خواتیم سورہ بقرہ دیئے جانے پر یہ اشکال آتا ہو کہ سورہ بقرہ تو مدینہ میں نازل ہوئی اور قصہ معراج بالاتفاق مکی ہے کہ معراج مکہ ہی ہوئی تو جب خواتیم سورہ بقر معراج مین عطا ہو چکی تھی تو پھر مدینہ مین انکا نزول کیون ہوا اور اس کا کیا فائدہ یہ اعتراض بعینہ جانب مخالف کا سا اعتراض ہے۔ اس کے جواب مین ملا علی قاری رح یہی فرماتے ہین کہ حاصلہ انہ ما وقع تکرار الوحی فیہ تعظیما لہ واہتماما بشانہ فاوحی اللہ الیہ فی تلک اللیلۃ بلا واسطۃ جبریل وھذا یدل علی ان جمیع القرآن نزل بواسطۃ جبریل اب ثابت ہوا کہ اول شب معراج میں بلا واسطہ وحی ہوئی پھر بواسطہ جبریل علیہ السلام کے تعظیم اور اہتمام شان حضور

آیہ وعلمک ما لم تکن تعلم پر مخالفین کا اعتراض اور اس کا جواب۔

سہم الغیب والحق آیۃ الخفا مسائل جو مخالفین کے ہین ان مین جو شبہے لکھا ہو بیان سب کا جواب دیا گیا ہو۔

نزول وحی کے لئے یہ ضرور نہیں کہ اس سے پہلے اسکا علم نہ ہو۔

صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے لئے وحی نازل ہوئی پس صاحب عقل دریافت کرسکتا ہے کہ ایسے اعتراض پر بنا تعصب و عناد ہین تفسیر مدارک التنزیل مطبوعہ مصر کے صفحہ ۱ مین (وفاتحۃ الکتاب) مکیۃ وقیل مدنیۃ والاصح انہا مکیۃ ومدنیۃ نزلت بمکۃ حین فرضت الصلوٰۃ ثم نزلت بالمدینۃ حین حولت القبلۃ الی الکعبۃ اب جانب مخالف سے استفسار ہے کہ سورۂ فاتحہ دوسری مرتبہ جب مدینہ مین نازل ہوئی تو اُس کے نزول سے کچھ فائدہ ہوا یا نہین فما ھو جوابکم فھو جوابنا مع ہذا قرآن عظیم وحی دائم مستمر اور الی یوم القیمۃ اُس کا ایک ایک لفظ اُمّت مرحومہ کے لئے قراءۃً وسماعۃً وکتابۃً وحفظاً ونظراً وفکراً بیشمار برکات کا مثمر اور ائمہ مجتہدین رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کا استنباط احکام مین پہلا مرجع ومفزع اور جسقدر سے حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو علوم حاصل ہوئے مجتہدین واولیاء وعلما کو بھی اُسی قدر کافی ہونا اور اپنی استعداد کے لائق قرآن عظیم سے اخذ علوم کے لئے زیادہ کی حاجت نہ پڑنا محض باطل وممنوع علاوہ برین یہ اُس تقدیر پر ہے کہ علم تمامی تعلیم کو زمانہ نزول آیہ سے پہلے منقضی ہوجانے پر دلالت کرے حالانکہ یہ ممنوع خود قرآن پاک مین ارشاد ہوا۔ نزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیٔ کیا اس کے معنی یہ ہین کہ جسوقت یہ آیت اُتری تمام کتاب نازل ہوچکی تھی اس کے بعد کچھ نہ اُترا ولکن النجدیۃ قوم یجھلون **جانب مخالف** نے یہ بھی اعتراض کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو ظہار کے مسئلہ مین بعد کفارہ کے عود کا جائز ہونا معلوم نہین تھا یہ اعتراض جانب مخالف ہی کے قول سے رد ہوتا ہے چنانچہ وہ اپنے رسالہ اعلاء کلمۃ الحق کے صفحہ ۳۶ مین تفسیر خازن سے یہ عبارت نقل کرکے فرماتے ہین (وعلمک ما لم تکن تعلم یعنی من احکام الشرع وامور الدین) تو ہمارے شرع کے احکام اور دین کے کام مراد ہوے انتہی بلفظہ اب فرمایئے کہ جب آپ کے نزدیک بھی اس آیۂ شریفہ سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے شرع کے احکام کا علم ثابت ہے تو پھر آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بعد کفارہ کے عود کا جائز ہونا ایک شرعی حکم سے کیون معلوم نہ تھا۔ جانب مخالف اسی رسالہ کے صفحہ ۳۸ مین فرماتے ہین۔

مسئلہ ظہار کے متعلق جانب مخالف کا شبہ اور اُسیکے قول سے اُسکا جواب

علمك ما لم تكن تعلم میں ما سے وہی امور حقہ اور کلمات حکمیہ اور احکام شرعیہ اور علوم کمالیہ جو شان مصطفوی کے شایان اور ختم رسالت کے سزاوار ہیں مراد ہیں اِس سے بھی معلوم ہوا کہ آیۂ شریفہ ﴿علمك ما لم تكن تعلم﴾ سے ثابت ہی کہ آن حضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو تمام احکام شرعیہ کی تعلیم ہوئی اس لئے کوئی حکم شرعی ایسا نہیں ہی جو شان مصطفوی کے شایان[1] نہ ہو پس لامحالہ تمام احکام شرعی کا علم آن حضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو ہونا جانب مخالف کو بھی مسلم اور اُن کے نزدیک اس آیۂ شریفہ سے ثابت لیکن تعجب ہی کہ پھر یہ کہدیا کہ بعض احکام شرعیہ کا علم آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو اس آیہ کے نزول تک نہ تھا اب صاحبان عقل انصاف فرمائیں کہ ایک جگہ اس آیت نے تمام احکام شرعیہ کا علم سرور اکرم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کے لئے تسلیم کرلیا اور پھر اُسی کا انکار کرجانا کسی ذی ہوش کا کام ہے اور لیجئے جانب مخالف کو یہ وہم ہوا کہ کوئی عام ایسا نہیں ہی جو خاص نہ کرلیا گیا ہو اور امام شافعی رحمۃ اللہ کا مقولہ ﴿ما من عام الا وقد خص منہ البعض﴾ استدلال میں پیش کیا اس سے معلوم ہوا کہ مستدل صاحب کو کتب فقہیہ دیکھنے کا کبھی اتفاق نہیں ہوا۔ اور اگر ہوا بھی تو تعصب نے سمجھنے سے محروم رکھا اسلئے کہ کتب اصول فقہ میں جہاں یہ قاعدہ مذکور ہی وہیں اسکا ذکر بھی ہی اور یہ مصرح ہے کہ حنفیوں کے نزدیک یہ قاعدہ معتبر نہیں اور نہ شافعیوں کے نزدیک اُس کی کلیہ صحیح اسلئے کہ اگر ہر عام خاص ہوجائے تو وضع کیا معتبر اور بعث کیا قابل اعتبار رہے جب صیغہ کو واضع نے عموم کیلئے وضع کیا وہ اگر کبھی عموم کے لئے استعمال نہ کیا جائے تو واضع کی وضع کس کام آئے تمام صحابہ اور تابعین رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین عمومات قرآن سے استدلال کیا کرتے ہیں ذرا نور الانوار ص ۶۸ ملاحظہ ہو وقولہ قطعا رد علی الشافعیؒ حیث ذهب الی ان العام ظنی لانہ ما من عام الا وقد خص منہ البعض فیحتمل ان یکون مخصوصا منہ البعض وان لم نقف علیہ فیوجب العمل لا العلم کخبر الواحد والقیاس نقول لهذا

مخالفین کا یہ قول کہ ہر عام مخصوص البعض ہے اور اُس کا جواب۔

یہ شبہ مولوی محمد ادریس صاحب نے رسالہ تحقیق الحق میں اور مولوی عبدالحمید بریلوی نے [illegible] میں اور دیگر حضرات نے بھی اپنی تصانیف میں کیا ہے۔

---

[1] اگر معترض [illegible] سے کچھ بعید نہیں جو یہ کہہ بیٹھے کہ بعض احکام شرعیہ شان مصطفوی صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی شایان نہیں

احتمال ناش بلا دلیل وهو لا یعتبر واذا خص عنه البعض کان احتمالا ناشیا
عن دلیل فیکون معتبرا فعندنا العام قطعی فیکون مساویا للخاص، اور قمر الاقمار
میں سطور ہے (قوله وهذا الاحتمال الخ) توضیحه ان دلالة صیغ العموم علی
العموم بحسب الوضع فانه قد تواتر ان الصحابة رضوان الله علیهم یستدلون
بالعمومات ولا یحتاجون الی القرائن فلو لم یکن تلک الالفاظ موضوعة
للعموم لاحتیج فی فهم العموم الی القرائن ودلالة اللفظ علی المعنی بدون
ظهور القرینة الصارفة قطعی وما هذا الا احتمال الانصراف عن
المعنی الموضوع له فهو ناش بلا دلیل فلا یعتبر والا یلزم ان
لا یقطع بمطلوب فی جمیع العقود والفسوخ وان یرتفع الامان
عن اللغة والحس فیقال لا یجوز اکل ما فی بیتک لاحتمال ان یکون
غیر ملکک ولا یحکم علی شیء شیء لاحتمال ان یکون هو غیره وما
ابصرناه یحتمل ان یکون غیر مبصرنا وهذا کله سفسطة فاحتمال التخصیص فی
کل خاص ثم المراد بالمریض هذا فی قطعیة الخاص کما مر نبیه ذلک فی قطعیة
العام ایضا اور توضیح مطبوعہ مطبع نولکشور کے صـ۱ میں سطور ہے وعندنا
هو قطعی مساو للخاص وسیجیء معنی القطع فلا یجوز تخصیصه بواحد
منهما ما لم یخص بقطعی لان اللفظ متی وضع لمعنی کان ذلک المعنی
لازما له الا ان تدل القرینة علی خلافه ولو جاز ارادة البعض بلا
قرینة لارتفع الامان عن اللغة والشرع بالکلیة لان خطابات الشرع
عامة والاحتمال الغیر الناشی عن دلیل لا یعتبر فاحتمال الخصوص
ههنا کاحتمال المجاز فی الخاص فالتاکید یجعله محکما اور اس کے تحت تلویح
میں سطور ہے هذا جواب عما قال الواقفیة انه یؤکد بکل واجمع وایضا
عما قال الشافعی انه یحتمل التخصیص فنقول نحن لا ندعی ان العام لا احتمال
فیه اصلا فاحتمال التخصیص فیه کاحتمال المجاز فی الخاص فاذا اکد یصیر محکما

ای لا یبقی فیه احتمال اصلا لا ناش عن دلیل ولا غیر ناش فان قیل احتمال المجاز الذی فی الخاص ثابت فی العام مع احتمال آخر وهو احتمال التخصیص فیکون الخاص کالنص والعام کالظاهر قلنا لما کان العام موضوعا للکل کان ارادة البعض دون البعض بطریق المجاز وکثرة احتمالات المجاز لا اعتبار بها الخ اور تلویح کے ص۲۳ میں موجود ہے نو الحی لکن عند الشافعی قد سبق ان القائلین بان العام یوجب الحکم فیما یتناوله منهم من ذهب الی ان موجبه ظنی ومنهم من ذهب الی انه قطعی بمعنی انه لا یحتمل الخصوص احتمالا ناشیا عن الدلیل تمسک الفریق الاول بان کل عام یحتمل التخصیص و التخصیص شائع فیه کثیرا بمعنی ان العام لا یخرج عنه الا قلیلا بمعونة القرائن کقوله تعالی ان الله بکل شیئ علیم والله ما فی السموات والارض حتی صار بمنزلة المثل انه ما من عام الا وقد خص منه البعض وکفی بهذا دلیلا علی الاحتمال وهذا بخلاف احتمال الخاص المجاز فانه لیس بشائع فی الخاص شیوع التخصیص فی العام حتی ینشأ عنه احتمال المجاز فی کل خاص فان قیل بل لا معنی لاحتمال المجاز عند عدم القرینة لان وجوب القرینة لانه مانعة عن ارادة الموضوع له ماخوذ فی تعریف المجاز قلنا احتمال القرینة کان فی احتمال المجاز وهو قائم اذ لا سبیل للقطع بعدم القرینة الا نادرا ولما کان المختار عند المص ان موجب العام قطعی استدل علی اثباته اولا وعلی بطلان مذهب المخالف ثانیا واجاب عن متمسکه ثالثا اما الاول فتقریره ان اللفظ اذا وضع لمعنی کان ذلک المعنی لازما ثابتا بذلك اللفظ عند اطلاقه حتی یقوم الدلیل علی خلافه والعموم مما وضع له اللفظ فکان لازما قطعا حتی یقوم دلیل الخصوص کالخاص یثبت مسماه قطعا حتی یقوم دلیل المجاز واما الثانی فتقریره انه لو جاز ارادة بعض مسمیات العام من غیر قرینة لارتفع الامان عن اللغة لان کل ما وقع فی کلام العرب من الالفاظ

العامة یحتمل الخصوص فلا یستقیم ما یفهم السامعون من العموم
وعن الشرع لان عامة خطابات الشرع عامة فلو جوزنا ارادة البعض
من غیر قرینة لما صح فهم الاحکام بصیغة العموم الخ اور تلویح کے حاشیہ ص۴۲
میں مسطور ہے ۵۲ قولہ ما من عام الا وقد خص منه البعض قیل هذا المثال
لا یخلو اما ان یکون مخصصا اولا فعلی الاول لا یکون حجة وعلی الثانی یکون منتقضا
واجیب عنه باختیار الشق الاول لانه مخصص بعدم التخصیص مع انه مخصص من
بین العموم بانه لا تخصیص بخلاف سائر الفاظ العموم وهو مردود بان هذا
المثال ایضا مخصص بالمخرج مثل قوله تعالی ان الله بکل شیء علیم
وقوله تعالی ولله ما فی السموات والارض عن عیسی والحق فی الجواب
ان یقال انه محمول علی المبالغة والحاق القلیل بالعدم فیصح موسسا للدلیل
وان لم یصلح للاستدلال به اور مسلم الثبوت میں ہے قد اشتهر
ما من عام الا وقد خص منه البعض وقد خص بنحو الله بکل شیء علیم
اور اسی مسلم الثبوت میں قطعیت عام کی بحث میں مسطور ہے لنا انه موضوع للعموم
قطعا فهو مدلوله وثابت به قطعا کالخاص الا بدلیل واستدل لو جاز
ارادة البعض بلا دلیل لارتفع الامان عن اللغة والشرع الخ اور شرح مسلم
الثبوت میں علامہ بحر العلوم عبارت اول کے متعلق یہ فرماتے ہیں قد اشتهر
ما من عام الا وقد خص منه البعض وقد خص هذا العام بنحو قوله والله
بکل شیء علیم حتی صار مثلا فالعموم مغلوب والخصوص غالب والمغلوب
هو المجاز فالعموم مجاز وقوله وقد خص نقضا لما یتوهم التشکیک بان هذه القضیة
مبطلة لنفسها فانها ایضا مشتملة علی العموم ووجه الدفع ان هذا ایضا مخصوص
فلا یبطل اور یہی علامہ عبد العلی بحر العلوم عبارت دوم کی شرح میں فرماتے ہیں لنا
انه موضوع للعموم قطعا للدلائل القطعیة التی مرت فهو ای العموم مدلوله
وثابت به قطعا لان اللفظ لا یحتمل غیر الموضوع له کالخاص الا بدلیل

صارف عنه وح لا نزاع فی الخصوص اعتراض علیه ان ثبوت المدلول للفظ
قطعا مطلقا ممنوع انما یثبت لو لم یحتمل الانصراف عنه بدلیل وههنا قد دل
کثرة التخصیص حتی صار ما من عام الا وقد خص منه البعض مثلا علی ان احتمال
التخصیص قائم فی کل عام عام وان ارید ان الدلالة علی العموم لازمة
قطعا فلا کلام فیه انما الکلام فی الارادة ولیست لازمة قطعا للکثرة المذکورة
والجواب عنه ان من ضروریات العربیة اللفظ المجرد عن القرینة الصارفة انما
یتبادر منه الموضوع له ولا یحتمل غیره فی العرف والمحاورة ومن اراد منه غیر
الموضوع له ینسب الی المکروه واما کثرة وقوع التخصیص بالانواع المختلفة
حسب اقتضاء القرائن الصارفة لا یورث الاحتمال فی العام المجرد اصلا والکلام
ههنا فی العام المجرد عن القرائن فلا مجال للاحتمال کالخاص فان قلت کثرة
وقوع التخصیص قرینة علی احتماله قلنا انما یصح الکثرة لو کانت بحیث یکون
کثیرا الاستعمال فی بعض معین بحیث یفهم مع عدم الصارف کما اذا صارت
الحقیقة مهجورة او المجاز متعارفا ولیس الامر ههنا کذلک فان کثرة
التخصیص فی العام لیست الا بان یراد فی استعمال بعض بالقرینة وفی بعض اخر
بقرینة اخری فلا یکون هذه الغلبة قرینة وهل هذا الا ما یکون للفظ معان
مجازیة یستعمل فی کل منها مع قرینة ولا یصلح هذه الکثرة قرینة وایضا
نقول لو کانت الکثرة قرینة للتخصیص لما صح ارادة العموم اصلا فی ما ورد هذا
خلاف رأیکم ایضا فاحفظ هذا فانه بالحفظ حقیق اور یہاں ایک تقریر طویل کے
لکھنے ہیں وثالثا ان غایة ما لزم منه ان بقاء العموم مغلوب من الخصوص والمغلوب
انما یحتمل علی الاغلب اذا کان مشکوکا ولیس العام الواقع فی الاستعمال المجرد
عن القرینة الصارفة مشکوکا فی عمومه کیف وقد دلت الادلة القاطعة علی
انه موضوع للعموم والضرورة العربیة شهدت بان اللفظ المجرد عن القرینة
یتبادر منه الموضوع له ولا یخطر بالبال معناه المجازی البتة تأمل فانه دقیق

لا یتجاوز الحق عنہ اور غایۃ التحقیق شرح حسامی کے صـ۱۱ میں مسطور ہے ثم صیغۃ العموم
موضوعۃ لہ وحقیقۃ فیہ فکان معنی العموم ثابتا بہا قطعا حتی یقوم الدلیل علی
خلاف۔ یہ تو حنفیوں کی تقریریں تھیں جن سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ عام اپنے عموم پر
رہیگا جب تک کہ دلیل اس کے خلاف پر قایم نہ ہو۔ اب شافعیوں سے سنیئے کہ وہ
بھی اس امر کو تسلیم نہیں کرتے کہ ہر عام میں تخصیص کا احتمال ہے بلکہ انھوں نے اس
بارہ میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ قاعدہ احکام فرعیہ کے بارہ میں ہے اور احکام فرعیہ کی
سوا ہر جگہ یہ قاعدہ جاری نہیں ہوتا چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی رح نے
اتقان کے صفحہ ۳۲۳ میں فرمایا العام علی ثلثۃ اقسام الاول الباقی علی عمومہ
قال القاضی جلال الدین البلقینی ومثالہ عزیز اذ ما من عام الا ویتخیل
فیہ التخصیص فقولہ تعالیٰ یا ایہا الناس اتقوا ربکم قد یخص منہ غیر المکلف
وحرمت علیکم المیتۃ خص منہ حالۃ الاضطرار ومیتۃ السمک و
الجراد وحرم الربوا خص منہ العرایا وذکر الزرکشی فی البرہان انہ کثیر فی
القرآن واورد منہ واللہ بکل شیء علیم وان اللہ لا یظلم الناس شیئا
ولا یظلم ربک احدا واللہ الذی خلقکم ثم رزقکم ثم یمیتکم ثم یحییکم
اللہ الذی خلقکم من تراب ثم من نطفۃ اللہ الذی جعل لکم الارض قرارا
قلت ہذہ الآیات کلہا فی غیر الاحکام الفرعیۃ فالظاہر ان مراد البلقینی
انہ عزیز فی الاحکام الفرعیۃ وقد استخرجت من القرآن بعد تفکر آیۃ فیہا
وہی قولہ حرمت علیکم امہاتکم الآیۃ فانہ لا خصوص فیہا اب روشن
ہوگیا کہ قاعدہ وما من عام الا وقد خص منہ البعض جس سے جانب مخالف نے
کریمہ وعلمک ما لم تکن تعلم کے ما کے عام مخصوص البعض ہونے پر تمسک
کیا ہے نہ علمائے حنفیہ کے نزدیک درست ہے نہ شافعیہ کے نزدیک حتی کہ
یہ قاعدہ احکام فرعیہ میں بھی کلیہ نہیں جیسا کہ اوپر کی عبارت سے ظاہر ہے
پس اس موقع پر کہ یہ آیۃ شریفہ علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مثبت ہو اور اس

قاعدہ ما من عام الخ نہ علمائے حنفیہ کے نزدیک راست نہ شافعیہ کے نزدیک صحیح

آیہ سے وہ مسئلہ دریافت ہوتا ہی جو احکام فرعیہ کا غیر ہے تو یہاں اس میں شافعیوں کے نزدیک بھی احتمال تخصیص کا نہیں ہے بلکہ اوپر کی عبارت سے ثابت ہو کہ عام افادہ عموم میں قطعی ہے اس لئے اس آیۂ شریفہ سے آنحضرت سراپا رحمت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے لئے جمیع اشیاء کا علم قطعی طور پر ثابت ہوا اب ضرور ہوا کہ جانب مخالف اس آیت کا ناسخ لائے مگر نہ لاسکے گا اور ہرگز نہ لاسکے گا اس لئے کہ اخبار کا نسخ ناممکن ہے۔ اب ذرا غور فرمائیے کہ جانب مخالف اپنے اس قاعدہ د مامن عام الخ پر کہاں تک جمتا ہی جس سے آیت کو خاص کر کے تنقیص علم نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کرتا تھا۔ ہاں ذرا کوئی سنے تو مرد میدان قرآن شریف میں ہی لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ یعنی خدا ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے کیا جانب مخالف کو جرأت ہے کہ یہاں بھی ما کو اپنے قاعدہ ما من الخ سے خاص کر کے کہدے کہ بعض چیزیں اللہ کی ہیں بعض نہیں (نعوذ باللہ من ذالک) کیا ہمت ہے کہ ان اللہ بکل شیٔ علیم کو بھی اسی قاعدہ سے خاص کر کے لکھ ڈالے کہ اللہ کو بھی بعض چیزوں کا علم نہیں معاذ اللہ بس جب قرآن شریف میں وہی ما کا کلمہ اس قاعدہ سے خاص نہیں کیا جاسکتا تو آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے کیا دشمنی ہی کہ اُن کا علم گھٹانے کو وہی کلمہ ما اُسی قرآن شریف میں اسی مردود قاعدہ سے خاص کیا جاتا ہے جو بالکل نامعتبر ہے اور جس کی کلیت کسی طرح ٹھیک نہیں جو خود باطل ہے جس کو قرآن شریف ہی میں جاری نہیں کیا جاتا۔ رہا آیہ وما علمناہ الشعر الآیہ کو قرینۂ تخصیص بنانا یہ صحیح نہیں اس لئے کہ یہ آیت نافی علم نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نہیں ہے جیسا کہ پہلے مذکور ہوچکا ہی۔ اب جانب مخالف کا یہ کہنا کہ آنحضرت علوم ضارہ کے ساتھ کیونکر متصف ہوسکتے ہیں اس کا جواب بھی گذرچکا اور جانب مخالف نے اپنی کتاب کے صـ۳۹ پر لکھا ہے۔ **قول**

آنحضرت علی الصلوٰۃ والسلام نے خود زبان فیض ترجمان سے صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ دُنیا کے امور میں تم مجھ سے زیادہ جاننے والے ہو۔

اقول یہ کسی حدیث میں نہیں بلکہ جانب مخالف نے اپنی طبیعت کے زور سے

جانب مخالف کے قاعدے ما من الخ سے لازم آتا ہی کہ بعض چیزیں اللہ کی ہوں اور بعض غیر کی اور اللہ تعالےٰ کو بعض اشیاء کا علم ہو بعض کا نہ ہو (معاذ اللہ)

ایجاد کر دیا غالباً حدیث تلقیح کے ترجمہ میں تصرف بیجا کیا۔ اب مین وضاحت کے لئے اِس حدیث کو مع شرح ملا علی قاری رحمہ اللہ کے نقل کرتا ہون سشرح شفا قاضی عیاض کے صفحہ ۲۹ جلد اول میں علامہ علی قاری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے روشن معجزات میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کے واسطے معارف جزئیہ اور علوم کلیہ اور مدرکات ظنیہ اور یقینیہ اور اسرار باطنہ اور انوار ظاہرہ جمع کئے اور آپ کو دُنیا و دین کی تمام مصلحتوں پر اطلاع دیکر خاص کیا اسپر یہ اشکال وارد ہوسکتا ہے ایک مرتبہ حضرت نے ملاحظہ فرمایا کہ انصار تلقیح نخل کر رہے تھے یعنی خرما کی نر کی کلی کو مادہ کی کلی مین رکھتے تھے تاکہ وہ حاملہ ہو اور پھل زیادہ آئے آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اگر ایسا نہ کرتے تو شاید بہتر ہوتا لوگون نے چھوڑ دیا بس پھل نہ آئے یا کم اور خراب آئے تو آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے دنیوی کاموں کو خوب جانتے ہو اس اشکال کے جواب میں کہا گیا کہ آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے خود گمان فرمایا تھا اور کوئی وحی اس بارہ میں نازل نہ ہوئی تھی شیخ سنوسی رح نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اُنکو خرق خلاف عوائد پر برانگیختہ کرنے اور باب توکل کی طرف پہنچانے کا ارادہ کیا تھا اُنہون نے اطاعت نہ کی اور جلدی کی تو حضرت نے فرمادیا کہ تم اپنے دُنیا کے کام کو خود ہی جانو۔ اگر وہ سال دو سال اطاعت کرتے اور تلقیح نہ کرتے اور امر نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا امتثال کرتے تو انھیں تلقیح کی محنت نہ اٹھانی پڑتی چنانچہ وہ عبارت یہ ہے (من معجزاته الباهرة ای ایاته الظاهرة (ما جمعه الله له من المعارف) ای الجزئیة (والعلوم) ای الکلیة والمدرکات الظنیة والیقینیة والاسرار الباطنة والانوار الظاهرة (وخصه من الاطلاع علی جمیع مصالح الدنیا والدین) ای ما یتعلق باصلاح الامور الدنیویة والاخرویة واستشکل بانه صلی الله تعالی علیه وسلم وجد الانصار یلقحون النخل فقال لو ترکتموه فترکوه فلم یخرج شیئا او خرج شیصا فقال انتم اعلم بامر دنیاکم واجیب بانه کان ظنا منه

حدیث تلقیح پر مخالفین کا شبہ اور اس کا جواب

حضور کو دُنیا و دین کا علم مرحمت ہوا۔

لا دحیاد قال الشیخ سیدی محمد السنوسی ارادان یحملھم علے خرق العوائد فی ذلك الی باب التوکل واما ھناك فلم یمتثلوا فقال انتم اعرف بدنیاکم ولو امتثلوا وتحملوا فی سنة اوسنتین لکفوا امر ھذہ المحنة اب علامہ سنوسی کی تقریر سے ظاہر ہوگیا کہ آں حضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے جیسا فرمایا تھا وہ حق اور سچا تھا اگر اُس کے موافق عمل کیا جاتا تو بیشک تمام تکلیفیں رفع ہوجاتیں جو تلقیح میں اُٹھانی پڑتی ہیں چنانچہ علامہ علی قاری رحمہ الباری اسی شرح شفا کی جلد ثانی میں صفحہ ۳۳۲ پر تحریر فرماتے ہیں وعندی انہ علیہ السلام ارادامتحانا فی ذلك الظن ولو تثبتوا علے کلامہ لفاقوا فی الفن ولارتفع عنھم کلفة التلقیح فانما وقع التغیر بحسب جریان العادة الا تری ان من تعود باکل شئ او شرب یتفقدہ فی وقتہ واذا لم یجدہ یتغیر عن حالہ فلو صبروا علے نقصان سنة او سنتین لرجع النخیل الی حالہ الاول وربما کان یزید علے قدرہ المعمول وفی القصة اشارة الی التوکل وعدم المبالغة فی الاسباب وغفل عنہ ارباب المناصب من الاصحاب واللہ اعلم بالصواب شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے یہ فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ و علے آلہ واصحابہ وسلم کو اس طرف التفات نہ تھا یہ فرمایا کہ والا وے صلے اللہ تعالے علیہ وسلم دانا تر است از ہمہ در ہمہ کارہائے دنیا و آخرت۔ فصل الخطاب میں علامہ قیصری سے نقل کیا ہے کہ آن حضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم پر زمین و آسمان میں کچھ ذرہ بھر بھی پوشیدہ نہیں اگرچہ بشریت کے اعتبار سے یہ فرما دیں کہ تم دنیا کا کام خوب جانتے ہو وہ عبارت فصل خطاب کی یہ ہے ولا یعزب عن علمہ صلے اللہ علیہ وسلم مثقال ذرة فی الارض ولا فی السماء من حیث مرتبتہ وان کان یقول انتم اعلم بامور دنیاکم پھر کسی سادہ لوح کا یہ کہنا کہ حضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کے امور میں تم مجھ سے زیادہ جاننے والے ہو بالکل ناانصافی ہے۔ بھلا (مجھ سے) کس لفظ کا ترجمہ ہے جانب مخالف نے اسکو قرینہ تخصیص بنایا ہے کوئی پوچھے کہ کتاب کے عموم کی

جانب مخالف کی ذہانت کا جوش

تخصیص خبر واحد سے ہو سکتی ہے اور خبر واحد بھی ایسی جس سے وہ مراد حاصل نہیں جسکے لیے جانب مخالف نے اس کو نقل کیا۔

این گل دیگر شگفت۔ جانب مخالف کو تخصیص عام میں وہ جوش آیا کہ کریمۂ والسارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیھما جزاء بما کسبا نکالا من اللہ واللہ عزیز حکیم میں بھی ما کو خاص کر ڈالا اور یہ کہدیا **قولہ** اگر اس عام کو ظاہر سے نہ پھیریں اور خاص کسب سرقہ مراد نہ لیں تو لازم آتا ہے کہ جس سارق نے سرقہ کے ساتھ زنا بھی کیا اور شراب خمر وغیرہ مختلف منہیات شرعیہ کا مرتکب ہوا سب کی جزا میں فقط قطع ید کافی ہوجاوے انتہی ملخصا۔

اقول۔ کسی اسلامیہ مدرسہ کا ایک چھوٹا سا لڑکا جو اصول شاشی شروع کر چکا ہو سنتے ہی کہدیگا کہ اس آیہ میں ما کو اصولیوں نے عام کہا اور اس کے عموم سے استدلال کر کے مسائل دینیہ نکالے ہیں مجھ کو تعجب ہے کہ جانب مخالف کیسے عقلمند ہیں جنہوں نے ایسی لچریات لکھی سنو صاحب سارق کے معنے شاید آپکو معلوم نہیں ہیں۔ وہ اسم فاعل ہے اور اسم فاعل اس اسم مشتق کا نام ہے کہ جو من قام بہ الفعل کیلئے وضع کیا گیا ہو تو سارق کا مدلول مطابقی من قام بہ السرقہ ہے اور اس کو سارق صرف سرقہ کے اسکے ساتھ قایم ہونے کی وجہ سے کہتے ہیں۔ پس سارق من حیث ہو سارق کا کسب بجز سرقہ یا اس کے متعلق کے اور کچھ ہو نہیں سکتا۔ زنا زانی کا فعل ہے نہ سارق من حیث ہو سارق کا وعلی ہذا القیاس پس سارق من حیث ہو سارق کا کسب جو کچھ بھی ہے وہ سرقہ یا متعلق سرقہ ہے اسپر بے شک حد سرقہ جاری ہوگی اسی واسطے جناب باری تعالی نے الرجل والمرأۃ فاقطعوا ایدیھما بعد سرقتھما جزاء بما کسبا نہ فرمایا کہ ما کو خاص کرنا پڑتا۔ اصول فقہ میں صریح ہے ان القطع جزاء جمیع ما اکتسبہ السارق اس سے بھی ظاہر کہ سارق من حیث ہو سارق کا کسب بجز سرقہ اور اسکے متعلقات کے کچھ بھی نہیں اگر اسکا سمجھنا دشوار ہے تو کسی جاہل سے ہی دریافت کر لیں کہ چور کا کیا کام ہے وہ فوراً کہدیگا کہ چوری۔ اب تو جانب مخالف کو بے قرینہ ہی عام کے خاص کر ڈالنے میں بڑی مشق ہو گئی ہے مجھے خوف ہے کہ کہیں

لله مافی السمٰوٰت ومافی الارض کے ما کے عموم پر ! اللہ انصاف کریں اشہادت
نصیب کرے۔ اس کے بعد جانب مخالف نے اور کچھ کاغذ بیفائدہ سیاہ کر کے یہ لکھا ہے
قولہ قل لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ وما یشعرون
ایان یبعثون یعنی کہو اے محمد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کہ نہیں جانتا جو کوئی کہ آسمانوں اور
زمین میں ہے۔ غیب کی بات کو مگر اللہ تعالےٰ جانتا ہے اور وہ نہیں جانتے کہ کب اٹھائے جائینگے
اقول اس آیہ شریفہ میں بھی نفی علم ذاتی ہی کی ہے اور یہی مطلب ہے کہ خود بخود نہیں جانتے
یہ مطلب نہیں کہ بتانے سے بھی نہیں جان سکتے جیسا کہ عجیب الفہم جانب مخالف نے سمجھا ہے
چنانچہ روض النضیر شرح جامع صغیر میں امام مناوی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں اما قولہ لا یعلم
نفسر بانہ لا یعلمہا احد بذاتہ ومن ذاتہ الا ھو امام نووی کے فتاوی میں ہے
مسئلۃ ما معنی قول اللہ تعالیٰ لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ
واشباہ ذلک مع انہ قد علم ما فی غد من معجزات النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام
وفی کراما اولیاء رضی اللہ عنہم الجواب معناہ لا یعلم ذلک استقلالا و
اما المعجزات والکرامات فحصلت باعلام اللہ لا استقلالا اور امام ابن حجر مکی
رحمہ اللہ کے فتاوے حدیثیہ میں ہے معناہا لا یعلم ذلک استقلالا وعلم احاطۃ
بکل المعلومات الا اللہ تعالیٰ واما المعجزات والکرامات فباعلام اللہ تعالےٰ
لھم علمت وکذا ما علم باجراء العادۃ شرح شفا خفاجی میں ہے ھذا لا ینافی الآیات
الدالۃ علی انہ لا یعلم الغیب الا اللہ تعالیٰ فان المنفی علمہ من غیر واسطۃ و
اما اطلاعہ علیہ باعلام اللہ تعالیٰ فامر متحقق بقولہ فلا یظہر علی غیبہ
احدا ان عبارات سے خوب واضح ہوگیا کہ آیہ شریفہ مسطورہ بالا میں علم بذاتہ ومن
ذاتہ کی نفی کی ہے اور جو تعلیم الٰہی سے ہو اس کی نفی نہیں بلکہ ایسا علم انبیا و اولیا کو حاصل ہے
اور پچھلی عبارت نے تو فیصلہ کر دیا کہ جتنی آیتوں میں غیب کی نفی ہے ان کا یہی مطلب ہے کہ غیب
بے واسطہ سوائے خداوند کریم کے اور کسی کے لئے نہیں لیکن بواسطہ تعلیم الٰہی بیشک
انبیاء اور اولیاء کے لئے ثابت ہے چنانچہ کریمہ فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضیٰ

[illegible]
جیسے مجموعہ فتاوی
[illegible]
مولوی رشید احمد گنگوہی
[illegible] رسالہ
اور کشف الغطا [illegible]
اور رسالوں میں بھی
سے معجزات جواب
بحال ملاحظہ فرمائیں

[illegible]

من رسول سے ظاہر ہے۔ حق تو بحمد اللہ تعالٰی واضح ہے مگر منکر متعصب کی چشم بصیرت وا نہیں قولہ ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث ویعلم ما فی الارحام وما تدری نفس ماذا تکسب غدا وما تدری نفس بای ارض تموت ان اللہ علیم خبیر۔ بیشک اللہ جو ہے اسی کے پاس ہے قیامت کی خبر اور برساتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ رحموں میں ہے لڑکا لڑکی پورا ناقص اور نہیں جانتا کوئی نفس کہ کیا کمائی کریگا کل اور نہیں جانتا کوئی نفس کہ کس زمین میں مرے گا بیشک اللہ ہی سب جانتا ہے۔ خبردار۔

اقول۔ یہ آیہ شریفہ منکرین کی بڑی دستاویز ہے کہ اس کو ہمیشہ بے سمجھے پڑھ دیا کرتے ہیں اُن کے خیال میں یہ ہے کہ یہ آیت حضور اقدس صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے عالم جمیع اشیاء ہونے پر نص ہے فقیر جیسا کہ بارہا کہہ چکا ہے کہ قرآن شریف میں اور نیز احادیث میں جہاں کہیں ایسے کلام ہیں اُن سے نفی اس علم کی مقصود ہے کہ جس پر دلیل نہیں اور جو حق سبحانہ تعالٰے نے خود تعلیم فرماتے ہیں اُن کی نفی کیونکر ہو سکتی ہے کیا کوئی عاقل کہہ سکتا ہے کہ ان آیات کا یہ مطلب ہو کہ کسی مخلوق کو غیب کا علم خداوند عالم جل شانہ کے بتانے پر بھی نہیں نعوذ باللہ یہ کوئی ہرگز نہیں کہہ سکتا بیشک اس نے جس کو تعلیم فرمایا اس کے سامنے جمیع اشیاء ظاہر ہیں ہاں اگر یہ مدعا ہے کہ ان اشیاء کا علم بے تعلیم الٰہی کسی کو نہیں تو مسلم اور اگر یہ مطلب ہو کہ اللہ تعالٰے جل شانہ کے بتانے سے بھی کسی کو معلوم نہیں ہوتا تو سخت بیدینی ہے اور اگر یہ منشاء ہے کہ اللہ جل شانہ نے کسی کو ان اشیاء کا علم عطا ہی نہیں فرمایا تو بھی غلط چنانچہ مشکوٰۃ شریف۔ کی کتاب الایمان کی پہلی حدیث میں ہے کہ جب جبرئیل علیہ السلام نے سرور اکرم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم سے وقت قیام قیامت دریافت کیا تو آنحضرت سراپا رحمت صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے ما المسئول عنها باعلم من السائل فرما کر یہی آیہ شریفہ جو جانب مخالف نے نقل کی تلاوت فرمائی اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اشعۃ اللمعات میں یہ تحریر فرمایا۔ مراد آنست کہ بے تعلیم الٰہی بحساب عقل ہیچ کس اینہا را نداند آنہا از امور غیب اند کہ جز خدا

کسے آنرا نداند مگر آنکہ خدائے تعالےٰ از نزد خود کسے را بوحی والہام بداناند۔ اب ایک فارسی داں بھی سمجھ سکتا ہے کہ جس کو جناب حق سبحانہ تعالیٰ نے یہ علم تعلیم فرما دیا اس سے اس آیت میں علم کی نفی نہیں ہے بلکہ صرف اسی شخص سے ہے جو اٹکل سے ان علوم کے جاننے کا مدعی ہو۔ علامہ ابراہیم بیجوری شرح قصیدہ بردہ ص۹۲ میں فرماتے ہیں ولم یخرج صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من الدنیا الا بعد ان اعلمہ اللہ تعالےٰ بہذہ الامور الخمسۃ کتاب ابریز صفحہ ۱۵۱ میں ہے قلت للشیخ رضی اللہ عنہ فان علماء الظاہر من المحدثین وغیرہم اختلفوا فی النبی صلے اللہ علیہ وسلم ہل کان یعلم الخمس المذکورات فی قولہ تعالےٰ ان اللہ عندہ علم الساعۃ الآیۃ فقال کیف یخفٰی امر الخمس علیہ صلے اللہ علیہ وسلم والواحد من اہل التصرف من امتہ الشریفۃ لا یمکنہ التصرف الا بمعرفۃ ہذہ الخمس یعنی میں نے اپنے شیخ عبدالعزیز عارف رحمہ اللہ سے عرض کیا کہ علماء ظاہر یعنی محدثین وغیرہ کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کو ان پانچ چیزوں کا علم تھا کہ جن میں آیۃ ان اللہ عندہ علم الساعۃ الخ وارد ہوئی تو شیخ رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ ان پانچوں کا علم حضور پر کیسے مخفی رہ سکتا ہے جبکہ ایک صاحب تصرف امتی کو بغیر ان پانچوں کے علم کے تصرف ممکن نہیں۔ اس عبارت نے واضح کر دیا کہ حضور اور حضور کے خدام ان پانچوں کے عالم ہیں خلاصہ یہ ہے کہ سرور اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو اس عالم سے تشریف لیجانے کے قبل ان پانچوں چیزوں کا علم عطا ہو گیا تھا۔ چونکہ اب اختصار پر نظر ہے اس لئے اس موقع پر صرف ان تین گواہوں پر کفایت کر کے مزید اطمینان کے لئے جدا جدا ثابت کیا جاتا ہے ان پانچوں میں سے ہر ایک کا علم سرور اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو حاصل ہے اور سوائے قیامت کے اور چیزوں کی خبریں لوگوں کو اکثر حضرت نے سنائی ہیں تفسیر روح البیان جلد ۴ کے ص۳۶۹ پر آیۃ یسئلونک عن الساعۃ ایان مرسٰہا کے تحت میں ہے قد ذہب بعض المشائخ الی ان النبی صلے اللہ

علیہ وسلم کان یعرف وقت الساعۃ باعلام اللہ تعالی وھو لا ینافی الحصر
فی الایۃ کما لا یخفی فتوحات وہبیہ شرح اربعین نوویہ کے صفحہ ۴۲ میں ہے فان
قیل قولہ صلے اللہ علیہ وسلم بعثت انا والساعۃ کھاتین یدل علی ان
عندہ منھا علما والایات تقتضی ان اللہ تعالی متفرد بعلمھا فالجواب کما قال
الحلیمی ان معناہ انا النبی الاخیر فلا یلیہ نبی اٰخر وانما تلیہ القیمۃ والحق
کما قال جمع ان اللہ سبحانہ وتعالی لم یقبض نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام
حتی اطلعہ علی کل ما ابھمہ عنہ الا انہ امر بکتم بعض والاعلام ببعض
ان عبارتوں سے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو وقت قیامت
بتعلیم الٰہی معلوم تھا بلکہ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے ان تمام چیزوں کا
علم دیکر اس عالم سے اٹھایا کہ جن کو آپ سے مبہم رکھا تھا اور بعض علوم کے پوشیدہ
رکھنے اور بعض کے ظاہر کرنے کا حکم دیا اور مینہ کے بارہ میں بھی آیت کے یہ معنی نہیں
کہ تعلیم الٰہی بھی کوئی مینہ برسنے کا وقت نہیں جان سکتا مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۷۳ میں

مینہ کا بیان

ایک طویل حدیث ترمذی کی نواس بن سمعان کی روایت سے باب العلامات بین یدی
الساعۃ میں رسول اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے یہ الفاظ مروی ہیں ثم
یرسل اللہ مطرا لا یکن منہ بیت مدر ولا وبر جس سے صاف ظاہر ہے کہ بعد
فتنہ یاجوج وماجوج کے اللہ تعالےٰ ایک عالمگیر مینہ بھیجے گا جس سے کسی شہر یا
گاؤں کا کوئی مکان خالی نہ رہے گا الخ اور اسی مشکوٰۃ شریف کے ص۴۸۱ باب لا تقوم
الساعۃ الا علی شرار الناس میں عبد اللہ بن عمرو کی روایت میں یہ الفاظ مروی ہیں ثم
یرسل اللہ مطرا کانہ الطل فینبت منہ اجساد الناس اس حدیث سے معلوم
ہوتا ہے کہ جب سب آدمی مر جائیں گے تو اللہ تبارک وتعالےٰ مینہ کو بھیجے گا گویا کہ وہ
شبنم ہے پس اس مینہ سے آدمیوں کے جسم اُگیں گے ۔ اب خوب ثابت ہو گیا کہ سرورِ
اکرم نے مینہ برسنے کی خبر قبل از وقت سنائی اور قبل از وقت بھی کبھی سینکڑوں سال
پہلے اب یہ بھی خیال رکھئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بدولت یہ دولت

آپ کے خادموں کو بھی میسر ہے چنانچہ تفسیر عرائس البیان میں اسی آیت شریفہ کے تحت میں فرمایا ہے ولکن کثیرا ما سمعت من الاولیاء یقول یمطر السماء غدا او لیلا فیمطر کما قال کما سمعنا ان یحیی بن معاذ کان علی راس قبر ولی وقت دفنه وقال لعامة من حضروا ان هذا الرجل من اولیاء الله الٰهی ان کنت صادقا فانزل علینا المطر قال الراوی فنظرت الی السماء وما رائت فیها راحة سحاب فانشاء الله سبحانه سحابه مثل ترس فمطرت فرجعنا مبتلین خلاصہ یہ کہ میں نے اولیا سے یہ بہت سنا ہے کہ کل کو مینہ برسے یا رات کو پس برستا ہے یعنی اسی روز کہ جس روز کی انہوں نے خبر دی ہے اور ہم نے سنا ہے کہ یحیٰی بن معاذ ایک ولی کے دفن کے وقت قبر پر موجود تھے اور انہوں نے عام حاضرین سے کہا یہ شخص یعنی جو دفن کیے گئے ہیں ولی ہیں اور یا الٰہی اگر میں سچا ہوں تو مینہ برسا دے۔ راوی نے کہا کہ میں نے آسمان کی طرف دیکھا تو بادل کا پتہ نہ تھا پس اللہ نے بادل پیدا کر کے مینہ برسایا کہ ہم لوٹ کر بھیگے ہوئے آئے۔

آپ کا علم کہ بیٹی کیا ہے

(۳) اور اسی طرح آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے ما فی الارحام کی بھی خبر دی یعنی قبل پیدا ہونے کے بتا دیا کہ لڑکا ہوگا یا لڑکی چنانچہ امام مہدی کے پیدا ہونے کی خبر جو آنحضرت نے سنائی ہے اور صحیح حدیثوں میں مذکور اور عام لوگوں کی زبانوں پر ہے صاف بتا رہی ہے کہ آپ کو لڑکا پیدا ہونے کی خبر اس وقت سے ہے کہ جب نطفہ بھی باپ کی پیٹھ میں نہیں بلکہ اس سے بھی بہت پہلے۔ ایسے ہی حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امام حسین علی جدہ وعلیہ السلام کے پیدا ہونے کی خبر دی چنانچہ مشکوٰۃ شریف کے ص۵۶۹ باب مناقب اہل بیت میں بروایت ام فضل وارد ہے کہ ام فضل نے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے آج شب ایک نہایت ناپسند خواب دیکھا ہے فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ کیا عرض کیا کہ وہ بہت سخت ہے فرمایا کیا ہے؟ عرض کیا میں نے دیکھا ہے کہ گویا ایک ٹکڑا حضور کے جسم کا کاٹا گیا اور میری گود میں رکھا گیا حضرت نے فرمایا کہ یہ خواب تو اچھا ہے انشاء اللہ تعالےٰ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہا) کے لڑکا ہوگا اور وہ تیری گود میں ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ الفاظ حدیث کے یہ ہیں قلد فاطمۃ ان شاء اللہ غلاما یکون فی حجرك ذرا تفسیر عرائس البیان میں یعلم ما فی الارحام کے تحت صفحہ ۴۴ میں ملاحظہ کیجئے فرماتے ہیں سمعت ایضا من بعض اولیاء اللہ انہ اخبر ما فی الرحم من ذکر و انثیٰ و رأیت بعینی ما اخبر حاصل یہ کہ میں نے بعض اولیاء اللہ سے یہ بھی سنا کہ انہوں نے ما فی الرحم کی خبر دی کہ پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی اور میں نے اپنی آنکھ سے دیکھ لیا کہ انہوں نے جیسی خبر دی ویسا ہی وقوع میں آیا۔

ذرا بستان المحدثین حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ کی ملاحظہ ہو کہ وہ ص۱۲ میں فرماتے ہیں نقل می کنند کہ والد شیخ ابن حجر را فرزند نمی زیست کشیدہ خاطر بحضور شیخ رسید شیخ فرمود از پشت تو فرزندے خواہد برآمد کہ بعلم خود دنیا را پر کند یعنی شیخ ابن حجر عسقلانی کے والد ماجد کی اولاد زندہ نہیں رہا کرتی تھی ایک روز رنجیدہ ہوکر اپنے شیخ کے حضور میں پہنچے شیخ نے فرمایا کہ تیری پشت سے ایسا فرزند ارجمند پیدا ہوگا کہ جسکے علم سے دنیا بھر جائیگی۔ چنانچہ ابن حجر پیدا ہوئے۔ اب ذرا انصاف فرمایئے کہ ایک ولی کو تو خبر ہے کہ بیٹا ہوگا اور اسکا عالم ہونا بھی معلوم مگر رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہی کو خبر نہ ہوگی کہ پیٹ میں کیا ہے صاحبو للہ انصاف اور اسی طرح کل کی بات کا جاننا۔ اس کے متعلق بھی تفسیر عرائس البیان ص۱۴۹ جلد ۲ میں یوں مسطور ہے سمعت واقعۃ عنہم قبل المجی یعنی میں نے اولیاء سے اکثر اگلے روز کا واقعہ قبل آمدن کے سنا ہے اور رسول اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے تو قیامت تک کی خبریں دیدیں چنانچہ مشکوٰۃ شریف ص۵۴۳ باب معجزات میں بروایت عمرو بن اخطب انصاری مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم کو ایک روز رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے امام ہوکر نماز فجر پڑھائی پھر منبر پر چڑھکر ظہر تک خطبہ کیا پھر اتر کر نماز پڑھی پھر منبر پر چڑھکر عصر تک خطبہ کیا پھر اتر کر نماز پڑھی پھر منبر پر چڑھکر غروب تک خطبہ کیا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے اس کی خبر دیدی۔ پس ہم میں وہی سب سے زیادہ عالم ہے جو سب سے زیادہ یاد رکھنے والا ہے الفاظ حدیث کے

ہیں صلی بنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یوماً الفجر وصعد علی المنبر فخطبنا حتی حضرت الظہر ثم نزل فصلی ثم صعد المنبر حتی غربت الشمس فاخبرنا بما ھو کائن الی یوم القیمۃ قال فاعلمنا احفظنا رواہ مسلم دو چار باتیں ہوں تو گن لیں کہ حضرت نے فلاں کی خبر دی جب آنہوں نے قیامت تک کے احوال بتا دیئے تو کہاں تک گنے جاویں لیکن مخالفین کی سختی دیکھ کر اس موقع پر ایک اور حدیث جس میں صاف لفظ غدلہ موجود ہے نقل کیجاتی ہے تاکہ پھر کسی طور پر انکار کی مجال نہو وہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے یوم خیبر میں فرمایا کہ میں کل کو ضرور یہ جھنڈا ایسے شخص کو دونگا کہ اللہ اُس کے ہاتھ پر فتح کرلے گا اور وہ شخص اللہ اور اللہ کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اُس کا رسول اُس شخص کو دوست رکھتے ہیں چنانچہ الفاظ اس حدیث کے کہ بروایت سہل ابن سعد سرکار اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں اور مشکوٰۃ شریف کے صـ٥٦٣ باب مناقب علی بن ابی طالب میں موجود ہیں یہ ہیں قال یوم خیبر لاعطین ھذہ الرایۃ غدا رجلا یفتح اللہ علی یدیہ یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ اور یہیں مخالفین کے اس شبہ کا بھی جواب سن لینا چاہیئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان لڑکیوں کو جنہوں نے اپنے آبا مقتولین یوم بعاث کا مرثیہ گانے میں وفینا نبی یعلم ما فی غد کہہ دیا تھا یہ فرمایا کہ اس قول کو چھوڑ دے اور جو کچھ کہہ رہی تھی وہی کہے جاؤ۔ یہ بھی وہابیوں کا ایک بڑا اعتراض ہے اس کو اُنکے مرشد نے تقویۃ الایمان میں بھی لکھا ہے۔ اور مولوی غلام محمد راندہیری نے غیبی رسالہ میں اور مخالفین نے اپنی اپنی تحریروں میں لکھا ہے ہر چند کہ اوپر کی منقولہ عبارات سے منصف مزاج آدمی دریافت کر سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ما فی غد بتا دیا اور آپ کو اس کا علم تھا پھر یہ اعتراض قابل جواب نہیں مگر دفع کے لیئے مرقاۃ المفاتیح سے اس کی شرح بھی نقل کیجاتی ہے وانما منع القائلۃ بقولھا وفینا نبی الخ لکراھۃ نسبۃ علم الغیب الیہ لانہ لا یعلم الغیب الا اللہ وانما یعلم الرسول

حضرت نے منبر پر قیام فرما کر قیامت تک ہونیوالی ہر ایک بات بتلائی

حضرت کا کل یا اتبتا جسکا مولوی اسمعیل مولوی خرم علی وغیرہ تمام مخالفین کو انکار ہے

[illegible]

لہ چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ حدیث میں موجود ہے ۱۲

من الغیب ما علمہ اولکراھۃ ان یذکر فی اثناء ضرب الدف واثناء مرثیۃ لقتلی لعلو منصبہ عن ذلك اس سے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے ان لڑکیوں کو اسواسطے منع کردیا کہ انہوں نے غیب کی نسبت مطلقاً آنحضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی طرف کردی تھی در آنحالیکہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام بتعلیم الہٰی جانتے ہیں یا اس واسطے کہ آنحضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے اس بات کو مکروہ جانا کہ دف بجانے میں آپکا ذکر کیا جائے یا مقتولین کا مرثیہ گانے میں آپ کی ثنا کیجائے اس لئے کہ یہ آپکے علوئے منصب کے خلاف تھی رہی یہ بات کہ کوئی نہیں جانتا کہ کہاں مریگا۔ اس کے متعلق بھی تفسیر عرائس البیان میں ملاحظہ کیجئے۔ وربما قالوا انی امرت بموضع کذا ومنھم ابوغریب الاصفہانی قدس اللہ روحہ مرض فی شیراز فی زمان الشیخ ابی عبد اللہ بن حنیف قدس روحہ وقال اذا مت فی شیراز فلا تدفنونی الا فی مقابر الیہود فانی سالت اللہ ان اموت فی طرطوس فبرأ ومضی الی طرطوس ومات بھا رحمۃ اللہ علیہ حاصل یہ کہ اولیاء اللہ نے اکثر کہا ہے کہ میں فلاں جگہ مروں گا اور انہی میں سے ابوغریب اصفہانی رحمہ اللہ بھی ہیں کہ وہ بھی شیراز میں ابو عبد اللہ بن حنیف رحمہ اللہ کے زمانہ میں مریض ہوکر کہنے لگے کہ اگر میں شیراز میں مروں تو مجھ کو مقابر یہود[1] میں دفن کرنا کیونکہ میں نے اللہ سے سوال کیا ہے کہ میں طرطوس میں مروں پس وہ اچھے ہوگئے اور طرطوس جاکر وفات پائی کیا اب بھی کسی مسلمان کو شک ہوسکتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو یہ علم بتعلیم الہی حاصل نہ تھا جو آپکے امتیوں کیلئے بھی ثابت ہوگیا۔ خود ہمارے حضرت نے اپنی وفات کی جگہ بتادی چنانچہ معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجتے وقت حضور صلے اللہ تعالے علیہ وسلم خود انکے ساتھ وصیت فرماتے ہوئے تشریف لائے اور جب وصیت فرما چکے تو فرمایا اے معاذ قریب ہے کہ اس سال کے بعد ہماری تمہاری ملاقات نہو اور شاید کہ تم میری اس مسجد اور قبر پر گزرو۔ یہ کلمہ جانگزا سنکر معاذ رضی اللہ تعالی عنہ فراق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال

[illegible]

---

[1] یعنی ہمیں یقین تھا کہ میں طرطوس جاکر موت آنے کی [illegible] سے فرمایا کہ اگر میں شیراز میں مر جاؤں تو مجھے یہودیوں کے گورستان میں دفن کرنا یعنی مجھے شیراز میں ہرگز موت نہ آنے گی منہ سلمہ اللہ تعالے۔

سے بیقرار ہو کر رونے لگے مشکوٰۃ شریف میں ہے وعن معاذ بن جبل قال لما بعثہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی الیمن خرج معہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوصیہ ومعاذ راکب ورسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یمشی تحت راحلتہ فلما فرغ قال یا معاذ انک عسی ان لا تلقانی بعد عامی ھذا ولعلک ان تمر بمسجدی ھذا وقبری فبکی معاذ جشعا لفراق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکے علاوہ اور بہت سی حدیثیں ان مضامین کو ثابت کرتی ہیں جنکے نقل کی اس مختصر میں گنجائش نہیں ویلکے احوال بھی بکثرت ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے انکو یہ علوم عطا فرمائے ہیں شیخ ولی الدین ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی اکمال فی اسماء الرجال صفحہ ۶۲۴ میں امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حال میں لکھتے ہیں قال المزنی دخلت علی الشافعی فی علتہ التی مات فیھا فقلت کیف اصبحت قال اصبحت من الدنیا راحلا وللاخوان مفارقا ولکاس المنیۃ شاربا ولسوء اعمالی ملاقیا وعلی اللہ واردا یعنی مزنی نے کہا کہ جس مرض میں امام شافعی رحمہ اللہ نے وفات پائی اسمیں میں انکے پاس گیا اور میں نے کہا کہ آپنے کس حال میں صبح کی فرمایا اس حال کہ میں دنیا سے سفر کرنیوالا ہوں۔ اپنے بھائیوں سے جدا ہونیوالا ہوں موت کا جام پینے والا ہوں اپنے سوء اعمال سے ملنے والا ہوں۔ اللہ پر وارد ہونیوالا ہوں۔ کہئے صاحب یہاں تو امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنی وفات کی خبر دی اور آپ کو ابھی سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم میں بھی شبہ ہو اب بخوبی ثابت ہوگیا کہ اس آیت سے نفی علم عطائی کی سمجھنا مخالفین ہی کا کام ہے اور اسی مضمون کے قریب قریب ایک دوسری آیت جو ہمیشہ مخالفین کی زبانوں پر رہتی ہے اور جس سے بے محل استشہاد کیا جاتا ہے یہ ہے وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو یعنی اللہ ہی کے پاس ہیں غیب کی کنجیاں نہیں جانتا ہے کوئی اس کو مگر وہی اس آیت سے بھی نفی علم عطائی کی ثابت کرنا ظلم ہے۔ تفسیر عرائس البیان میں اسی آیہ کے تحت میں مسطور ہے قال الجریری لا یعلمھا الا ھو ومن یطلعہ علیھا من صفی وخلیل وحبیب وولی یعنی جریری نے کہا کہ مفاتح غیب کو کوئی نہیں جانتا مگر اللہ اور وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ اس پر اطلاع دے خواہ وہ صفی ہو خلیل یا حبیب یا ولی

نوٹ: صحیح براہین قاطعہ صفحہ ۵۹ میں بھی یہ آیت پیش کی اور یہی رسالہ صفحہ ۳ اور کشف الظلمۃ صفحہ ۸ اور سیر الغیب صفحہ ۳ میں بھی

آیۃ وعندہ مفاتح الغیب سے نفی علم عطائی کی ثابت کرنا ظلم ہے

اور اس سے چند سطر اوپر اسی تفسیر میں لکھا ہے وقولہ لا یعلمہا الا ھو ای لا یعلمہا الاولون والاخرون قبل اظہارہ تعالی ذلک لھم یعنی اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالی کے ظاہر کرنے کے پہلے کوئی نہیں جان سکتا۔ اب خیال فرمایئے کہ کیا اس آیت سے ثابت ہو گیا کہ اللہ کی تعلیم سے بھی ان علوم کا کوئی عالم نہیں ہو سکتا نہیں ہرگز نہیں بلکہ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالے کے اظہار کے بعد اسکے اولیاء و اصفیاء تک کو ان مفاتیح غیب کا علم حاصل ہو جاتا ہے چہ جائیکہ سید الانبیاء صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو۔

الباب الثانی

ہرچند کہ گزشتہ تحریر علم نبی اکرم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی وسعت ثابت کرنے میں کافی ہے اور غور کرنے والے کو اسمیں محل انکار نہیں لیکن وہابیہ کی عادت ہے کہ وہ لوگوں کو چھوٹے چھوٹے نئے نئے شبہے بتلاتے رہتے ہیں اس لئے اس باب میں ان نئے شبہات کے مختصر جوابات لکھے جاتے ہیں تاکہ مسلمانوں کو آگاہی ہو اور وہابیہ کے افتراؤں سے بچیں **شبہہ اول** قرآن شریف کی بعض آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو غیب نہ تھا چنانچہ قل[1] لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب دوسری آیہ لو کنت[2] اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر اسپر دال ہے **جواب** ان آیتوں سے حضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے علم نہ ہونے پر دلیل لانا خود قرآن سے جاہل ہونیکی دلیل ہے یہاں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ میں غیب جاننے کا مدعی نہیں تواضع ہے جمل حاشیہ جلالین جلد ۲ صفحہ ۲۰۱ میں تفسیر خازن سے نقل کیا ہے فان قلت قد اخبر صلی اللہ علیہ وسلم عن المغیبات وقد جاءت احادیث فی الصحیح بذالک وھو من اعظم معجزاتہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم فکیف الجمع بینہ وبین قولہ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر قلت یحتمل ان یکون قالہ علی سبیل التواضع والادب والمعنی لا اعلم الغیب الا ان یطلعنی اللہ علیہ ویقدرہ لی ویحتمل ان یکون قال

بحث بعض [illegible] سورۃ انعام رکوع ۵ و ۲۸ [illegible] ایل حدیث کا [illegible] میں ہے

قل لا اقول لکم اور آیۃ لو کنت اعلم الغیب
دلیل کا اعتراض اور اسکا جواب

---

[1] کہدو اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کہ میں تم سے نہیں کہتا ہوں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ میں غیب جانتا ہوں

[2] اگر میں غیب جانتا ہوتا تو خیر زیادہ کر لیتا۔

ذالک قبل ان یطلعہ اللہ عزوجل علی علم الغیب اس عبارت کا حاصل مضمون یہ ہے کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بکثرت مغیبات کی خبریں دیں اور صحیح احادیث سے ثابت ہے اور غیب کا علم حضور کے اعظم معجزات میں سے ہے پھر آیہ ولو کنت اعلم الغیب الخ کے کیا معنی ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضور نے اپنی ذات جامع کمالات سے علم کی نفی تواضعا فرمائی اور معنی آیت کے یہ ہیں کہ میں غیب نہیں جانتا مگر اللہ تعالے کے مطلع فرمانے سے اور اس کے مقدر کرنے سے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ علم غیب عطا ہونے سے پہلے لو کنت الآیۃ فرمایا ہوا اور علم اس کے بعد عطا ہوا۔ غرضکہ یہ آیات حضرت محمد مصطفے صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے غیب نہ جاننے پر دلیل نہیں یا آیات مذکورہ کا یہ مطلب ہے کہ بالذات اور بالاستقلال غیب کا علم کسی کو نہیں ہمارے حضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے تو تعلیم الٰہی ہے چنانچہ تفسیر نیشاپوری میں ہے ای قل لا اعلم الغیب فیکون فیہ دلالۃ علی ان الغیب بالاستقلال لا یعلمہ الا اللہ خلاصہ یہ ہے کہ یہ آیت اس امر کی دلیل ہے کہ بالاستقلال کوئی غیب کا عالم نہیں سوائے خدا تعالے کے۔ علامہ شہاب خفاجی نسیم الریاض شرح شفائے قاضی عیاض میں فرماتے ہیں وقولہ لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر فان المنفی علمہ من غیر واسطۃ واما اطلاعہ علیہ باعلام اللہ تعالے فامر متحقق قال اللہ تعالی عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول یعنی آیہ لو کنت الخ میں اس علم کی نفی ہے جو بواسطہ ہو لیکن بواسطہ تعلیم الٰہی کے پس بیشک ہمارے حضرت کے لئے ثابت ہے جیسا کہ باری تعالے نے فرمایا عالم الغیب فلا یظہر الآیہ یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ آیۃ شریفہ میں لفظ لو کنت اعلم اور لاستکثرت اور ما مسنی سب صیغے ماضی کے ہیں جو زمانہ گزشتہ پر دلالت کرتے ہیں آیت شریفہ کا صاف مطلب یہ ہے کہ اگر میں زمانہ گزشتہ میں غیب کو جانتا تو بہت سی خیر جمع کر لیتا اور مجھ کو تنگی نہ پہنچتی۔ اگر جملہ عبارات مسطورہ بالا سے قطع نظر کر کے حسب منشاء مخالف یہ فرض کر لیا جائے کہ اس آیۃ شریفہ سے انکار غیب معلوم ہوتا ہے تو بھی ہمیں کچھ مضر نہیں اس لئے کہ اگر بالفرض آیت میں انکار ہے تو زمانہ گزشتہ میں حاصل ہونے کا انکار ہے کہ اگر میں پہلے غیب جانتا تو بہت سی خیر جمع کر لیتا اور برائی مجھ کو نہ پہنچتی۔ ان آیتوں میں اس

امر پر دلالت نہیں کہ میں اب بھی غیب نہیں جانتا یا آئندہ بھی مجھے اسکا علم نہ ہوگا پس اگر آیت میں بیان غیب ہے تو اسوقت کا بیان ہے کہ جسوقت حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب پر اطلاع نہ دی گئی تھی نہ اسکے بعد کا جیسا کہ اوپر حاشیہ جمل کی عبارت سے واضح ہو چکا۔

آیہ ومنہم من لم نقصص پر مخالفین کا اعتراض اور اسکا جواب

شبہہ دوم قرآن شریف میں ہے ومنہم من قصصنا علیک ومنہم من لم نقصص علیک اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حق سبحانہ تعالے نے ہمارے حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم سے بعض انبیاء کا قصہ نہیں کیا پھر وہ تمام چیزوں کے عالم کیونکر ہوتے؟

جواب۔ آیۃ شریفہ کی یہ مراد ہے کہ جتنے بواسطہ وحی جلی کے قصہ نہیں کیا یہ علم نہ ہونیکی دلیل نہیں اس لیئے کہ حق سبحانہ تعالے نے حضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بواسطہ وحی خفی کے اس پر مطلع فرمایا ہے چنانچہ ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۳ میں فرماتے ہیں ھذا لا ینافی قولہ تعالے (ولقد ارسلنا رسلا من قبلک منھم من قصصنا علیک ومنھم من لم نقصص علیک) لان المنفی ھو التفصیل والثابت ھو الاجمال والنفی مقید بالوحی الجلی والثبوت متحقق بالوحی الخفی ہمارے حضرت سیدنا ومولنا محمد مصطفٰے صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم نے فرمایا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی ہیں اور انمیں سے تین سو تیرہ رسول ہیں پس ہمارے حضرت کا انبیاء کی تعداد بتانا آیت کے منافی نہیں اس لیئے کہ آیت میں نفی تفصیل کی ہے اور اجمال ثابت ہے یا آیت کی نفی وحی جلی کے ساتھ مقید ہے اور ثبوت وحی خفی سے متعلق ہے۔

آیۃ لا تعلمہم نحن نعلمہم پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب

شبہہ سوم کلام اللہ میں ہے لا تعلمھم نحن نعلمھم اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو منافقین کے حال کی خبر نہیں۔

جواب اول تو اس آیت سے یہ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ سرور اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بتعلیم الٰہی بھی منافقین کے حال کا علم نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ اے محمد صلی اللہ تعالے علیہ وسلم تم منافقین کے حال کو اپنی فراست اور دانائی سے نہیں جانتے چنانچہ بیضاوی میں ہے تخفی علیک حالھم مع کمال فطنتک وصدق فراستک مگر حضرت بتعلیم الٰہی ضرور جانتے ہیں چنانچہ جمل جلد ۲ ص ۳۰۳ میں ہے معنی الآیۃ وانک یا محمد لتعرفن المنافقین فیما یعرضون بہ من القول من تہجین امرک وامر المسلمین وتقبیحہ والاستہزاء بہ فکان بعد ھذا لا یتکلم منافق عند النبی

صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الا عرفہ بقولہ ولیستدل البغوی کلامہ علی فساد باطنہ ونفاقہ دوم کہ یہ آیت پہلے نازل ہوئی اس کے بعد علم عطا فرمایا گیا چنانچہ اسی جمل میں تحت آیہ لا تعلمہم کے مسطور ہے فان قلت کیف نفی عنہ علمہ بحال المنافقین وثبتہ فی قولہ تعالیٰ ولتعرفنہم فی لحن القول فالجواب ان ایۃ النفی نزلت قبل ایۃ الاثبات فلا تنافی کذا فی پس اب ثابت ہوگیا کہ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منافقین کے حال کے بھی عالم ہیں۔

آیۂ ویسئلونک عن الروح حجۃ مانعین کا اعتراض اور اسکا جواب

شبہہ چہارم ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی الخ

مخالفین کی خوش فہمیوں نے انھیں اس امر پر آمادہ کردیا کہ وہ یہ کہتے پھرتے ہیں کہ حضرت سراپا رحمت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو روح کا علم نہ تھا۔

جواب سبحان اللہ جناب مخالف کس درجہ عقلمند ہیں بھلا یہ آیت کے کس لفظ کا ترجمہ کہ رسول اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو روح کا علم نہ تھا۔ آیت کا ترجمہ یہ ہے (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم سے روح کی نسبت سوال کرتے ہیں تم کہدو کہ روح میرے رب کے امر سے ہے) اس سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت کو اسکا علم نہ تھا اب محققین کا فیصلہ اس امر میں کیا ہے وہ ملاحظہ فرمایئے امام محمد غزالی رحمہ اللہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں ولا تظنن ان ذلک لم یکن مکشوفا لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فان من لم یعرف نفسہ فکیف یعرف اللہ سبحانہ ولا یبعد ان یکون ذلک مکشوفا لبعض الاولیاء والعلماء یعنی گمان نہ کر کہ رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر یہ ظاہر نہ تھا اس لیئے کہ جو شخص روح کو نہیں جانتا وہ اپنے نفس کو نہیں پہچانتا اور جو اپنے نفس کو نہیں پہچانتا وہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کو کیونکر پہچان سکتا ہے اور بعید نہیں ہے کہ بعض اولیاء اور علماء کو بھی اسکا علم ہو شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ جلد دوم میں فرماتے ہیں چہ گونہ جرأت کند

الروح فکانہ لم یعرف نفسہ ومن لم یعرف نفسہ

مومن عارف کہ نفی علم بحقیقت روح از سید المرسلین امام العارفین صلی اللہ علیہ وسلم کند و دادہ است

اورا حق سبحانہ تعالیٰ علم ذات وصفات خود و فتح کردہ بروے فتح مبین از علوم اولین وآخرین

روح انسانی چہ باشد کہ در جنب جامعیت وے قطرہ ایست از دریا و ذرہ ایست از بیدار

حضرت عائشہ صدیقہ پر تہمتی بابۃ کا احتمال اور
اسکا جواب

اس سے صاف ظاہر ہے کہ روح کا علم حضرت کے دریائے علم کا ایک قطرہ ہے اور حق تعالے نے حضرت کو وحی فرمایا

شبہہ نمبر کافروں نے حضرت عائشہ پر تہمت باندھی تھی حضرت کو نہایت رنج ہوا تھا جب بہت روزوں کے بعد خدا نے قرآن میں فرمایا کہ عائشہ پاک ہے کافر جھوٹے ہیں تب حضرت کو خبر ہوئی اگر آگے سے معلوم ہوتا تو کیوں غم ہوتا (از نصیحۃ المسلمین خرم علی بلہوری)

جواب سرمایۂ ناز مخالفین کا یہی شبہہ ہے جو ہر چھوٹے بڑے کو یاد کرا دیا گیا ہے اور اس بیباکی سے زبان پر آتا ہے کہ خدا کی پناہ پھر اگر انصاف سے غور فرمائیے تو کھل جائے کہ بجز ابلہ فریبی کے اور کچھ نہیں اللہ ہوش درست نصیب فرمائے تو سمجھ لینا کچھ مشکل نہیں ہے کہ بدنامی ہر شخص کو غم کا باعث ہوتی ہے اور پھر جھوٹی بدنامی اگر اپنی بدنامی ہوتے دیکھیں اور لوگوں کے طعن سنیں اور یقینا جانیں کہ جو ہمکو کہا جاتا ہے بالکل غلط اور سراسر بہتان ہے تو کیا حیادار دل کو رنج نہ ہوگا اور جو ہوگا تو وہ انکی بدگمانی کی دلیل ہو جائیگا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم حضرت سراپا رحمت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا کی نسبت کسی قسم کی بدگمانی نہ تھی پھر غم کیوں تھا صرف اس وجہ سے کہ کافروں کی یہ حرکت یعنی تہمت اور انکی شہرت پریشانی کا باعث ہو گئی تھی بوجہ غم کی تھی نہ اصل واقعہ کی ناواقفیت جیسا کہ شبہا زدہ کا خیال ہے تفسیر کبیر جلد ۶ مطبوعہ مصر میں ہے فان[لہ] قیل کیف جاز ان تکون امرأۃ النبی کافرۃ کامرأۃ نوح ولوط ولم یجز ان تکون فاجرۃ وایضا فلو لم یجز ذلک لکان الرسول اعرف الناس بامتناعہ ولو عرف ذلک لما ضاق قلبہ بما سأل عائشۃ کیفیۃ الواقعۃ قلنا الجواب عن الاول ان الکفر لیس من المنفرات

ص ۲۷۵

[لہ] جب کہا جاتا ہے کہ کیونکر ممکن ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی بیبیاں کافر ہوں جیسے کہ حضرت لوط اور نوح علیہم السلام کی مگر ان اہلیہ کا بدکار ہونا ممکن نہیں ہوتا کہ انبیاء علیہم السلام کی بیبیاں فاجرہ ہوں تو رسول اللہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کو ضرور معلوم ہوگا جب حضرت کو یہ معلوم ہوتا کہ یہ ممکن نہیں یعنی فاجرہ ہونی ممکن نہیں ہے تو حضور تنگدل نہ ہوتے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے واقعہ کی کیفیت دریافت نہ فرماتے تو پہلے کا جواب تو یہ ہے کہ کفر نفرت دینے والی چیز نہیں ہے مگر بیبی کا فاجرہ بدکار ہونا نفرت دلانے والی چیز ہے لہذا ممکن نہیں کہ انبیاء علیہم السلام کی بیبیاں فاجرہ بدکار ہوں۔ دوسری بات کا جواب یہ ہے کہ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کافروں کے اقوال سے تنگدل و مغموم ہو جایا کرتے تھے باوجودیکہ حضور کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ انکے یہ اقوال بالکل ناسچ ہیں چنانچہ اللہ تعالے نے فرمایا ولقد نعلم انک یضیق صدرک بما یقولون یعنی ہم جانتے ہیں کہ آپکا دل انکی بیہودہ باتوں سے تنگدل ہوتے ہیں۔ یہ واقعہ بھی اسی باب سے ہے یعنی حضور کا تنگدل ہونا محض کفار کی بیہودہ گوئی پر تھا باوجودیکہ حضور صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو انکی بیہودہ بکواس کا باطل اور جھوٹا ہونا معلوم تھا ۱۲ منہ

اما کونہا فاجرۃ فمن المنفرات والجواب عن الثانی انہ علیہ السلام کثیرا ما کان یضیق قلبہ من اقوال الکفار مع علمہ بفساد تلک الاقوال قال اللہ تعالیٰ ولقد نعلم انک یضیق صدرک بما یقولون فکان ہذا من ہذا الباب جب رسول اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کافروں کے مفسدانہ اقوال سے تنگ ہوتے تھے جسکو خود حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے ولقد نعلم انک یضیق الخ اور ان مفسدوں کے اقوال کے فساد کو جانتے بھی تھے اسی طرح اس موقع پر بھی کفار کی جھوٹی تہمت سے مغموم تھے اور یہ جانتے تھے کہ کافر جھوٹے ہیں صاحب تفسیر کبیر کی یہ تقریر نہایت معقول ہے ہر شخص جس کو زنا وغیرہ کی تہمت سے متہم کریں اور ہر جگہ اسی کا چرچا اسی کا ذکر ہو تو وہ شخص اور نیز اسکے اقارب باوجود اسکی پاکی کے اعتقاد کے بھی سخت مغموم و پریشان ہونگے یہی وجہ تھی کہ حضرت کو غم ہوا مگر مخالف عنید یا بدبخت پلید نہیں مانیگا جبتک دو الزام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی نہ لگائے ایک عدم علم کا اور ایک یہ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا پر بدگمانی کی جو شرعا ناجائز ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے تقوے اور دشمن کے منافق ہونے کیطرف کچھ توجہ نہ فرمائی چاہیے تو تھا گمان نیک اور کی بدگمانی معاذ اللہ تفسیر کبیر جلد ۶ میں ہے

وثانیہا ان المعروف من حال عائشۃ قبل تلک الواقعۃ انما ہو الصون والبعد عن مقدمات الفجور ومن کان کذالک کان اللائق احسان الظن بہ وثالثہا ان القاذفین کانوا من المنافقین واتباعہم وقد عرف ان الکلام العدی المفتری ضرب من الہذیان فلمجموع ہذہ القرائن کان ذلک القول معلوم الفساد قبل نزول الوحی۔

اگرچہ تفسیر کبیر کی عبارتوں سے یہ بات یقینی ہوچکی ہے کہ اس قصہ افک سے عدم علم نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر استدلال کرنا سخت بیحیائی ہے اور حضرت کو قبل از نزول وحی علم تھا کہ صدیقہ پاک ہیں پھر حضرت کا ظاہر نہ فرمانا بالکل عقل کے موافق ہے کہ کوئی اپنے قضیہ اور معاملہ کا خود فیصلہ نہیں کرلیتا

ف یعنی دوم یہ کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ سے پیشتر کے حالات سے ظاہر تھا کہ عائشہ مقدمات فجور سے بہت دور اور پاک ہیں اور جو ایسا ہو اسکے ساتھ نیک گمان کرنا چاہیے سوم یہ کہ تہمت لگانیوالے منافق اور ان کے اتباع تھے اور یہ ظاہر ہے کہ مفتری دشمن کی بات ایک ہذیان ہے پس بنا بر ان جمیع قرائن کے یہ قول بدتر از بول جس سے مخالفوں نے مدد چاہی ہے نزول وحی سے قبل معلوم الفساد تھا۔ ۱۲ منہ

دوسرے وحی کا انتظار کہ فضیلت اور برأت صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا کی قرآن پاک سے ثابت ہو تاکہ اس تہمت کا جتنا رنج ہوا ہے وہ سب کالعدم ہو کر مسرت تازہ حاصل ہو۔

حضرت صدیقہ کی پاکی پر حضور کا قسم کھانا

مگر اب ہم ایک ایسی مضبوط دلیل لائیں جس کے بعد مجال گفتگو نہ ہو حدیث افک جو بخاری کی کتاب الشہادات باب تعدیل النساء بعضهن عن بعض میں ہے اس میں ہے فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یعذرنی من رجل بلغنی اذاہ فی اہلی فواللہ ما علمت علی اہلی الا خیرا وقد ذکروا رجلا ما علمت علیہ الا خیرا اس سے صاف ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پاکی پر یقین تھا اور کفار کی تہمت سے شبہ تک نہیں ہوا اسی واسطے آپ نے قسم کھا کر فرمایا کہ خدا کی قسم مجھے اپنی اہل پر خیر کا یقین ہے اب بھی اگر کوئی انکار کرے اور یہ کہے کہ نہیں حضرت کو علم نہ تھا تو اس منکر متعصب کا دنیا میں تو کیا علاج مگر میدان حشر میں انشاء اللہ اس بیباک کو ضرور اس بیباکی کی سزا ملے گی کہ سرور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے جس چیز پر قسم کھا کر فرما دیا کہ میں خیر جانتا ہوں۔ یہ دشمن دین اسی کو کہے کہ وہ نہیں جانتے تھے معاذ اللہ۔ مومن کامل کے لیے تو اتنا ہی کافی تھا کہ جب بدگمانی شرعاً جائز نہیں تو سرور اکرم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو ہرگز شبہ بھی نہ تھا اس لیے کہ آپ معصوم ہیں یہ ممکن ہی نہیں کہ آپ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا پر یا کسی پر بدگمانی کریں مگر اب تو معاند کے لیے بھی بحمد اللہ تعالیٰ حدیث و تفسیر سے ثابت ہوا کہ حضرت کو اس واقعہ سے ناواقفیت نہ تھی نہ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نسبت کوئی بدگمانی اور آپ کے پرتو فیض سے جو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے سینوں پر جلوے نظر آئے اور انہوں نے بوقت مشاورت بیان فرمائے۔

اس مختصر میں گنجائش نہیں کہ مذکور ہو سکیں اور حضرت سرور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا کی طرف ایک مدت تک توجہ نہ فرمانا بھی ان کی طرف بدگمانی کی دلیل نہیں ہو سکتا بلکہ حالت غم کا منشا سبب اتفاقی ہے اور اگر خدا حق بین آنکھ عطا فرمائے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف چند روز توجہ نہ فرمانے میں وہ بھید نظر آئیں جو مومن کی روح کے لیے راحت بے نہایت ہوں۔ انتظار وحی میں محبوبہ کی طرف توجہ نہ فرمانا وحی دیر میں آئی اگر فوراً آجاتی تو کافروں کی اتنی شورش نہ ہوتی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو صبر

ثواب زیادہ ہوتا رہا اور امتحان بھی ہو گیا کہ کیسی صابرہ ہیں۔ ادھر حضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا امتحان کہ علم سے سینہ بھر دیا۔ واقعہ سامنے کر دیا۔ جملہ حالات حق سبحانہ تعالےٰ نے حضرت کے پیش نظر فرما دیئے۔ اُدھر کافروں نے جھوٹی تہمت لگائی۔ اب دیکھنا ہے کہ محبوب رب اپنی محبوبہ یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کی تہمت پر باوجود علم کے صبر کرکے اللہ جل شانہ پر معاملہ تفویض کرتے ہیں جو لائق شان کامل کے ہے یا کفار کے طعن سے بیقرار ہو کر سینہ کا خزانہ کھول ڈالتے ہیں شاید کچھ تھوڑی دیر صبر ہونا ممکن ہوا اور زیادہ دیر تک صبر نہ کر سکیں اس واسطے وصہ تک وحی ہی نہیں آئی کہ اس میں ایک دوسرا یہ امتحان تھا کہ ان کی محبوبہ پریشان ہیں آن کی تسکین فرماتے ہیں یا وحی کلام محبوب حقیقی میں دیر ہونے سے بیقرار ہوئے جاتے ہیں۔ اگر حضرت کے معاملہ ظاہر لفرمانے اور وحی دیر میں آنے کی حکمتیں غور کرکے لکھا جائے تو بڑے بڑے دفتر ناکافی ہیں اس لئے اس مختصر یا اسی پر اکتفا کیا گیا۔ سرور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو تو برأت صدیقہ کا یقین ہونا ثابت ہوا مگر ان حضرت کا مرتبہ دریافت کیجئے جنہوں نے رسول صلے اللہ علیہ وسلم پر دو بدگمانیاں کیں ایک یہ کہ انکو حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بدگمانی تھی اور ایک یہ کہ آپکو واقعہ کا علم نہ تھا عینی شرح بخاری جلد پنجم صفحہ ۲۹۲ میں ہے فی التلویح ظن السوء بالانبیاء کفر یعنی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر بدگمانی کرنا کفر ہے تو جس نے دو بدگمانیاں کیں اسکا کیسا حال ہوگا۔ چاہیئے کہ وہ توبہ کرے۔

شبہہ ششم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے فرمایا کہ جو کوئی یہ کہے کہ محمد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے یا کسی علم کو چھپایا یا آن پانچ چیزوں کو جانتے تھے جنکا ذکر اس آیت میں ہے ان اللہ عندہ علم الساعۃ الخ تو وہ شخص بڑا جھوٹا ہے چنانچہ وہ حدیث یہ ہے عن مسروق قال قالت عائشۃ من اخبرک ان محمدا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم رای ربہ او کتم شیئا مما امر بہ او یعلم الخمس التی قال اللہ تعالی ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث فقد اعظم الفریۃ رواہ الترمذی **جواب** اس حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے تین باتیں فرمائیں۔ ایک تو یہ کہ آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو نہیں دیکھا یہ بات ہرگز قابل قبول نہیں۔ یہ صرف رائے تھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی جو اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین نے نہیں مانی نہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کوئی

وہابی کی حضور پر دو بہتانات

[illegible]
[illegible] مطبوعہ
فتاوی مطبوعہ [illegible]
[illegible]
اور فتاوی علما دیوبند
[illegible]
[illegible]

حدیث مرفوع ذکر کی بلکہ صحابہ کرام نے حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے مخالف وقوع رویت کا اثبات کیا اور ابتک جمہور علمائے اسلام اس کو مانتے چلے آتے ہیں چونکہ بحث سے خارج ہے اس لیئے اس کی بحث نہیں کی جاتی دوم یہ کہ آپ نے کسی علم کو نہیں چھپایا۔ اس سے یہ مراد ہے کہ جنکی تبلیغ کا حکم تھا ان میں سے کچھ نہیں چھپایا اور جن کے چھپانے کا حکم تھا وہ بیشک چھپائے۔

انوار التنزیل میں ہے قولہ تعالیٰ بلغ ما انزل الیک المراد تبلیغ ما یتعلق بمصالح العباد وقصد بانزالہ اطلاعھم علیہ فان من الاسرار الالٰھیۃ ما یحرم افشائہ۔

روح البیان جلد ۳ میں ہے وفی الحدیث سألنی ربی ای لیلۃ المعراج فلم استطع ان اجیبہ فوضع یدہ بین کتفی بلا تکییف ولا تحدید ای ید قدرتہ لانہ سبحانہ منزہ عن الجارحۃ فوجدت بردھا فاورثنی علم الاولین والاخرین وعلمنی علوما شتی فعلم اخذ عھدی علی کتمہ اذ ھو علم لا یقدر علی حملہ غیری وعلم خیرنی فیہ وعلم امرنی بتبلیغہ الی الخاص والعام من امتی وھی الانس والجن والملک کما فی انسان العیون خلاصہ یہ کہ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے میرے رب نے شب معراج میں کچھ پوچھا میں جواب نہ دیسکا پس اس نے اپنا دست رحمت وقدرت بے تکییف وتحدید میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا میں نے اس کی سردی پائی پس مجھے علم اولین آخرین کے دیئے اور کئی قسم کے علوم تعلیم فرمائے ایک علم تو ایسا ہے جسکے چھپانے پر مجھ سے عہد لے لیا کہ میں کسی سے نہ کہوں اور میرے سوا کسی کو اس کے برداشت کرنیکی طاقت نہیں ہے اور ایک ایسا علم جسکے چھپانے اور سکھانیکا مجھے اختیار دیا۔ اور ایک ایسا علم جسکے سکھانیکا ہر خاص وعام امتی کی نسبت حکم فرمایا اور انسان اور جن اور فرشتے یہ سب حضرت کے امتی ہیں **ھکذا فی مدارج النبوۃ** اب حدیث وتفسیر سے ثابت ہوا کہ امر محقق یہی ہے کہ اسرار الٰہی کا علم جو حضرت کو مرحمت ہوا ہے اس کا افشا حرام ہے سوم یہ کہ ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث ویعلم ما فی الارحام ما تدری نفس ماذا تکسب غدا وما تدری نفس بای ارض تموت میں جن پانچ چیزوں کا ذکر ہے انھیں حضرت نہیں جانتے اس سے یہی مراد ہے کہ خود بخود نہیں جانتے مگر تعلیم الٰہی جانتے ہیں

شب معراج میں حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو تین طرح کے علم عطا ہوئے ایک وہ جسکے چھپانیکا حکم دیا دوسرا جسکے چھپانے اور ظاہر کرنیکا اختیار دیا تیسرا وہ جسکے سکھانے کا حکم دیا کہ ہر خاص وعام کو بتایا جاوے۔

اسرار الٰہی کا علم جو حضرت کو مرحمت ہوا اسکا افشا حرام ہے

چنانچہ اس کا بیان گزر چکا مگر یہاں بھی کچھ ذکر کرنے میں **تفسیر عرائس البیان** میں ہے وقولہ ولا یعلمها الا هو ای لا یعلم الاولون والآخرون قبل اظهاره تعالی ذلك لهم و لم یعلم حقائق اقدارها الا هو لانه تعالی عرف قدرة بالحقیقة لا غیره وانها لا یعرف طریق وجدانها والوسیلة الیها الا هو بذاته لانه تعالی عرف طرقها لاهلها قال تعالی عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول اس سے ظاہر ہے کہ مفاتیح غیب کو نہ جاننا قبل اظہار اللہ جل شانہ کے ہے پس روشن ہو گیا کہ نفی علم ذاتی کی ہے **علم قیامت** **شرح مقاصد** صفحہ ۱۲۲ جلد ثانی ان الغیب ههنا لیس علی العموم بل مطلق او معین هو وقت وقوع القیامة بقرینة السیاق ولا یبعد ان یطلع علیه بعض الرسول من الملئکة والبشر اس سے ظاہر کہ علم قیامت کی اطلاع محال نہیں نہ آیت میں اس کی تعلیم کا انکار بلکہ علم ذاتی کا انکار ہے **هکذا فی التفسیر الکبیر** للامام الرازی تحت قوله تعالی عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول۔ رہا مینہ برسنے کا علم کہ کب برسیگا تو اس کا ذکر بالتفصیل ما سبق میں گزرا اور **کتاب الابریز** میں اس شبہہ کے جواب میں لکھتے ہیں و کیف یخفی علیه ذلك والاقطاب السبعة من امته الشریفة یعلمونها وهم دون الغوث فکیف بالغوث فکیف بسید الاولین والآخرین الذی هو سبب کل شیء ومنه کل شیء انتهی

یعنی علم قیامت سرور اکرم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم پر کیونکر مخفی رہ سکتا ہے جبکہ آپکی امت شریفہ کے ساتوں قطب اس کے عالم ہیں اور غوثوں کا مرتبہ قطبوں سے بھی بالاتر ہے پھر وہ کس طرح اس کے عالم نہ ہوں گے اور سید الاولین و آخرین محمد مصطفے صلے اللہ تعالے علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین کے تو نیازمند بھی اس کے عالم ہیں تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر کیسے مخفی رہ سکتا ہے کہ حضور صلے اللہ تعالے علیہ وسلم تو ہر چیز کا سبب ہیں اور عالم کی ہر شے کا وجود حضور ہی کی بدولت اور حضور ہی سے ہے **علم ما فی الارحام** اگر یہ معنی ہیں کہ بے تعلیم الٰہی کسی کو معلوم نہیں کہ پیٹ میں کیا ہے لڑکا یا لڑکی جب تو کچھ کلام ہی نہیں اور موافق آیت شریفہ کا اور حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کا یہی مطلب ہے لیکن اگر جناب منکرین علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم

علم قیامت

یعنی رسالہ صفحہ ۱۰ و کشف الغطاء صفحہ ۱۲ میں علم ساعت کا انکار کیا ہے یہاں جواب ملاحظہ ہو

اس کا علم کہ پیٹ میں کیا ہے لڑکا ہے یا لڑکی

مقرر ہو کہ تعلیم الٰہی بھی کسی کو علم نہیں یا اللہ جل شانہ کسی کو اس پر اطلاع نہیں دیتا تو قطعاً غلط کثرت سے احادیث میں آیا ہے کہ ہر شخص کا مادۂ پیدائش اس کی ماں کے پیٹ میں بصورت نطفہ جمع ہوتا ہے پھر وہ علقہ یعنی خون بستہ ہو جاتا ہے پھر مضغہ یعنی پارۂ گوشت کی شکل میں رہتا ہے پھر اللہ تعالیٰ جل جلالہ فرشتہ کو بھیجتا ہے وہ فرشتہ لکھتا ہے کہ کیا عمل کریگا اور اس کی کتنی عمر ہے اور شقی ہے یا سعید چنانچہ الفاظ حدیث کے جو مشکوٰۃ شریف باب ایمان بالقدر میں بروایت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ صفحہ ۲۰ پر موجود ہیں یہ ہیں ثم یبعث اللہ ملکاً باربع کلمات فیکتب عملہ واجلہ ورزقہ وشقی او سعید اس سے ثابت کہ فرشتہ کو معلوم ہوتا ہے کہ کب تک زندہ رہے گا اور عمل کیا کرے گا کل تو درکنار تمام عمر کے احوال سے خبردار ہوتا ہے طرفہ تر یہ کہ خود حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی وفات کے وقت انہیں بتا دیا کہ بنت خارجہ حاملہ ہیں اور میں انکے پیٹ میں لڑکی دیکھتا ہوں چنانچہ تاریخ الخلفاء کے ص۹۱ میں علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں واخرج[1] مالک عن عائشۃ ان ابا بکر نحلہا جداد عشرین وسقا من مالہ بالغابۃ فلما حضرتہ الوفاۃ قال یا بنیۃ واللہ ما من الناس احد احب الی غنی منک ولا اعز علی فقرا بعدی منک وانی کنت نحلتک جداد عشرین وسقا فلو کنت جددتہ واحتزتہ کان لک وانما ہو الیوم مال وارث وانما ہو اخواک واختاک فاقتسموہ علی کتاب اللہ فقالت یا ابت لو کان کذا وکذا لترکتہ انما ہی اسماء فمن الاخریٰ قال ذو بطن ابنۃ خارجۃ اراہا جاریۃ واخرجہ ابن سعد وقال فی اخرہ قال

---

[1] عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت صدیق اکبر نے ان کو ایک درخت کھجور کا دیدیا تھا جس سے بیس وسق کھجوریں حاصل ہوتی تھیں جب انکی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اے بیٹی خدا کی قسم مجھ کو تیرا غنی ہونا بہت پسند ہے اور غریب ہونا بہت ناگوار اس درخت سے ابھی جو کچھ تم نے نفع اٹھایا ہے وہ تمہارا تھا لیکن میرے بعد یہ مال وارثوں کا ہے اور وارث تمہارے صرف دو بھائی اور دو بہنیں ہیں اس کو موافق حکم شریعت کے تقسیم کر لینا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ایسا ہو سکتا ہے لیکن میری تو صرف ایک بہن اسماء ہیں پھر یہ دوسری کون ہیں یہ سنکر فرمایا حضرت صدیق اکبر نے ایک تو اسماء ہیں دوسری بہن اپنی ماں کے پیٹ میں ہیں جسے جانتا ہوں کہ وہ لڑکی ہے۔ پس ام کلثوم پیدا ہوئیں ۱۲

ذات بطن ابنة خارجة فذالقی فی روعی انها جارية فاستوصی بها خيرا فولدت ام كلثوم

علامہ کمال الدین دمیری حیوۃ الحیوان میں بیان فرماتے ہیں

وعن[1] ابی لهيعة عن ابی الاسود عن عروة قال لقی رسول الله صلى الله عليه وسلم رجلا من اهل البادية وهو متوجه الى بدر لقيه بالروحاء فسأله القوم عن الناس فلم يجد واعنده خبرا فقالوا له سلم على رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال افيكم رسول الله فقالوا نعم فجاء فسلم عليه ثم قال ان كنت رسول الله فاخبرنی عما فی بطن ناقتی هذه فقال له سلمة بن سلامة بن وقش وكان غلاما حدثا لا تسئل رسول الله صلى الله عليه وسلم واقبل علی فانا اخبرك عن ذلك نزوت عليها ففی بطنها سخلة منك فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم افحشت الرجل ثم اعرض عنه رسول الله صلى الله عليه وسلم فلم يكلم بكلمة واحدة حتى قفلوا واستقبلهم المسلمون بالروحاء يهنئونهم فقال سلمة يا رسول الله ما الذی يهنئونك والله ان رأينا الا عجائز صلعا كالبدن المعقلة فنحرنها فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان لكل قوم فراسة وانما يعرفها الاشراف رواه الحاكم فی المستدرك وقال هذا صحيح مرسل وحكاه ابن هشام فی سيرته اس سے ثابت ہوا کہ حضور کے صحابہ کرام میں سے نوعمر صحابی نے پیٹ کا حال بتا دیا۔ اب جو کوئی کہے کہ ما فی الارحام کا علم کسی کو تعلیم الہٰی سے بھی نہیں تو وہ بیچارہ ان عبارات مذکورہ کا کیا جواب دیگا علم ما فی غد رسالہ ہذا میں بہت سی ایسی عبارتیں گزر چکی ہیں جن سے واقعات ما فی غد یعنی کل ہونے والی باتیں انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام کو معلوم ہونا ثابت ہوتا ہے مگر پھر ملاحظہ ہو مشکوٰۃ شریف ص۵۴۳ میں ہے قال (عمر) ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يرينا مصارع اهل بدر بالامس يقول هذا مصرع فلان غدا ان شاء الله وهذا مصرع فلان غدا ان شاء الله قال عمر والذی بعثه بالحق ما اخطؤا الحدود التی حدها رسول الله صلى الله عليه وسلم الحديث

---

[1] خلاصہ یہ کہ ایک اعرابی نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میری اونٹنی کے پیٹ میں کیا ہے سلمہ نے کہا کہ ایسی بات حضور سے نہ پوچھو میری طرف متوجہ ہو میں تجھ کو خبر دیتا ہوں کہ اسکے پیٹ میں تیری حرکت نالائق کا نتیجہ ہے رسول اللہ نے فرمایا خاموش اور وہ اعرا

خلاصہ یہ کہ بدر میں حضرت نے دست مبارک سے بتا دیا کہ کل کو یہاں فلاں شخص مرا پڑا ہوگا اور یہاں فلاں شخص اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک تو یہ کہ حضرت کو معلوم تھا کہ کل کو کیا ہوگا دوسرے یہ کہ حضور کو یہ بھی معلوم تھا کہ کون کہاں مریگا یعنی **مافی غد** اور **بای ارض تموت** کا علم اللہ جل شانہ نے مرحمت فرمایا تھا۔ یہ شبہ کہ اُن جواری کو جو دف بجا کر گاتے میں یہ کہتی تھیں کہ ہم میں ایسے نبی ہیں جو کل کی بات جانتے ہیں حضرت نے منع فرما دیا اور کہدیا کہ پہلے جو کہتی تھیں کہے جاؤ چنانچہ صاحب تقویۃ الایمان نے اس سے استدلال کیا ہے مگر اس سے یہ کسی طرح ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت کو ما فی غد کا علم نہ تھا یا حسب مزعوم مخالف عنید رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے علم ما فی غد ثابت کرنا شرک ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو ضرور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ان جواری سے توبہ بلکہ تجدید اسلام کراتے پس جب حضرت نے تجدید اسلام نہ کرائی تو اس سے خود ظاہر ہے کہ یہ اعتقاد ہرگز شرک نہیں اور اسکا جواب ماسبق میں بوضاحت گزر چکا

ف دف بجانیوالی لڑکیوں کو حضور نے کیوں منع فرمادیا یہ کہنے سے کہ ہم میں ایسے
نبی ہیں جو کل کی بات جانتے ہیں

زرقانی جلد ۱ ص ۲۲۹ میں حضرت حسان کا ارشاد موجود ہے ؎

نبی یری مالا یری الناس حولہ ویتلو کتاب اللہ فی کل مشہد
فان قال فی یوم مقالۃ غائب فتصدیقہا فی ضحوۃ الیوم او غد

اس کو حضرت حسان سے سنکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا انکار نہ فرمانا اور جس طرح لڑکیوں کو منع فرمایا تھا منع نہ فرمانا صحت مضمون پر دال ہے علم ما فی غد کا تو اسمیں بھی اثبات ہے جیسا کہ جواری کے کلام میں تھا کہ صاف فرما رہے ہیں فان قال فی یوم الخ یعنی وہ اگر کوئی غیب کی بات فرمائیں تو اس کی تصدیق کل ہو جائے گی یعنی حضور آج اور کل کے آنیوالے واقعات قبل از وقت بتا دیتے ہیں پھر حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس سے منع فرمایا۔ اگر یہ مضمون صحیح نہوتا یا حسب مزعوم مخالف شرک ہوتا تو حضور کیوں سنتے اور منع نہ فرماتے۔ اسکا علم کہ کہاں مریگا اور کب مریگا **ما ثبت بالسنۃ** میں ہے کہ حضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسین میری ہجرت کے ساٹھویں سال قتل کیئے جائیں گے۔ عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقتل الحسین علی راس ستین سنۃ من مہاجری رواہ الطبرانی فی الکبیر رسول اکرم صلے اللہ علیہ

ف اسکا علم کہ کہاں مرے گا

وسلم سے خواب سُنکر صدیق اکبر نے عرض کیا کہ میں حضور کے بعد ڈھائی برس زندہ رہونگا واخرج ابن سعد عن ابن شہاب قال رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رؤیا فقصہا علی ابی بکر فقال رأیت کانی استبقت انا وانت درجۃ فسبقتک بمرقاتین ونصف قال یا رسول اللہ یقبضک اللہ الی مغفرۃ ورحمۃ واعیش بعدک سنتین ونصفا از تاریخ الخلفاء صک حضرت نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے زمین پر پھر نکاح کریں گے اولاد ہوگی پینتالیس برس ٹھہر کر انتقال کریں گے اور میرے ساتھ قبر میں دفن کیے جائیں گے پس میں اور وہ ایک قبر سے اٹھیں گے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان میں چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں ہے عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینزل عیسیٰ بن مریم الارض فیتزوج ویولد لہ ویمکث خمسا واربعین سنۃ ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسیٰ بن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر وعمر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خواب دیکھا کہ میرے گھر میں تین چاند گر پڑے ہیں۔ یہ خواب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا۔ فرمایا کہ آپ کے گھر میں ایسے تین شخص دفن ہوں گے جو تمام زمین والوں سے بہتر ہیں جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو کہا کہ اے عائشہ یہ تیرے سب چاندوں میں بہتر ہے۔ یہ حدیث تاریخ الخلفاء صک میں ہے اخرج سعید بن منصور عن سعید بن المسیب قال رأت عائشۃ رضی اللہ عنہا کانہ وقع فی بیتہا ثلاثۃ اقمار فقصتہا علی ابی بکر وکان من اعبر الناس فقال ان صدقت رؤیاک لیدفنن فی بیتک خیر اہل الارض ثلاثا فلما قبض النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یا عائشۃ ہذا خیر اقمارک اب جو یہ بات یقینی اور بدیہی ہوگئی کہ امور خمسہ مذکورۂ آیت ان اللہ عندہ علم الساعۃ الایۃ کا علم بتعلیم الٰہی انبیاء اور صحابہ و اولیاء کو حاصل ہے تو یہ کہنے والا کہ حضرت کو بتعلیم الٰہی بھی امور خمسہ کا علم نہ تھا یا کسی کو مخلوقات میں سے ان امور خمسہ کا علم نہیں دیا جاتا۔ جاہل اور مخبوط الحواس اور دین سے بے بہرہ اور بدنصیب ہے کہ اپنی من گھڑت کے آگے خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو بھول گیا پس آیت سے یہ مراد لینے والا کہ امور خمسہ کا علم کسی کو حاصل نہ ذاتاً نہ بواسطہ تعلیم الٰہی آیت کی تفسیر بداہۃ کے خلاف کرتا ہے اور یہ ضلالت ہے چنانچہ امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر

ف آیت قرآنی کی ایسی تفسیر کرنا جائز ہے جو مشاہدۂ محسوس کے خلاف ہو بلکہ ایسی تفسیر تو قرآن پر طعن کرنا ہے تحریف ہے تفسیر نہیں

جلد مطبوعہ مصریہ (میریہ) صفحہ ۳ پر ہے واذا کان کذلک مشاھد المحسوسا فالقول
بان القرآن تدل علی خلافہ ما یجر الطعن الی القرآن وذلک باطل پس یہ کہنا
کہ خدا کے سوا کوئی غیب کی بات نہیں جانتا نہ خود بخود نہ تعلیم الٰہی سے اور اس کو قرآن سے
ثابت کہنا کفر ہے جیسا کہ امام فخر الدین رازی کے کلام سے ثابت ہوا پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی
تعالیٰ عنہا کے قول سے باوجود ٹھیک معنی بننے کے یہ مراد لینا کو باطنی ہے مگر مولوی رشید احمد
نے بعید صریح لکھا ہے کہ علم غیب خاصہ حق تعالیٰ ہے اس لفظ کو کسی تاویل سے دوسرے
پر اطلاق کرنا ایہام شرک سے خالی نہیں فقط والسلام مورخہ ۳ ذی الحجہ بروز جمعہ

از فتاوی رشیدیہ حصہ اول
صفحہ ۱۲۳

رشید احمد
۱۳۰۱

اور مولوی اسمٰعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان صفحہ ۱ میں لکھا ہے۔ پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات انکو
اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے
قطع نظر اس سے کہ ان صاحبوں کے اس حکم شرک سے اسلام کا کوئی بزرگ اور ائمت کا کوئی
عالم نہیں بچا اور تمام دنیائے اسلام اسمٰعیلی و رشیدی شرک میں مبتلا نظر آتی ہے لطف کی
بات تو یہ ہے کہ اس شرک کے پھندے سے اپنوں کی گردنیں بھی نہ بچ سکیں مولوی اشرف علی تھانوی اور
مرتضیٰ حسن چاندپوری بھی پھنس گئے کیونکہ وہ علم غیب کو نبی کے لئے لازم بتاتے ہیں چنانچہ توضیح البیان
صفحہ میں حفظ الایمان میں اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو
علم غیب باطلاع الٰہی حاصل ہے چنانچہ اس عبارت سے کہ نبوت کے لئے جو علوم لازم اور ضروری
ہیں وہ آپ کو تمام حاصل ہو گئے تھے الخ اب مولوی مرتضیٰ حسن اور مولوی اشرف علی
تھانوی دونوں مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی اسمٰعیل دہلوی کے فتوے سے مشرک ثابت
ہوئے لیکن نہیں معلوم کہ اس شرک کو اٹھا سکیں۔ الحاصل اگرچہ علم غیب کے باب میں بہت کچھ لکھا جا
سکتا ہے لیکن مقابلہ بس کیا ہے جز کا ایک ادھ رسالہ خاص اسی بحث میں مرتب ہو جاتا اسی لئے تطویل
سے احتراز کیا اللہ جل شانہ اس مختصر کو باعث ہدایت مخالفین فرما دے۔

شبہ ہفتم سفر میں حضرت فخر عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں

مولوی اسمٰعیل دہلوی کے فتوے سے مولوی اشرف علی اور مولوی مرتضیٰ حسن وغیرہ سب مشرک

ہار گم ہونے پر وہابیہ کا شبہ اور اس کا جواب

انکا ہار گم ہوگیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وہاں ٹھہر گئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ہار ڈھونڈا اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوتا تو کیوں نہ بتلاتے؟

جواب مخالفین کے دلائل کا دار و مدار باطل و غلط قیاسوں پر رہ گیا ہے کسی آیت و حدیث سے وہ اپنا دعوے کسی طرح ثابت نہیں کر سکتے تو مجبوری و ناچاری اپنی غلط رایوں کو بجائے دلیل کے پیش کر دیتے ہیں نہ معلوم انہوں نے اپنی رائے کو دلائل شرعیہ میں سے کونسی دلیل قرار دے رکھا ہے دینی مسائل اور حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل زید و عمر اور ہر ما و شما کے منتشر خیالات پر موقوف نہیں ہیں جب آیات و احادیث اور کتب معتبرہ سے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ کا عالم جمیع اشیاء ہونا ثابت ہوا تو مخالفین کا وہم کس شمار و قطار میں ہے اپنے خیالات واہیہ کو آیات و احادیث کے مقابلہ میں انکار و کرنے کے لیے پیش کرنا مخالفین ہی کی جرأت ہے اس سوال کا دار و مدار صرف اس بات پر ہے کہ حضرت نے نہ بتایا اول تو اس میں کلام ہے مخالف کو اس پر دلیل لانا تھی، کوئی عبارت پیش کرنا تھی مگر وہاں اسکی ضرورت ہی نہیں جو بات سمجھ میں آئی کہہ دی حضور کی جس فضیلت کا چاہا محض بزور زبان انکار کر دیا بخاری و مسلم کی حدیث ہے فبعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلا فوجدها امام نووی فرماتے ہیں یحتمل ان یکون فاعل وجدها النبی صلے اللہ علیہ وسلم اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور خود اس کے واجد ہیں وہ ہار خود حضور نے پایا پھر نہ بتایا کیا معنے اور فرض کیجئے کہ نہ بتایا تو نہ بتانا کسی عالم کا نہ جاننے کو کب مستلزم یہ کہاں کی منطق ہے اگر یہی قیاس ہے تو خدا خیر کرے کہیں آپ علم الٰہی کا اسی قیاس سے انکار نہ کر بیٹھیں کفار نے وقت قیامت کا بہتیرا سوال کیا اور ایان یوم القیمۃ کہا کئے مگر اللہ سبحٰنہ نے نہ بتایا معلوم ہوتا تو کیوں نہ بتاتا معاذ اللہ نہ بتانا کسی حکمت سے ہوتا ہے نہ کہ اس کے لیے عدم علم ضروری ہو اس نہ بتانے میں جو بھید ہیں آپکو تو کیا نظر آئینگے آنکھ والوں سے پوچھئے شیخ الشیوخ قاضی القضاۃ اوحد الحفاظ والرواۃ شہاب الدین ابو الفضل ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۱۲ میں فرماتے ہیں، واستدل بذلک علی جواز الاقامۃ فی المکان الذی لا ماء فیہ یعنی اس اقامت سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ جس جگہ پانی نہ ہو وہاں

ٹھیرنے کا جواز معلوم ہوا اگر حضور فوراً ہی بتا دیتے تو یہ مسائل کیونکر معلوم ہو سکتے نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ امام گو سفر میں ہو مگر اس کو مسلمانوں کے حفظ حقوق کا خیال کرنا چاہیئے۔ فتح الباری میں ہے وفیہ اقتداء الامام لحفظ حقوق المسلمین وان قلت اس سے علماء نے کئی مسائل نکالے کہ دفن میت کے لیئے اور اس کے مثل رعیت کی ضرورتوں اور مصلحتوں کے لحاظ سے امام کو قیام کرنا چاہیئے فتح الباری میں ہے ویلتحق بتحصیل الضائع الاقامۃ للحوق المنقطع ودفن المیت ونحو ذلک من مصالح الرعیۃ اس میں یہ بھی اشارہ فرمایا کہ مال کو ضائع کرنا نہ چاہیئے وفیہ اشارۃ الی ترک اضاعۃ المال (فتح الباری) اور یہ کیا فخر کی بات معلوم ہوئی کہ اس اقامت کی وجہ سے جب پانی نہ ملا اور صحابہ کو نماز کی فکر ہوئی کہ کہاں سے وضو کیا جائے گا کس طرح وضو کیا جائے گا تو وہ بے چین ہوئے لامحالہ ان کو سوال کرنا پڑا تو حضرت صدیق اکبر سے سوال کیا اور حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کو ایسے ضروری سوال کے لیئے بھی بیدار کرنے کی کسی کو جرأت نہ ہوئی اور کسی نے گوارا نہ کیا اس سے معلوم ہوا کہ حضور کو خواب سے بیدار کرنیکا کسی کو حق نہیں ہے انما شکوا الی ابی بکر لکون النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان نائما وکانوا لا یوقظونہ (فتح الباری) حضرت صدیق اکبر نے اسی فکر میں کہ نماز کس طرح پڑھیں گے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی کوکھ میں (کمر میں) انگلیاں ماریں یہ ضرب ایسی ہے کہ انسان بے اختیار اچھل پڑتا ہے مگر حضور انکے زانو پر آرام فرما رہے تھے اس وجہ سے انھیں جنبش نہ ہونے پائی اس سے معلوم ہوا کہ حضور کا ادب اس درجہ ہونا چاہیئے کہ ایسی طبعی حرکات بھی نہ ہونے پائیں جن سے خواب ناز میں فرق آنیکا اندیشہ ہو وفیہ استحباب الصبر لمن نالہ ما یوجب الحرکۃ ویحصل بہ تشویش لنائم (فتح الباری) فضیلت حضرت صدیقہ کا اظہار وفیہ دلیل علی فضل عائشۃ وابیہا وتکرار البرکۃ منہا حضرت صدیقہ کی کیسی فضیلت و برکت ظاہر ہوئی۔ عمرو بن حارث کی روایت میں وارد ہوا لقد بارک اللہ للناس فیکم ابن ابی ملیکہ کی روایت میں خود جناب سید عالم علیہ السلام نے فرمایا ما کان اعظم برکۃ قلادتک کہ اے صدیقہ تمہارے ہار کی کیسی عظیم الشان برکت ہے قیامت تک کے مسلمان آپکے صدقہ میں سفر اور بیماری اور مجبوری کی حالت میں تیمم سے طہارت

حاصل کرتے رہیں گے بخاری میں بروایت عروہ وارد ہے فواللہ ما نزل بك من امر تکرہینہ الا جعل اللہ ذلك لك وللمسلمین فیہ خیرا اسید ابن حضیر نے فرمایا کہ اے صدیقہ بخدا آپ پر کوئی امر پیش آتا ہے اور آپ پر گراں گذرتا ہے تو اللہ تعالے اس میں آپ کے اور مسلمانوں کے لیے بہتری فرماتا ہے اور عبدالرحمن ابن قاسم کی روایت میں ماھی باول برکتکم یا ال ابی بکر کہ اے آل ابوبکر یہ تمہاری پہلی ہی برکت نہیں ہے حضرت صدیق اکبر نے آیت تیمم نازل ہونے کے بعد تین مرتبہ فرمایا انك لمبارکۃ اے صدیقہ تم یقیناً بیشک بڑی برکت والی ہو اہل ایمان کو تو نظر آتا ہے کہ حضرت صدیقہ کے ہار کی وجہ سے لشکر اسلام کو اقامت کرنا پڑے اور پانی نہ ملے تو آن کی برکت سے اللہ تبارک وتعالے نے تیمم کو جائز فرمائے اور مٹی کو مطہر کر دے لیکن جہاں آنکھیں بند ہوں اور بصیرت کا نور جاتا رہا ہو وہاں سوائے اس کے کچھ نہ معلوم ہو کہ حضرت کو علم نہ تھا ہ

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد   عیب نماید ہنرش در نظر

خلاصہ یہ کہ مخالفین کا یہ قیاس فاسد باطل محض اور سراپا لغو ہے اور ان کے مدعائے باطل کو اس سے کوئی تائید نہیں پہنچ سکتی۔

[illegible]

شبہ ہشتم۔ قاضی خان میں ہے رجل تزوج امرأۃ بغیر شھود فقال الرجل والمرأۃ خدائے را و پیغمبر را گواہ کردیم قالوا یکون کفرا لانہ اعتقد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب وھو ما کان یعلم الغیب حین کان فی الاحیاء فکیف بعد الموت ترجمہ ایک مرد نے ایک عورت سے بغیر گواہوں کے نکاح کیا پس مرد اور عورت نے کہا خدا اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو ہم نے گواہ کیا کہتے ہیں کہ یہ کفر ہوگا اس لیے کہ اس نے یہ اعتقاد کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم غیب کو جانتے ہیں اور حال یہ کہ وہ زندگی میں بھی غیب کو نہیں جانتے تھے پس بعد وفات کے کیونکر جان سکتے ہیں؟

جواب۔ معترض کا منشا یہ ہے کہ معتقد علم غیب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تکفیر فقہ سے ثابت کرے مگر ابھی اس کو یہ خبر نہیں کہ اس نے یہ کفر اپنے ذمہ لے لیا ہے کہ قاضی خان کی عبارت سے اگر کفر ثابت ہوتا ہے تو معتقد علم غیب نبی بھی معاذ اللہ کافر اور تمام مخالفین لیئے وہابی

بھی کیونکہ وہ قائل ہیں کہ اللہ جل شانہ نے حضرت کو بعض غیوب کا علم عطا فرمایا پس جب عبارت قاضی خان کے انکے کفر میں انکی فہم کے موجب شبہ نہیں۔ آپ یہ کہیں گے وہابیوں نے حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے لیئے بعض غیوب کے علم کا بھی کب اقرار کیا ہے۔ ملاحظہ ہو اعلاء کلمۃ الحق صٓ۸ اور بہت چیزیں اور امور غیب کے حق تعالے نے آپکو تعلیم فرمائے کہ انکی مقدار حق تعالے ہی کو معلوم ہے اور فیصلہ علم غیب صٓ۱۳ میں مولوی ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری کے یہ الفاظ مسطور ہیں بھلا کوئی مسلمان کلمہ گو اس بات کا قائل ہو سکتا ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو امور غیبیہ پر اطلاع نہیں ہوتی ہے بلکہ مسلمان کہلا کر اس بات کے قائل ہونیوالے پر خدا اور فرشتوں اور انبیاء اور جنوں بلکہ تمام مخلوق کی لعنت ہو اور منکرین کے اقرار ابتدائے رسالہ میں مذکور ہو چکے ہیں۔ الحاصل ہمارے مخالفین بھی بعض غیوب کا اقرار کر رہے ہیں اور ہم بھی بعض غیوب ہی کا اثبات کر رہے ہیں[1] (کیونکہ جمیع اشیاء بھی بعض مغیبات ہیں) تو اگر معاذ اللہ قاضی خان کی عبارت سے ہم پر الزام آئیگا تو ہمارے مخالفین ضرور کافر ٹھہریں گے ؎

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را
چنداں اماں نہ داد کہ شب را سحر کند

اور اگر وہ کافر نہ ٹھہریں تو کیا ہم نے ہی خطا کی ہے اب عبارت قاضی خاں پر غور فرمایئے کہ اس میں لفظ قالوا موجود ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے اور قاضی خان وغیرہ فقہا کی عادت ہے کہ وہ لفظ قالوا اس مسئلہ پر لاتے ہیں جو خود انکے نزدیک غیر مستحسن ہو اور ائمہ سے مروی نہ ہو چنانچہ شامی جلد ۵ صٓ۲۳۴ میں ہے لفظۃ قالوا تذکر فیما فیہ خلاف کما صرحوا بہ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی بحث قنوت میں ہے وکلام قاضی خان یشیر الی عدم اختیارہ لہ حیث قال واذا صلی علی النبی علیہ الصلوۃ والسلام فی القنوت قالوا لا یصلی علیہ فی القعدۃ الاخیرۃ ففی قولہ قالوا اشارۃ الی عدم استحسانہ لہ والی انہ غیر مروی عن الائمۃ کما قلنا فان ذلک من المتعارف فی عباراتہم لمن استقراھا واللہ تعالی اعلم اب معلوم ہو گیا کہ قاضی خاں کی عبارت خود قاضی خاں کے

---

[1] فرق اتنا ہے کہ ہم ان بعض کو اتنا وسیع جانتے ہیں کہ جمیع اشیاء سے علوم خمسہ شامل ہیں اور مخالفین تنگی کے وہ اتنے کم جیسے کہ حضرات علماء کے سمجھ کو بھی علم نہیں ہے [illegible] تو بہت تنگ بنا کر [illegible] حال بھی علوم خمسہ شامل نہیں

نزدیک غیر محقق اور غیر مروی یا ضعیف و مرجوح ہے حتے کہ اس کے ساتھ حکم کرنا سخت ممنوع اور جہل ہے در المختار میں ہے ان الحکم والفتیا بالقول المرجوح جہل وخرق للاجماع ردالمحتار میں بھی یہی قاضی خان والاسئلہ ہے وہاں بھی لفظ قیل ضعف کی دلیل ہے جو ہے در المختار کتاب النکاح میں ہے تزوج بشہادۃ اللہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یجز بل قیل یکفر شامی میں ہے (قولہ یکفر) لانہ اعتقد ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عالم الغیب قال فی التاتارخانیۃ وفی الحجۃ ذکر فی الملتقط انہ لا یکفر لان الاشیاء تعرض علی روح النبی صلے اللہ علیہ وسلم وان الرسل یعرفون بعض الغیب قال اللہ تعالی عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول خلاصہ یہ کہ جس نے کفر بتایا ہے اس کے نزدیک اعتقاد علم غیب سبب ہے تاتارخانیہ اور حجۃ میں ملتقط سے نقل کیا ہے کہ اس اعتقاد سے آدمی کافر نہیں ہوتا اس لئے کہ روح پاک نبی اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اشیاء پیش کیجاتی ہیں اور رسول بعض غیب کو جانتے ہیں فرمایا اللہ جل شانہ نے عالم الغیب فلا یظہر الخ معدن الحقائق شرح کنز الدقائق اور خزانۃ الروایات میں ہے وفی المضمرات والصحیح انہ لا یکفر لان الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام یعلمون الغیب ویعرض علیہم الاشیاء فلا یکون کفرا یعنی مضمرات میں ہے کہ صحیح یہ ہے کہ کافر نہیں ہوتا اس لئے کہ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام غیب کے عالم ہیں اور ان پر اشیاء پیش کیجاتی ہیں۔ پس کفر نہ ہوگا شامی باب المرتد میں مسئلہ بزازیہ ذکر کرکے فرماتے ہیں حاصلہ ان دعوی الغیب معارضۃ لنص القرآن یکفر بہا الا اذا اسند ذلک صریحا او دلالۃ الی سبب من اللہ کوحی او الہام یعنی غیب کا دعوے نص قرآن کے معارض ہے پس اس کا مدعی کافر ہو جائے گا لیکن اگر اس نے صریحا یا دلالۃ کسی سبب کیطرف نسبت کرلی ہے جو اللہ کیجانب سے ہو مثل وحی والہام وغیرہ کے تو کافر نہیں در مختار میں ہے وفیہا کل انسان غیر الانبیاء لا یعلم ما اراد اللہ تعالی لہ وبہ لان ارادتہ تعالی غیب الا الفقہاء فانہم علموا ارادتہ تعالی بہم لحدیث الصادق المصدوق من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین غایۃ الاوطار میں اس عبارت کے تحت مسطور ہے اور اشباہ میں ہے کہ ہر آدمی سوائے انبیا علیہم السلام کے جانتا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کیا ارادہ

اس کے ساتھ دارین میں اس واسطے کہ حق تعالیٰ کا ارادہ غیب ہے مگر فقیہ اس کو جانتے ہیں اسواسطے کہ وہ جان گئے ہیں حق تعالیٰ کے ارادے کو جو اُن کے ساتھ ہے رسول صادق مصدوق کی اس حدیث کی دلیل سے کہ جس کے ساتھ اللہ تعالےٰ نے خیر کا ارادہ کرتا ہے اُسکو دین میں فقیہ کرتا ہے یعنی امر دین میں سمجھ فہم سلیم عطا کرتا ہے۔ اب خوب ظاہر ہوگیا کہ فقہ میں بھی جہاں انکار ہو اسکے یہی معنی ہیں کہ بے تعلیم الٰہی کے کسی کو عالم غیب بتانا کفر ہے اور بتعلیم الٰہی سے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ سلم کیلئے ثابت

خلاصہ تحریر
مولوی اشرفعلی
تھانوی حکیم
بجنوری

شبہہ بہ نظر جمیع اشیا غیر متناہی ہیں پھر حضرت کو غیر متناہی کا علم کیونکر ہو سکتا ہے۔

جواب یہ اعتراض سخت جہالت سے ناشی ہے اس لئے کہ جمیع اشیا کو غیر متناہی کہیگا مگر دیہاتی امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں تحت آیہ واحاط بما لدیھم واحصی کل شئ عددا کے فرماتے ہیں قلنا لا شک ان احصاء العدد انما یکون فی المتناهی فاما لفظہ کل شئ فانها لا تدل علی کونہ غیر متناہ لان الشئ عندنا هو الموجودات والموجودات متناهیة فی العدد۔ اس عبارت سے موجودات کا متناہی ہونا روشن پھر خواہ مخواہ اپنی طرف سے بے وجہ علم نبی صلے اللہ علیہ سلم کی تنقیص کے لئے موجودات کو غیر متناہی کہنا کونسی عقلمندی ہے۔ اب بعض شبہات عقلیہ کا رد کرنے کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مولوی اشرفعلی تھانوی کی تقریظ ہی نقل کیجائے

مولوی اشرف علی صاحب کی تقریظ کا

قولہ بعد الحمد والصلوٰۃ احقر الوریٰ اشرفعلی عفی عنہ بتائید مضمون رسالہ اعلاء کلمۃ الحق عرض کرتا ہے کہ علم نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کے باب میں جو آیات واحادیث وارد ہیں تین قسم کی ہیں ایک وہ جو یقیناً ایجاب جزئی کو مفید ہیں دوسری وہ جو یقیناً سلب جزئی کو مفید ہیں اور ان دونوں قسموں میں کسی کو کوئی کلام نہیں **اقول** سبحان اللہ یہ فقرہ کہ ان دونوں قسموں میں کسی کو کوئی کلام نہیں کیسی جرأت ہے مثبتین کا دعویٰ کل شئ معلوم لنبینا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے اور یہ موجبہ کلیہ ہے اسکی نقیض سالبہ جزئیہ ہے مثالہ بعض الاشیاء لیس بمعلوم لنبینا جو شخص ایجاب کلی کا مدعی ہے اس کو کس طرح سلب جزئی میں کلام نہ ہوگا۔ کیا مولوی صاحب کے نزدیک مدعی کو اپنے دعوے کی نقیض مسلم ہوتی ہے اور اس میں کوئی کلام نہیں ہوتا یہ بھی خوش فہمی ہے

ایک دوسری خصم خود کہتا ہے کہ بھلا کوئی ایک آیت یا حدیث تو ایسی سنادو کہ جسکا یہ مضمون ہو کہ فلاں چیز کا علم سرور اکرم کو دیا ہی نہیں گیا چنانچہ زبدۃ المحققین امام المناظرین جناب الحاج حضرت مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب دام فیضہم نے ابناء المصطفٰے کے صفحہ ۴ پر فرمایا۔ ہاں ہاں تمام نجدیہ دہلوی گنگوہی جنگلی کوہی سب کو دعوت عام ہے اجمعوا شرکاءکم چھوٹے بڑے سب اکٹھے ہو کر ایک آیت قطعی الدلالۃ یا ایک حدیث متواتر یقینی الافادہ چھانٹ لائیں جس سے صاف صریح طور پر ثابت ہو کہ تمامی نزول قرآن عظیم کے بعد بھی اشیاء مذکورہ ماکان وما یکون سے فلاں امر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم پر مخفی رہا جسکا علم حضور کو دیا ہی نہ گیا فان لم تفعلوا فاعلموا ان اللہ لا یھدی کید الخائنین اب یہ کہدینا کہ ان دونوں قسموں میں کسی کو کلام نہیں کس درجہ کی دیانت اور کیا سچ ہے۔

قولہ۔ تیسری وہ جو محتمل ایجاب کلی اور ایجاب جزئی دونوں کو ہے **اقول** مناسب تھا کہ ان اقسام کی مثالیں لکھی جاتیں نہ معلوم کس مصلحت سے لکھی نہ گئیں یہ حصر جو تھانوی صاحب نے تین قسموں میں کیا ہے غلط ہے اس لیے کہ جو مفید ایجاب کلی ہے مثالہ فجلی لی کل شیء الحدیث وہ ایک چوتھی قسم ہے تو ان آیات واحادیث کا حصر تین قسموں میں باطل ٹھہرا **قولہ** اور اسی قسم میں کلام ہے **اقول۔** چہ خوش جو مدعی ایجاب کلی کا ہے وہ چوتھی قسم سے کیوں نہ استدلال کریگا **قولہ** جو لوگ جناب رسول مقبول صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے لیے جمیع مغیبات غیر متناہیہ کے علم کا اثبات کرتے ہیں **اقول۔** جی ہاں یہ ضرور بتایئے کہ وہ کون لوگ ہیں جو حضرت صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے لیے جمیع مغیبات غیر متناہیہ کے علم کا اثبات کرتے ہیں جتنے مثبتین علم نبی کریم صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم حضرت کے لیے ہرگز جمیع مغیبات غیر متناہیہ کے علم کا اثبات نہیں کرتے یہ زبردستی آپ اپنے سر چپکائی وہ تو جمیع اشیاء کے علم کا دعوی کرتے ہیں اور جمیع اشیاء متناہی ہیں جیسا کہ جواب شبہ نہم میں مذکور ہوا **قولہ** وہ اس قسم ثالث کو ایجاب کلی پر محمول کرتے ہیں اور اسی ایجاب کلی کو اپنا متمسک ٹھہراتے ہیں۔

اقول۔ غلط۔ انھیں ضرورت ہی کیا ہے کہ قسم ثالث کو اپنا متمسک ٹھہرائیں جبکہ قسم رابع موجود موید اور چیز ہے **قولہ** اور جو باوجود تسلیم آپ کے اعلم الخلق ہونے کے اس علم محیط کی نفی کرتے ہیں وہ ایجاب جزئی پر محمول کرتے ہیں **اقول۔** برا کرتے ہیں اگر بے قرینہ ایجاب جزئی پر محمول

کرتے ہیں اور باوجود تسلیم آپ کے اعلم الخلق ہونے کے ایسا کرتے ہیں تو بہت برا کرتے ہیں

قولہ - اب بتوفیقہ تعالیٰ سے یہ اعتراض او لاساطلانہ کہنا ہے کہ جب ایجاب کلی او جہ احد المحتملین ہونے کے قطعی الدلالۃ نہیں ہے تو مقام اثبات عقائد میں[1] جو کہ دلیل قطعی الثبوت قطعی الدلالۃ پر موقوف ہے اس سے کب استدلال صحیح ہوگا - **اقول** کیا خوب! بناء فاسد علی الفاسد حضرت آپ کی قسم ثالث سے مثبتین کو احتجاج کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے جو ایجاب کلی احد المحتملین ٹھہرے مثبتین قسم رابع سے استدلال کرتے ہیں جس میں مجال احتمال مخالف اصلا نہیں۔ اب آپ کی یہ سب تار و پود نسج عنکبوت ٹوٹ گئی لہذا اس قسم ثالث کو تھانوی صاحب ایجاب کلی پر حمل کریں یا ایجاب جزئی پر بحث سے خارج ہے کہ خصم کا احتجاج اس سے نہیں۔ البتہ اگر بے قرینہ حمل کریں گے تو لیاقت علمی کی داد پائیں گے **قولہ** بعض روایات مفید سلب جزئی کہ اس میں احتمال عقلی بھی نہیں ہو سکتا کہ زمانہ حکم ایجاب کلی کو اس سے تاخر ہو مثلاً یہ حدیث صحاح کہ قیامت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بعض لوگوں کو حوض کوثر کی طرف بلاویں گے ملائکہ عرض کریں گے انک لا تدری ما احدثوا بعدک اس میں جملہ لا تدری الخ مفید ہو رہا ہے سلب جزئی کو اور چونکہ یہ واقعہ قیامت کا ہے اس میں احتمال عقلی بھی نہیں کہ زمانہ ورود روایات محتملہ ایجاب کلی کو اس سلب جزئی سے تاخر ہو۔

اقول تقدم تاخر کیا سلب جزئی ہی کہاں ہے۔ جب مخبر عالم علیہ الصلوٰۃ دنیا میں خود ہی خبر دے رہے ہیں کہ ہم بعض لوگوں کو حوض کوثر کی طرف بلائیں گے اور ملائکہ یہ عرض کریں گے انک الخ تو حضور کو اس کا علم ہونا تو اسی حدیث سے ظاہر واقعہ تو قیامت کو پیش آئے گا اور خبر آج دیدی لیکن تھانوی صاحب کے نزدیک علم ہی نہیں بغیر علم ہی کے اخبار ہو گیا۔ اللہ عقل سلیم عنایت فرمائے تو انسان کو یہ سمجھنا کیا دشوار ہے کہ علم نہ ہوتا تو خبر دینا کیونکر ممکن تھا۔ پھر حضور کو دنیا ہی میں معلوم ہونا اور اس واقعہ کا نظر انور سے گزرنا بخاری شریف کی حدیث میں بھی مروی بینا انا نائم فاذا زمرۃ حتی اذا عرفتہم خرج رجل من بینی و بینہم فقال ہلم فقلت این قال الی النار واللہ فقلت

ف حدیث ما احدثوا بعدک پر مولوی اشرف علی صاحب کا اعتراض اور اس کا جواب

---

[1] یہ مقام عقائد ہے یا بحث فضائل تھانوی صاحب کو ابھی تک اتنا بھی معلوم نہیں جو وہ دلیل قطعی پر موقوف کرتے

وما شاھم قال انھم ارتدوا بعدک علی ادبارھم القہقری حضور فرماتے ہیں اس اثنا میں کہ میں خواب میں تھا اچانک ایک جماعت گزری حتے کہ جب میں انکو پہچانتا تو ایک شخص نے میرے انکے درمیان سے نکلکر کہا آؤ میں نے کہا کہاں اس نے عرض کیا بخدا دوزخ کی طرف میں نے کہا ان کا کیا حال ہے اس نے عرض کیا کہ یہ حضور کے بعد الٹے پاؤں پیچھے پلٹ گئے۔ یہ بخاری شریف کی حدیث ہے۔ مولوی اشرفعلی صاحب کو ابتو معلوم ہوا ہوگا کہ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان لوگوں کو دنیا میں پہچانتے اور انکا مآل جانتے تھے پھر سلب کہاں علاوہ بریں جائز ہے کہ انک لاتدری میں ہمزہ استفہام مقدر ہو جیسا کہ وتلک نعمۃ تمنھا الآیۃ اور ھذا ربی میں مقدر ہے اور اس تقدیر پر صحیح مسلم شریف کی حدیث جو اسی مضمون میں بدیں الفاظ وارد ہے قرینہ قویہ ہے فاقول یارب منی ومن امتی فیقال اما شعرت ما عملوا بعدک یعنی پس میں کہونگا اے پروردگار میرے یہ میرے ہیں اور میرے امتی پس فرمایا جائیگا کیا آپ کو معلوم نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا۔ اب تھانوی صاحب فرمائیں کہ وہ سلب کیا ہوا کیا تھانوی صاحب اتنا بھی نہیں جانتے تھے کہ متعدد احادیث سے حضور پر اعمال امت کا پیش ہونا ثابت ہے صحیح مسلم و ابن ماجہ میں ہے عرضت علی امتی باعمالھا حسنھا وقبیحھا یعنی مجھ پر میری امت مع اپنے نیک بد اعمال کے پیش کی گئی۔ دوسری حدیث ابوداؤد و ترمذی میں ہے عرضت علی اجور امتی حتی القذاۃ یخرجھا الرجل من المسجد وعرضت علی ذنوب امتی فلم ار ذنبا اعظم من سورۃ القرآن او آیۃ اوتیھا الرجل ثم نسیھا یعنی مجھ پر میری امت کی نیکیاں پیش کی گئیں یہانتک تنکا جس کو آدمی مسجد سے دور کرے اور مجھ پر میری امت کے گناہ پیش کیے گئے پس میں نے اس سے بڑھکر کوئی گناہ نہ دیکھا کہ آدمی کو قرآن پاک کی کوئی سورت یا آیت دی گئی پھر وہ اس کو بھول گیا جب حضور اقدس پر امت کے تمام نیک بد صغیر کبیر اعمال پیش کیے گئے اور پیش ہوتے ہیں پھر کسطرح حضور کو ان لوگوں کے اعمال معلوم نہیں۔ تھانوی صاحب نے کسطرح سلب جزئی بنایا ہیں اس کی رمق بھی ہے ابھی ذرا التفات فرمائیے کس کس چیز سے آنکھیں بند کر کے انکار پر اڑے

رہیں گے بخاری و مسلم کی حدیث شریف ہے عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان امتی یدعون یوم القیمۃ غرا محجلین من اثار الوضوء فمن استطاع منکم ان یطیل غرتہ فلیفعل یعنی حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ نے فرمایا کہ میری امت روز قیامت غر و محجل یعنی اس شان سے بلائی جائے گی کہ انکا سر اور ہاتھ پاؤں آثار وضو سے چمکتے ہوں گے پس تم میں سے جس سے ہو سکے اپنی چمک زیادہ کرے مسلم شریف کی دوسری حدیث میں ہے کہ صحابہ نے عرض کیا کہ حضور کے جو امتی ابھی تک پیدا ہی نہیں ہوئے ہیں انھیں حضور روز قیامت کس علامت سے پہچانیں گے فرمایا کہ اگر کسی کے پنج کلیان گھوڑے سیاہ گھوڑوں میں ہوں تو کیا وہ اپنے گھوڑوں کو پہچان لیگا عرض کیا بیشک پہچان لیگا فرمایا کہ میرے امتی اس شان سے محشر میں آئیں گے کہ انکے پانچوں اعضاء چمکتے جگمگاتے ہونگے اور میں حوض پر انکا پیشوا ہونگا۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں قالوا کیف تعلم من لم یات بعد من امتک یا رسول اللہ فقال ارأیت لو ان رجلا لہ خیل غر محجلۃ بین ظہری خیل دھم بھم الا یعرف خیلہ قالوا بلی یا رسول اللہ قال فانھم یاتون غرا محجلین من الوضوء وانا فرطھم علی الحوض کیا مولوی اشرف علی صاحب کے خیال میں ان مریدین کے پنج اعضا بھی چمکینگے جس سے حضور کو انکے مومن ہونے کا خیال ہو سکے لاحول ولا قوۃ الا باللہ کس بنا پر تھانوی صاحب سلب ثابت کرنے بیٹھے ہیں؟ بالفرض اگر حضور کو پہلے سے علم نہ ہوتا تو بھی اس علامت سے حضور پہچان سکتے تھے چہ جائیکہ پہلے سے معلوم ہو معرفت ہو چکی ہو جیسا کہ مسلم شریف کی روایت سے معلوم ہو چکا مگر تھانوی صاحب نے سلب کا لفظ لکھ لیا ہے کتنی ہی حدیثوں کے خلاف ہو انھیں کسی کی پرواہ نہیں ایک حدیث اور سنتے چلئے حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ نے ارشاد فرمایا روز قیامت پہلے مجھی کو سجدہ کی اجازت ملے گی اور پہلے سر اٹھانے کا بھی مجھی کو اذن دیا جائیگا پھر میں اپنے سامنے تمام امتوں کو دیکھونگا اپنی امت کو پہچان لونگا اسی طرح اپنے پس پشت اور داہنے اور بائیں بھی۔ ایک شخص نے عرض کیا نوح علیہ السلام کی امت سے حضور کی امت تک بہت امتیں ہونگی ان سب میں سے حضور اپنی امت کو کس طرح پہچان لیں گے فرمایا انکے ہاتھ پاؤں چہرے آثار وضو سے چمکتے

اور روشن ہونگے اور کوئی دوسرا اس شان پر نہوگا (کیوں تھانوی صاحب پھر بھی آپکے نزدیک حضور کو ان مرتدین کا پہچاننا ناممکن ہی رہیگا اب فرمائیے آپکے سلب کا کیا مزاج ہے؟) اور میں انکو یوں پہچانونگا کہ انکے نامۂ اعمال انکے داہنے ہاتھوں میں ہونگے اور انکی ذریت انکے سامنے دوڑتی ہوگی (کیوں تھانوی صاحب کیا مرتدین کے اعمال نامے بھی کیا انکے داہنے ہی ہاتھوں میں ہونگے؟ ذرا اپنے سلب کی نبض تو دکھائیے اسمیں کوئی رمق باقی تو نہیں ہے) حدیث کے الفاظ ملاحظہ ہوں انا اول من یوذن لہ بالسجود یوم القیمۃ وانا اول من یوذن لہ ان یرفع راسہ فانظر الی ما بین یدی فاعرف امتی من بین الامم ومن خلفی مثل ذلک وعن یمینی مثل ذلک وعن شمالی مثل ذلک فقال رجل یا رسول اللہ کیف تعرف امتک من بین الامم فیما بین نوح الی امتک قال ہم غر محجلون من اثر الوضوء لیس لاحد کذلک غیرہم واعرفہم انہم یوتون کتبہم بایمانہم واعرفہم تسعی بین ایدیہم ذریتہم رواہ احمد اب فرمائیے استفہام مقدر مانیے گا یا نہیں (اتنی حدیثیں آپکی تسکین کے لیئے کافی ہیں یا وہی کہے جاسکا۔ کاش ذہول ہی پر حمل کیا ہوتا مگر مجبوری تو یہ تھی کہ آپکو شوق تھا سلب ثابت کرنیکا۔ بہرحال اتنا آپکا سلب مسلوب ہوا۔ والحمد للہ فرمائیے تھانوی صاحب اب سالبہ جزئیہ کس کے گھر سے آئیگا؟ قولہ دوسرا احتمال یعنی ایجاب جزئی متعین اور حق ٹھہرا اور یہی مذہب ہے نفاۃ کا۔ اقول یہ لیاقت علمی سے بیگانگی اور دیانت کی بانگی ہے کہ نفاۃ کا مذہب ایجاب جزئی ہے خدا جانے کیا سوچکر لکھا ہے جسکا مذہب ایجاب ہے وہ کیونکر نفاۃ میں شمار کیا گیا؟

شبہ جب کافروں نے بیت المقدس کا حال دریافت کیا تو حضور متردد ہوئے
اور اسکا جواب

ایک عنایت فرما کا شبہہ جب فقیر کو تحریر بالا سے فراغت ملی تو ایک عنایت فرمانے ایک شبہہ اور پیش کر کے فرمایا کہ یہ شبہہ اور اسکا جواب جو تیرے خیال میں آئے اس رسالہ میں شامل کر چنانچہ وہ شبہہ مع جواب حوالۂ قلم ہوتا ہے شبہہ بعد معراج کے جب حضرت رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم سے کافروں نے بیت المقدس کا حال دریافت کیا تو حضور متردد ہوئے جب اللہ جل شانہ نے بیت المقدس حضور کے سامنے کیا تب حضور نے کافروں کو اسکا حال بتایا۔ اگر حضور کو پہلے سے معلوم ہوتا تو آپ تردد نکرتے اور فوراً بتادیتے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکو ہر چیز کا علم نہیں جواب آسمان کو صرف

اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ حضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے لئے جمیع اشیاء کا علم قرآن وحدیث سے ثابت ہے (جیسا کہ ابتدائے رسالہ ہٰذا میں مفصل گزرا) تو پھر اپنی طرف سے شبہ نکالنا اور ہمیشہ اس فکر میں رہنا کہ کوئی اعتراض علم نبی صلی اللہ تعالے علیہ وسلم پر گھڑیں گویا اس چیز کا انکار ہے جو قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور یہ سخت مذموم وقبیح ہے۔ لہٰذا جب ہم رسول اکرم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کا علم جمیع اشیاء پر ثابت کر چکے تو اب کسی کو اعتراض نہیں پہنچتا اور جو کوئی اعتراض کرے وہ آیت یا حدیث کا مقابلہ کرتا ہے۔ اس سے میری یہ مراد ہے کہ ہر شخص جاہل ہو یا عالم قرآن شریف وحدیث سے جو چیز ثابت ہے اسپر اپنی عقل ناقص سے اعتراض کرکے اس کی مخالفت نہ کرے بلکہ بسر وچشم تسلیم کرے۔ اب اصل شبہہ کے دفع کیطرف توجہ فرمایئے ہر ذی عقل اگر علم بھی نہ رکھتا ہو تاہم اتنا تو ضرور جان سکتا ہے کہ کفار نے جو باتیں بیت المقدس کے متعلق حضور سراپا نور صلے اللہ تعالے علیہ وسلم سے دریافت کی تھیں وہ ضرور حضور کو معلوم تھیں اس لئے کہ اگر کفار ایسے امر کا سوال کرتے جسکے جاننے کا اقرار حضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے نہ کیا ہوتا تو حضور ہرگز متردد وغمگین ہوتے بلکہ یہ صاف ارشاد فرما دیتے کہ ہمنے اس کے جاننے کا دعویٰ نہیں کیا پھر تم ہم سے کیوں اسکو دریافت کرتے ہو مگر حسب بیان سائل حضور نے یہ نہ فرمایا بلکہ متردد ہوئے اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضور نے صراحۃً یا اشارۃً ان باتوں کے جاننے کا اقرار فرمایا تھا جو کافروں نے دریافت کیں اور حضور کا فرمان سراسر حق وبجا ہے تو ضرور حضور کو بیت المقدس کے متعلق ان باتوں کا علم تھا جو کفار نے دریافت کی تھیں پھر انکا نہ بتانا یا متردد ہونا کسی حکمت پر مبنی یا اسطرف التفات نہ ہونے سے ناشی دوم یہ کہ خود حدیث شریف میں موجود ہے حضور بیت المقدس تشریف لے گئے اور یوں نہیں کہ سوار چلے جاتے تھے راستہ میں بیت المقدس پر گزرے اسکو کچھ طور پر دیکھا بھی نہیں بلکہ وہاں سواری یعنی براق سے اتر کر مسجد کے اندر تشریف لائے پھر وہاں دو رکعتیں تحیۃ المسجد پڑھیں پھر باہر تشریف لائے پھر جبرئیل علیہ السلام ایک برتن شراب کا ایک دودھ کا لائے حضور نے دودھ پسند فرمایا جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ آپنے فطرت کو اختیار فرمایا الفاظ اس حدیث کے جو بروایت انس مشکوٰۃ شریف ص ۲۲۷ میں مروی ہیں یہ ہیں عن ثابت البنانی عن انس ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال اتیت بالبراق وھو دابۃ

ابیض طویل فوق الحمار ودون البغل یقع حافرہ عند منتہی طرفہ فرکبتہ حتی اتیت بیت المقدس فربطتہ بالحلقۃ التی تربط بہا الانبیاء قال ثم دخلت المسجد فصلیت فیہ رکعتین ثم خرجت فجاءنی جبرئیل باناء من خمر واناء من لبن فاخترت اللبن فقال جبرئیل اخترت الفطرۃ انتہی بقدر الحاجۃ اب کہ حضرت کی سیر اور بیت المقدس کا دیکھنا، وہاں ٹھہرنا، سواری سے اتر آنا، سواری یعنی براق کو باندھ دینا بیت المقدس میں داخل ہوکر دو رکعتیں ادا فرمانا پھر شراب چھوڑنا دودھ اختیار کرنا صاف بتا رہا ہے کہ حضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کو وہاں کے حالات پر آگاہی تھی پھر اگر حضور متردد ہوئے ہوں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت اس طرف التفات نہ تھا چنانچہ الفاظ حدیث کے اس پر دلالت کرتے ہیں کہ جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقد رأیتنی فی الحجر وقریش تسئلنی عن مسرای فسألتنی عن اشیاء من بیت المقدس لم اثبتہا فکربت کربا الحدیث از مشکوٰۃ اور اس حدیث کے حاشیہ پر ہے لم اثبتہا ای لم اضبطہا ولم احفظہا ۱۲- از لمعات بلکہ ایک روایت میں تو یہ وارد ہے کہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیت المقدس کے اوصاف حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کیے اور حضرت نے سب بتادیے اس حدیث میں تردد وفکر کا نام تک نہیں چنانچہ مدارج النبوۃ جلد اول میں ہے پس آمد ابوبکر رضی اللہ عنہ در حضرت رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وگفت یا رسول اللہ وصف کن آنرا این کہ من رفتہ ام آنجا ودیدہ ام آنرا پس وصف کرد آنرا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پس گفت ابوبکر اشہد انک رسول اللہ الخ شبہہ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واللہ ما ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بی ولا بکم یعنی خدا کی قسم میں نہیں جانتا دراں حالیکہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور نہ یہ کہ تمہارے ساتھ کیا کیا جائیگا اور یہ مضمون آیت میں بھی ہے قل ما کنت بدعا من الرسل وما ادری ما یفعل بی ولا بکم جواب آیت وحدیث دونوں میں ادری ہی جو درایۃ ہے

دیباچہ کی جو امر کہ حضور اقدس کو اپنے خاتمہ کا حال معلوم نہ تھا اور اسکا جواب:

مشتق ہے اور درایت اٹکل اور قیاس سے کسی بات کے جان لینے کو کہتے ہیں ردالمحتار صفحہ ۹
میں ہے (والراجح الدرایة) بالرفع عطفا عن الاشبہ ای الراجح من جہة الدرایة
ای ادراك العقل بالقیاس علے غیرہ تو صاف یہ معنے ہوئے کہ میں اپنی
عقل سے نہیں جانتا اور تعلیم الٰہی جاننے کا انکار کسی لفظ سے آیت وحدیث کے نہیں نکلتا
مگر تعجب ہے کہ معترض نے شبہہ کیا اور یہ نتیجہ نکالا کہ حضرت کو نہیں معلوم تھا کہ اللہ جل شانہ
حضرت کے ساتھ کیا کریگا اور اس سادہ لوح نے اتنا نہ سمجھا کہ اللہ جل شانہ خود فرماتا ہے
وللاخرة خیرلك من الاولٰی ولسوف یعطیك ربك فترضٰی جب حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ
تعالے علیہ وسلم کو آخرت کی بہتری اور اللہ جل جلالہ کی رضامندی دنیا میں ہی معلوم ہونا آیت
قرآنی سے ثابت ہے اور حضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کا اس پر یقین فرما کر یہ فرمانا لما نزلت
ھذہ الایة قال اذا لا ارضی و واحد من امتی فی النار از تفسیر کبیر جلد ۸ ص ۵۶۵
کہ میری امت کا ایک شخص بھی دوزخ میں ہوگا تو میں راضی نہ ہونگا۔ صاف بتا رہا ہے کہ
حضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو خوب معلوم تھا کہ آپکے ساتھ کیا معاملہ کیا جائیگا۔
الغرض معترض کا شبہہ یا تعصب کی بنا پر ہے یا جہالت سے اس بیچارہ کو اب تک خبر نہیں کہ
یہ آیت جس سے وہ حضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کا علم ہونا اس معاملہ کی نسبت جو آپکے اور آپکی
امت کے ساتھ کیا جائیگا ثابت کرتا ہے وہ آیت منسوخ ہے ملا عبدالرحمٰن بن محمد دمشقی رحمة اللہ
رسالہ ناسخ ومنسوخ میں لکھتے ہیں قولہ تعالٰی ما ادری ما یفعل بی ولا بکم الایة نسخ
بقولہ تعالٰی انا فتحنا لك فتحا مبینا لیغفر لك اللہ ما تقدم من ذنبك وتاخر
الآیة اور اسی صفحہ میں اس سے کچھ آگے چلکر لکھتے ہیں سورة الفتح وفیہا ناسخ ولیس فیہا
منسوخ فالناسخ قولہ تعالے لیغفر لك اللہ ما تقدم من ذنبك وما تاخر والمنسوخ
قولہ تعالٰی وما ادری ما یفعل بی ولا بکم ان دونوں عبارتوں سے ثابت ہوگیا کہ آیہ کریمہ
ما ادری ما یفعل بی ولا بکم منسوخ ہے اور اسکا ناسخ انا فتحنا لك فتحا مبینا الآیة ہے
جس میں دنیا میں فتح مبین کا اور آخرت میں غفران کا مژدہ دیا گیا اور یہ بتایا گیا ہے کہ سید عالم
صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ آنکا رب جل وعلا دنیا وآخرت میں کیا کریگا۔ اب مولوی عبدالعزیز

کا یہ قول بالکل باطل ہو گیا کہ اس آیت کے اگر یہ معنی لیئے جاویں کہ اپنے خاتمہ اور عاقبت کی آپ کو خبر نہ تھی تو یہ منسوخ ہے اور معاذ اللہ کسی مسلمان کا یہ عقیدہ نہیں اور دوسرے معنے کر یعنی آپ اُن واقعات اور معاملات سے جو دُنیا میں آپ کو پیش آنے والے تھے بے خبر تھے کسی کے نزدیک منسوخ نہیں (دیکھو رسالہ صـ) ثانیاً دوسرے معنے جو معترض نے نکالے بہت ضعیف ہیں صحیح معنے وہی ہیں جن پر وہ خود آیت کو منسوخ مانتا ہے بخاری میں ہے عن خارجۃ بن زید بن هشام ان ام العلاء امراۃ من الانصار کانت بایعت النبی صلے اللہ علیہ وسلم اخبرتہ انہ اقتسم المهاجرون قرعۃ قالت فطار لنا عثمان بن مظعون فانزلناہ فی ابیاتنا فوجع وجعہ الذی توفی فیہ فلما توفی وغسل وکفن فی اثوابہ دخل علیہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقلت رحمۃ اللہ علیک ابا السائب فشہادتی علیک لقد اکرمک اللہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم وما یدریک ان اللہ اکرمہ فقلت بابی انت یا رسول اللہ فمن یکرمہ اللہ فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اما هو فقد جاءہ الیقین واللہ انی لارجو لہ الخیر واللہ ما ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بی قالت فواللہ ما ازکی بعدہ احدا یا رسول اللہ اور کمالین حاشیہ تفسیر جلالین مطبوعہ مطبع فاروقی صـ میں اسی کریمہ وما ادری الآیہ کی تفسیر کے متعلق لکھتے ہیں قال ابن الجوزی الصحیح فی معنی الآیۃ قول الحسن وعن ابن عباس انس وعکرمۃ وقتادۃ معناہ لا ادری حالی ولا حالکم فی الآخرۃ ثم نزل بعدہ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر فقالوا هنالک قد علمنا ما یفعل اللہ تعالیٰ بک ثم نزل لیدخل المومنین والمومنات جنات الخ تو معلوم ہو گیا کہ ابن جوزی (غیر مقلدوں کے مسلم محدث) کے نزدیک بھی آیت کے وہی معنے صحیح نکلے جنکے مراد ہونے پر مولوی عبدالعزیز صاحب نے بھی آیت کے منسوخ ہونے کا اقرار کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ یہ کسی مسلمان کا عقیدہ نہیں اب کیا مجال گفتگو رہی ثالثاً اگر مولوی عبدالعزیز صاحب کے وہ ثانی معنے فرض بھی کر لیئے جاویں تو انکا یہ کہنا سراسر باطل ہے کہ کسی کے نزدیک بھی منسوخ نہیں۔ کیونکہ اول تو اس آیت کو جہاں منسوخ لکھا ہے یہ نہیں لکھا کہ اس معنے کے سبب سے تو منسوخ ہے

گر دوسرے معنی کے لئے منسوخ نہیں دوسرے جو آیت اس کی ناسخ ہے وہ خود بتا رہی ہے کہ دوسرے معنی میں بھی آیت منسوخ ہے اس لئے کہ اس میں اس کی بھی صاف بشارت ہے کہ دنیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا جاویگا اور اس کی بھی کہ آخرت میں کیا تفسیر لباب التاویل وخازن، جلد رابع صــ ملاحظہ کیجئے اس میں ہے وقیل لا ادری الی ماذا یصیر امری وامرکم فی الدنیا اما انا فلا ادری اخرج کما اخرجت الانبیاء من قبلی ام اقتل کما قتل بعض الانبیاء من قبلی واما انتم ایها المصدقون فلا ادری اتخرجون معی ام تترکون ام ماذا یفعل بکم ولا ادری ما یفعل بکم ایها المکذبون اترمون بالحجارة من السماء ام یخسف بکم ام ای شیء یفعل بکم مما فعل بالامم المکذبة ثم اخبره الله عزوجل انه یظهر دینه علی الادیان کلها فقال تعالی هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله وقال فی امته وما کان الله لیعذبهم وانت فیهم وما کان الله معذبهم وهم یستغفرون فاعلم ما یصنع به وبامته قیل معناه لا ادری الی ماذا یصیر امری وامرکم و من الغالب والمغلوب ثم اخبره انه یظهر دینه علی الادیان وامته علی سائر الامم

کیوں صاحب کہو اب بھی سمجھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی خدا تعالیٰ نے اگلی ہی خبر دیدی تھی کہ دنیا میں آپ کے اور آپ کی امت کے ساتھ کیا معاملہ کیا جاویگا اور اس معنی میں بھی یہ آیت منسوخ ہی ہے جو اس پر بھی نہ سمجھے وہ تو اس بت کو خدا سمجھے۔ واقعاً نہایت شرم کی بات تو یہ ہے کہ ہمارے مخالفین اہل دعوے اسلام کے آج اس آیت سے خوشی خوشی ایسا ہی اعتراض نکال رہے ہیں جیسا کہ عرب کے مشرکوں نے نکالا تھا اور اس کے جواب میں دوسری آیت پیش کرنی ہوتی ہے جو ان کفار نابکار کے جواب میں نازل ہوئی۔ ہائے اسلام کا دعوےٰ اور یہ حرکتیں لما نزلت هذه الآیة فرح المشرکون وقالوا واللات والعزی ما امرنا وامر محمد عند الله الا واحد وما له علینا من مزیة وفضل ولولا انه ابتدع ما یقوله من تلقاء نفسه لاخبره الذی بعثه بما یفعل به فانزل الله

عزوجل لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر فقالت الصحابۃ ھنیئا لک نبی اللہ قد علمت ما یفعل بک فماذا یفعل بنا فانزل اللہ عزوجل لیدخل المؤمنین والمؤمنات جنات تجری من تحتہا الانہار الآیہ وانزل وبشر المؤمنین بان لہم من اللہ فضلا کبیرا فبین اللہ ما یفعل بہ وبہم (خازن) صہ۱۲۳ مطبوعہ مصر۔ شبہہ قرآن پاک میں وارد ہے یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ماذا اجبتم قالوا لا علم لنا انک انت علام الغیوب یعنی جس دن جمع کرے اللہ رسولوں کو فرمائیگا کہ تم کیا جواب دیئے گئے یعنی تمہاری اُمتوں نے تبلیغ اسلام پر کیا جواب دیا وہ کہیں گے ہمیں علم نہیں تو ہی علام الغیوب ہے تو اگر رسولوں کو ہر چیز کا علم ہوتا تو وہ ایسا کیوں کہتے؟ **جواب** ایسے شبہات مخالفین کی کوتہ اندیشی اور نادانی سے ناشی ہیں کیونکہ صرف آیت ہی سے اتنا تو ظاہر ہے کہ انبیا علیہم السلام کو اس چیز کا علم ضروری ہے جس کی نسبت وہ لا علم لنا فرماوینگے کیونکہ سوال یہ ہوگا کہ تمہاری اُمتوں نے تمہیں تبلیغ کے بعد کیا جواب دیا تو انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کو وہی فرمانا اور جواب دینا چاہئے جو اُن کو انکی اُمت نے دیا تھا بجائے اس کے یہ کہہ دینا کہ ہم نہیں جانتے تو خود عالم الغیب ہے صاف دلیل اس کی ہے کہ وہ بمقابلہ علم حق سبحانہ تعالیٰ کے اپنے علم کی نفی کر رہے ہیں اور یہی مقتضائے ادب بھی ہے اور حقیقت میں تمام مخلوقات کا علم خالق جل شانہ کے علم کے سامنے قلیل و تھوڑا ہے تفسیر خازن صہ۵۰۳ جلد اول میں تفسیر کبیر سے نقل کیا ہے ان الرسل علیہم السلام لما علموا ان اللہ تعالی عالم لا یجہل وحلیم لا یسفہ وعادل لا یظلم علموا ان قولہم لا یفید خیرا ولا یدفع شرا فرأوا الادب فی السکوت وتفویض الامر الی اللہ تعالی وعدلہ فقالوا لا علم لنا جمہور مفسرین اس کے تو مقر ہیں کہ انبیاء صلوٰۃ اللہ علیہم وسلامہ کو یہ علم تو ضرور ہے کہ ان کی اُمتوں نے انہیں کیا جواب دیا ہے پس اس سے مخالفین کے شبہ کا تو قلع قمع ہو گیا اور دم مارنے کی جگہ نہ رہی مگر ہمیں یہاں سے ایک نکتہ حاصل ہوا وہ یہ کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمانا کہ ہمیں علم نہیں ان کے عدم علم کی دلیل نہیں بلکہ یہ ان کا مقتضائے ادب ہے کہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ کے سامنے وہ اپنے علم کو کچھ شمار نہیں کرتے جیسے لائق شاگرد اپنے جلیل القدر استادوں کے سامنے تو اب اگر ہمارے مخالفین صاحبان کو کچھ شرم وحیا سے تعلق ہو تو

آئندہ ایسی عبارات سے ہرگز استدلال نہ کیا کریں کہ ایسے افکار سوءِ ادب پر محمول ہوتے ہیں۔ شبہہ: ابوداؤد شریف میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی تو پاپوش مبارک قدم سے اتار دی۔ یہ دیکھ کر صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم) نے بھی اپنی اپنی پاپوشیں اتار دیں سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعد فراغ نماز صحابہ سے دریافت فرمایا کہ تم نے کس سبب سے اپنی اپنی پاپوش کو اتار دیا عرض کیا کہ حضور نے قدم مبارک سے پاپوش مبارک اتار دی ہے لہذا ہم نے بھی ایسا ہی کیا فرمایا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ مجھے جبرئیل علیہ السلام نے خبر دی تھی کہ ان میں نجاست ہے تو اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم غیب داں ہوتے تو کیوں نجاست والی جوتیوں سے نماز پڑھتے؟ **جواب** معترض کا یہ کہنا کہ نجاست والے جوتے سے نماز پڑھی خلاف ادب اور اس کی نافہمی پر دال۔ پاپوش مبارک میں کوئی ایسی نجاست نہ لگی تھی جس سے نماز جائز نہ ہوتی ورنہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پاپوش مبارک اتارنے پر اکتفا نہ فرماتے بلکہ نماز ہی از سر نو پڑھتے مگر جب ایسا نہ کیا تو معلوم ہوا کہ وہ کچھ ایسی نجاست ہی نہ تھی جس سے نماز درست نہ ہوتی بلکہ جبرئیل علیہ السلام کا خبر دینا اظہار عظمت و رفعت شان حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ہے کہ کمال تنظیف و تطہیر حضور کے حال شریف کے لائق ہے اس سے عدم علم آنسرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر استدلال ایک خام خیال ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف میں فرماتے ہیں[1]۔

لعل کان ذالک بمجرد وصل آنچہ کردہ شدہ اند در وے بظاہر نجاستے نبود کہ نماز با آں درست نباشد بلکہ چیزے بود مستقذر کہ طبع از آں ناخوش دارد و در وہ نماز از سر نگرفت کہ بعضے نماز با آں گذاردہ بود و خبر دادن جبرئیل بہ آوردن از جہت کمال تنظیف و تطہیر بود کہ لائق بحال شریف وے بود۔

شبہہ: واقعہ بیر معونہ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ چند لوگ آپ میرے ساتھ کر دیں جو میری قوم کو دین کی تبلیغ کریں اگر وہ مسلمان ہو جائیں گے تو میں بھی ہو جاؤں گا آپ نے ستر صحابہ جلیل القدر قاری قرآن

---

[1] اگرچہ حدیث شریف میں جوتے پہن کر نماز پڑھنے کا ذکر آیا ہے مگر صحابہ کے لئے اس وجہ سے درست تھا کہ ان کے جوتے ناپاک نہ تھے اور نیز اس وقت تک مسجد میں فرش نہ تھا مگر اب عام طور سے جوتے پہن کر مسجد میں داخل ہونا مکروہ ہے کیونکہ اس میں مسجد کی توہین ہے اور اللہ تعالیٰ نے مسجد کی تطہیر کا حکم فرمایا ہے کذا فی الدر المختار ۱۲

انکے ہمراہ کر دیے راستہ میں وہ سب کے سب غدر اور بے وفائی کے ساتھ شہید کر ڈالے گئے جس پر آپ کو کمال حزن و ملال ہوا اگر آپ کو پہلے سے معلوم ہوتا کہ یوں شہید کر ڈالے جائیں گے تو آپ انہیں کیوں روانہ فرماتے۔ جواب اس تمام قصہ کے نقل کرنے سے معترض صاحب کا جو مدعا ہے وہ یہی پچھلا فقرہ ہے کہ اگر آپ کو پہلے سے معلوم ہوتا کہ شہید کر ڈالے جائیں گے تو آپ انہیں کیوں روانہ فرماتے۔ ہائے افسوس اے غریب تم کیا سمجھ گئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باوجود علم کے کیوں انہیں روانہ نہ فرماتے آخر روانہ نہ فرمانیکا باعث کیا صرف صحابہ کی حفاظت جان یا اور کچھ بھی۔ اب ذرا ہوش سے سنیے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے حوصلے اور ہمتیں معاذ اللہ آپ کی طرح نہ تھیں کہ محض تن پروری مقصود ہوتی، جان کے لالچ میں دینی خدمت سے باز رہ سکتے اور اس خیال سے کہ یہاں جان عزیز نذر اشاعت اسلام ہوتی ہے درگذر کر جاتے ع کار پاکاں را قیاس از خود مگیر۔ اے حضرت وہ تو ہر دم جان نذر کرنیکو تیار رہتے تھے ع جانفدا برائے دوست میدانیم دوست۔ ہر چند کے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صحابہ کے پیش آئندہ جملہ واقعات ظاہر ہوں مگر یہ موقع درگذر نہیں کہ ایک شخص اشاعت اسلام کے لئے عرض کرتا ہے کہ حضور ان نیاز مندوں کو اس کی قوم کی ہدایت کے واسطے بھیجدیں اور اسے یہ جواب دیں کہ ہمیں اشاعت اسلام اور ہدایت خلق سے جان زیادہ محبوب ہے۔ وہاں جو جائیں گے وہ مارے جائیں گے اس لئے بخوف جان اس موقع پر اعلاء کلمۃ اللہ ہی کی کوشش نہیں کی جاتی ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم یہ سب خرافات ہیں وہاں بمقابلہ اعلاء کلمۃ اللہ کے جان کی کچھ پروا نہ تھی اور خود صحابہ کرام کو شوق شہادت گدگدا رہا تھا اور جوش میں بھرے ہوئے تھے شہادت ایک بڑا رتبہ ہے چنانچہ یہی واقعہ بیر معونہ میں مقابلہ کرنے والے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جب شہید ہوگئے اور ان میں سے حضرت منذر بن عمرو رہ گئے تو کفار نے ان سے کہا آپ چاہیں تو ہم آپ کو امن دیں مگر آپ کے آرزومند شہادت دل نے ہرگز نہ مانا اور آپ نے بمقابلہ شہادت کے امن کو قبول نہ فرمایا (کذا فی مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۱۱۱) یہ تو عرض کیا گیا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

صحابہ کرام کو دین پہ جان تصدق کرنے ہی کے لیے ۔ ورنہ فرمایا تھا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم تھا کہ یہ سب شہید ہو جاویں گے مگر جو شخص یہ کہتا ہے کہ حضور کے تو قبل وقوعہ علم شہادت صحابہ تسلیم کرلینے سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قتل عمد کی نسبت کرنا پڑیگی تو کیا وہ منذر ابن عمرو صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہ خودکشی کا الزام لگائیگا کہ انہوں نے باوجود امن پانیکے شہادت ہی کو اختیار فرمایا۔ اور اسی طرح حضرت عمرو بن امیہ ضمری اور حارث پہ بھی کہ یہ حضرات اونٹوں کو چراگاہ میں لے گئے تھے جب واپس آئے اور لشکرگاہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ پرندوں کو گرد لشکر کے دیکھا اور گرد و غبار اٹھا معلوم ہوا اور کافروں کے سواروں کو بلندی پہ کھڑا اور اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو شہید دیکھا تو آپس میں مشورہ کرنے لگے اب مصلحت کیا ہے۔ عمرو بن امیہ ضمری کی رائے ہوئی کہ سید کائنات کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر ماجرا بیان کیا جاوے حارث نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ اب ہم پہنچی ہوئی شہادت بہت غنیمت ہے چنانچہ انھوں نے کفار سے مقابلہ کیا اور ان میں چار آدمیوں کو قتل کرکے حارث خود بھی شہید ہو گئے کذا فی صحیح مسلم ومدارج النبوۃ اب یہاں سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا شوق شہادت ثابت ہوتا ہے کہ انھوں نے امن و عافیت کو چھوڑ کر شہادت حاصل کرنے میں سعی کی اور کامیاب ہوئے۔ اب جس طرح کوئی مسلمان یہ نہیں کہہ سکتا کہ صحابہ کرام نے قصداً دیدہ و دانستہ اپنی جان ہلاکت میں ڈالی اور خودکشی کی اس طرح یہ کہنا بھی کسی ایمان والے کا کام نہیں ہے کہ فخر عالم صلی اللہ علیہ تعالیٰ وسلم دیدہ و دانستہ صحابہ کو روانہ فرماکر قتل عمد کے مرتکب ہوئے والعیاذ باللہ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کی جانیں راہ خدا میں نذر کیں اور ان جانوں کے اس سے عمدہ مصرف پہ کام آنیکا کوئی موقع نہ تھا۔ جان کی بڑی قیمت یہی تھی کہ راہ خدا میں نثار ہو گئی یہ کہنا کہ اس حادثہ کا آنحضرت کو علم ہوتا تو صحابہ کو نہ بھیجتے۔ اور صحابہ کو علم ہوتا تو وہ نہ جاتے صریح فخر عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام پر الزام لگاتا ہے کہ جب جان تصدق کرنے کا موقع آتا اور یہ سمجھتے کہ جان جاتی ہے تو وہ گذر کر جاتے اور ہم لوگوں کی طرح خیال کرتے کہ کون مفت خطرہ میں جان ڈالے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العظیم تو یوں کہیے صحابہ اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ شان نہیں کہ دین پہ جان نثار کرنے میں دریغ کر جائیں جان جاتی دیکھیں تو اسلام کی اشاعت کے پاس تک نہ آئیں بلکہ یہ حضرات جب سمجھ لیں کہ اب جان نذر

کرنیکا موقع ہے تو بڑی خوشی اور شوق سے جان نذر کردیں جیسا کہ میں اوپر صحابہ کو واقعات ثابت کرچکا ہوں

میں پہلے سر شوق تہ قتل جھکادوں   ے جان اگر خنجر فولاد تمہارا

تو اس صورت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معاملہ سے واقف ہونا کس مانع روانگی صحابہ ہوتا اب بحمد اللہ تعالیٰ معترض کا اعتراض بالکل باطل ہوگیا اور حضور کا صحابہ کرام کو باوجود پیش آنیوالے واقعات پر مطلع ہونے کے روانہ فرمادینا قابل اعتراض نہ رہا پھر حضور کا یہ روانہ فرمادینا اگرچہ کسی طرح قابل اعتراض نہیں مگر اللہ عقل و ایمان نصیب فرماوے تو معلوم ہو کہ حضور کی اس میں بہت سی مصلحتیں اور حکمتیں تھیں کہاں سب کا علم بھی خاصان خدا ہی کو ہے اور جسقدر علم ہمیں عنایت ہوا بقدر اس کے لکھدینا بھی اس مختصر رسالہ میں دشوار ہے لہٰذا کچھ بطور نمونہ پیش کیا جاوے اسی واقعہ بیر معونہ میں صحابہ کا دلیری اور جوانمردی کیساتھ حکم پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعمیل میں پروانہ وار جاں نثار کرنا اور جان دینے میں خوش ہونا عجیب قابل یادگار اور دل پر اثر کرنیوالی بات ہے جس سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی قوت ایمانی اور محبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اندازہ ہوتا ہے اور خلق اللہ کو ایسے پر اثر واقعات سے ہدایت ہوتی ہے بخاری شریف میں ہے کہ جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بیر معونہ پر پہنچے اور انہوں نے حضور سراپا نور محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مکتوب مرغوب حرام بن ملحان کو دیا کہ عامر بن طفیل کو پاس لیجائیں حرام دو شخصوں کو ہمراہ لیکر روانہ ہوئے جب اس قوم کے نزدیک پہنچے ان دونوں شخصوں سے کہا کہ تم یہیں رہو میں جاتا ہوں اگر ان لوگوں نے مجھکو امن دی تو تم بھی چلے آنا اور اگر مجھے مار ڈالا تو تم اصحاب کیساتھ جا ملنا پھر حرام ابن ملحان نے ان لوگوں سے کہا امن دو تو میں تمہیں خدا کے رسول محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پیام پہنچاؤں حرام ابن ملحان گفتگو ہی کر رہے تھے کہ ایک شخص نے جو ان کے پیچھے تھا ان لوگوں کے اشارہ سے ان پر حملہ کیا اور نیزہ مارا کہ وہ حرام کے بدن کے دوسری طرف نکل آیا اس حالات میں حرام بن ملحان کی سے جو کلمے نکلے ہیں رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیساتھ محبت رکھنے والوں کو اس کا کچھ لطف آئیگا حالت تو یہ کہ نیزہ سینے سے پار ہوگیا اب خون چہرہ اور تمام بدن کو رنگین کر رہا ہے اور زبان پر کیا مبارک کلمہ ہے۔ اللہ اکبر۔

فزت ورب الکعبۃ رب کعبہ کی قسم میری آرزو پوری ہوگئی اور مطلب حاصل ہوگیا مراد مل گئی یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل پورے طور پہ ہوئی رتبہ شہادت ملا۔ سبحان اللہ ایک تو یہ لوگ تھے جو یوں دیوانہ وار سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل جان دے کر کرتے تھے اور ایک یہ زمانہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کی تنقیص اور حضور اقدس کی صفت کمال کے انکار میں رات دن سرگرم ہیں فلما نزلوہا قال بعضہم لبعض ایکم یبلغ رسالۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اہل ھذا الماء فقال حرام بن ملحان انا فخرج بکتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی عامر بن الطفیل وکان علی ذلک الماء فلما اتاھم حرام بن ملحان لم ینظر عامر بن الطفیل فی کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال حرام بن ملحان یا اھل بئر معونۃ انی رسول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الیکم انی اشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ فآمنوا باللہ ورسولہ فخرج الیہ رجل من کسر البیت برمح فضربہ بہ فی جنبہ حتی خرج من الشق الآخر فقال اللہ اکبر فزت ورب الکعبۃ وکذا فی الخازن ص ۳۳ ومدارج النبوۃ مثلہ صحابہ کرام کی جاں نثاریاں تو ایمان والوں کے دلوں میں محبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چنگاری کیلئے اکسیر ہیں علاوہ ازیں حضور کی خبر نہ دینے اور تحمل فرمانے میں بہت سی حکمتیں ہیں چنانچہ اسی واقعہ بئر معونہ میں جب حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود اپنے شوق سے مقاتلہ کرکے شہید ہوگئے اور عمرو بن امیہ ضمری باقی رہ گئے اور عامر بن طفیل نے ان کو شہید نہ کیا پیشانی کے بال پکڑ کے چھوڑ دیا اور مدینہ منورہ حاضر ہونے کی رخصت دی اور یہ دریافت کیا کہ ان شہداء سے آپ واقف ہیں فرمایا کہ ہاں واقف ہیں تب وہ انکو شہداء کے مقتل میں اور ہر ایک کا نام و نسب دریافت کرنے لگا اور یہ کہنے لگا کہ کوئی صاحب ایسے تھے جن کی نعش یہاں نہیں ہے عمرو نے فرمایا کہ وہ عامر بن فہیرہ ہیں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بندہ آزاد کردہ تھے وہ نہیں ہیں کہا وہ کیسے آدمی تھے فرمایا کہ وہ بڑے فاضل اور پہلے کے مسلمان تھے۔ عامر بن طفیل کافر نے کہا کہ ان کی شہادت کے وقت میں نے بچشم خود دیکھا کہ وہ آسمان کی جانب اٹھا لئے گئے۔ (ف) عامر بن طفیل کا ایسا عجیب وغریب واقعہ دیکھنا اور خود اس کو بیان کرنا اور پھر اس جماعت کے قتل سے پشیمان ہونا اور ایمان سے محروم رہنا

تعجب خیز اور انکی کور باطنی اور شقاوت ازلی کی صاف نظیر ہے مگر پھر بھی وہ تو کافر تھا مسلمان صورتوں کا آئیں اور صد نہیں اور عجیب عجیب واقعات کتابوں میں دیکھنے کے بعد بھی علم عظیم نبی کریم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم کا انکار ہی کئے جانا اور نصوص پاک میں مطعن ہونا بلکہ اپنے قیاسات فاسدہ اور اوہام باطلہ سے اس علم عظیم پہ اعتراض کرنا حیرت انگیز ہے اللہ جل شانہ ہدایت فرمائے۔ بنی کلاب میں ایک اور شخص جبار بن سلمی بھی ان کفار میں تھا اس سے منقول ہے کہ جب میں نے عامر بن فہیرہ کے نیزہ مارا اور وہ دوسری طرف نکل آیا تو میں نے انکی زبان سے یہ کلمہ سنا فزت واللہ اور یہ دیکھا کہ وہ آسمان کی طرف اٹھالئے گئے اس وقت سے مجھے یہ فکر ہوئی کہ اس لفظ سے کیا مراد تھی تو میں ضحاک بن سفیان کلابی کے پاس گیا اور انہیں تمام حال سنایا کہنے لگے کہ ان کی مراد یہ تھی کہ خدا کی قسم میں نے مراد پائی۔ میں نے یہ سنکر ضحاک سے کہا کہ مجھے مسلمان کر لیجئے اور میں مسلمان ہو گیا اور یہ واقعہ میرے اسلام لانے کا باعث ہوا سبحان اللہ سعادتمندوں کو جیسے اس حال کے مشاہدہ سے ایمان نصیب ہوا ویسے ہی اس کے استماع سے بھی صدہا برکات حاصل ہوئے مخالفین اب تو سمجھتے ہوں گے کہ حضور کے اطلاع نہ دینے میں حکمتیں تھیں۔ پھر اطلاع نہ دینا علم نہ ہونے کو مستلزم نہیں۔ ہر چند کفار نے سوال کئے مگر حضرت حق سبحانہ تعالے نے انکو وقت قیامت پر مطلع نہ فرمایا پھر اگر یہ راز کھلتا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیسے ظاہر فرما دیتے۔ اس سینہ مبارک میں اللہ کے ہزاروں راز مخزون تھے حضور امین تھے یہ شان تحمل کی ہے کہ ایسے ایسے موقعوں پر سکوت فرما دیں اور کلام اللہ جل شانہ کی پیروی کر دیں کہ وہ خود بھی تو عالم ہے جو اس کی مرضی۔ مولانائے روم فرماتے ہیں ؎

عارفاں کہ جام حق نوشیدہ اند ؛ رازہا دانستہ و پوشیدہ اند ؛ ہر کرا اسرار کار آموختند ؛ مہر کردند و دہانش دوختند
بر لبش قفل ست و در دل رازہا ؛ لب خموش و دل پر از آوازہا ؛ گوش آنکس گوشد اسرار جلال ؛ کو چو سوسن صد زبان افتاد لال
تا نگوید سر سلطان را بکس ؛ تا نریزد قند را پیش مگس ؛ سر غیب آنرا سزد آموختن ؛ کہ ز گفتن لب تواند دوختن
در خور دریا نشد جز مرغ آب ؛ فہم کن واللہ اعلم بالصواب

باینہمہ سرور اکرم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے اس پیش آنیوالے حادثہ کی طرف صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے روانہ فرمانے سے قبل اشارہ فرما دیا تھا چنانچہ یہ الفاظ صحاح کی کتابوں میں مروی ہیں فقال رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم انی اخشی علیہم

اھل بخل۔

حدیث الحن بحجتہ پر وہابیکا شبہہ اور اسکا جواب

شبہہ۔ بخاری شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے اپنے حجرے کے دروازے پہ جھگڑے کو سنا آپ نے باہر تشریف لاکر فرمایا کہ سوائے اسکے نہیں کہ میں آدمی ہوں میرے پاس خصم یعنی جھگڑنے والے آتے ہیں شاید بعض تمہارا بعض سے خوش بیان ہو اسکی خوش بیانی سے میں اس کو سچا جانوں اور اس کے حق میں فیصلہ کردوں پس جس کو میں حق مسلمان کا دلاؤں وہ سمجھے کہ جہنم کا ایک ٹکڑا میں دلاتا ہوں۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ رسول خدا صلے اللہ تعالے علیہ وسلم غیب داں نہ تھے اگر غیب جانتے تو خلاف فیصلہ کا آپکو کیوں خوف ہوتا۔

جواب ناظرین با انصاف کو مخالفین کے شبہے دیکھتے دیکھتے یہ تو خوب ظاہر ہوگیا ہوگا کہ یہ حضرات اپنے مدعا کے ثابت کرنے سے عاجز ہوکر اب محض زبان درازی پر آگئے ہیں اور صرف اپنے قیاسات فاسدہ سے استدلال کرنے لگے ہیں یہ حدیث جو معترض نے پیش کی ہے اس میں ایک حرف بھی ایسا نہیں کہ جو حضور محمد مصطفے صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے علم جمیع اشیاء کے انکار میں ذرا بھی ممد ہو۔ اسالیب کلام کی معرفت سے تو یہ حضرات بالکل پاک ہیں انکا تو انہیں کسی طرح بھی الزام نہیں ہوسکتا فہم مبارک نے اس حدیث سے کیا سمجھا کہ مصطفے صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو امور غیب کا علم تعلیم نہیں ہوا سبحان اللہ یہ فہم قابل تحسین و آفرین ہے۔ سرور اکرم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کا مقصود اس تمام کلام سے تہدید ہے کہ لوگ ایسا ارادہ نہ کریں کہ دوسروں کا مال لینے کیلئے زبانی قوتیں خرچ کریں حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں (رواہ الترمذی) فان قضیت لاحد منکم بشیء من حق اخیہ فانما اقطع لہ قطعۃ من النار یعنی اگر میں تم میں سے کسی کو دوسرے کی چیز دلادوں تو وہ اسکے لئے آگ کا ٹکڑا ہے مراد تو یہ ہے کہ تم جو باتیں بناؤ تو اس سے حاصل کیا بالفرض محال اگر میں تمہاری تیز زبانی اور شیریں بیانی سنکر تمہیں دوسرے کا حق دلادوں تو بھی فائدہ کیا وہ تمہارے کام کا نہیں بلکہ تمہارے ہی لئے وہ دوزخ کی آگ کا ٹکڑا ہے تو تم دوسرے کا حق لینے میں کوشش ہی کیوں کرو مقصود تو یہ تھا معترض جناب نے اس سے انکار علم نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر استدلال کیا۔ اگر حضرت کسی کا حق (معاذاللہ) کسی دوسرے کو دلادیتے تو بھی کچھ جائے عذر ہوتی کہ اب تو کچھ شبہہ کا موقع ہے کہ حضرت نے کسی کا حق تھا کسی کو دلادیا مگر یہاں شبہہ کو کچھ بھی علاقہ نہیں کہ حضرت

نے ایک کا حق دوسرے کو دلا نہ دیا بلکہ جو لفظ فرمائے وہ بھی قضیہ شرطیہ جو صدق مقدم کو مقتضی نہیں ایک فرض محال ہے یعنی ایک ناممکن بات کو محض تہدید کی غرض سے فرض کر لیا ہے اگر بالفرض ایسا ہو تو بھی نہیں کچھ فائدہ نہیں معترض صاحب ذرا مہربانی کیجئے اور اپنے اجتہاد کو زیادہ نہ صرف فرمائیے ورنہ ایسا ہی شرطیہ قرآن شریف میں بھی وارد ہے قل ان کان للرحمٰن ولد فانا اول العابدین یعنی فرما دیجئے اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کہ اگر رحمٰن کے ولد ہو تو میں پہلا عبادت کرنیوالا ہوں کہیں اس اجتہاد کی بنا پر یہ کہنا حضرت کو خدا تعالیٰ کے بیٹا ہونیکا بھی خطرہ تھا (معاذ اللہ) یہ شرطیہ ہے اور شرطیات مقدم کے صدق کو مستلزم نہیں ہوتے بلکہ فرض محال تک بھی ہوتا ہے چنانچہ اس آیت میں ایک محال فرض کیا گیا ہے اور علیٰ ہذا اس حدیث میں بھی جس سے آپ اپنے مدعائے باطل پر سند لانا چاہتے ہیں مقدم میں فرض محال ہے یہ ناممکن کہ سرور اکرم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے فیصلہ سے کسی کا حق کسی دوسرے کو پہنچ جائے ادب کرو اور رسول کا مرتبہ سمجھو (صلے اللہ تعالے علیہ وسلم) اب ذرا شرح مشارق کا مطالعہ کرو وات قولہ علیہ السلام فمن قضیت لہ بحق مسلم الخ شرطیۃ وھی لا تقتضی صدق المقدم فیکون من باب فرض المحال نظرا الی عدم جواز قرارہ علی الخطاء ویجوز ذلک اذ التعلق بہ غرض کما فی قولہ تعالیٰ قل ان کان للرحمٰن ولد فانا اول العابدین والغرض فیما نحن فیہ التہدید والتنفیر علی اللسن والاقدام علی تلحین الحجۃ فی اخذ اموال الناس شبہ حضرت کو شہد بہت پسند تھا اور آپ حضرت زینب کے پاس اکثر تشریف فرما کر شہد نوش فرماتے تھے حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ نے مشورہ کیا کہ ہم میں سے جسکے پاس اوّل حضرت تشریف لائیں وہ آپ سے یہ کہدے کہ آپ کے منہ سے مغافیر کی بو آتی ہے آپ فرمائیں گے کہ میں نے تو شہد پیا ہے تو یہ جواب دے کہ شہد کی مکھی مغافیر پر بیٹھی ہوگی۔ پس چونکہ آپکو بدبو سے نفرت ہے آپ شہد پینا ترک فرمادینگے اور حضرت زینب کے پاس نشست کم ہو جائے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا اور سرور عالم نے قسم کھالی کہ اب کبھی شہد نہ پیونگا اسپر یہ آیت اتری یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک اگر حضرت غیب داں ہوتے تو کیوں ایک بنائی ہوئی بات پر شہد چھوڑنے کی قسم کھا لیتے جواب ہزار فکر ہے کہیں اور بیچارے مخالفین لکھتے لکھتے پریشان ہوگئے مگر آجتک اتنا ثابت نہ کر سکے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فلاں چیز کا علم حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے مرحمت ہی نہیں فرمایا نہ اس

شانِ نزول تحریم پر مخالفین کا شبہ اور اس کا جواب

ف یہ شبہ تعلیمی رسالہ صفحہ میں ہے

مضمون کی کوئی آیت پیش کرنے کی جرأت ہوئی نہ حدیث دکھانے کی ہمت ہاں قیاس فاسد لیکر لکھو ایجاد کر ڈالے تو ایسے فاسد قیاس کیا عقلا کے نزدیک قابل التفات ہیں؟ یوں تو شیطانی قیاس والوں کو کلام الٰہی پر شبہے سوجھیں گے اور وہ یہ کہہ سکیں گے کہ اللہ تعالیٰ کو ہر وقت ہر چیز کا علم حاصل نہیں ہے جب چاہتا ہے کسی ترکیب سے کسی چیز کا علم حاصل کر لیتا ہے چنانچہ خدا تعالیٰ کو یہ خبر ہی نہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کون اتباع کریگا اور کون نہ کریگا جب تو اسنے نماز میں قبلہ بدل دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے میں پھر گئے اس سے معلوم ہو گیا کہ جنہوں نے اس میں حضرت کی موافقت کی اور کچھ چون و چرا نہ کیا نہ کوئی بحث کی تو وہ اتباع کرنیوالے ہیں باقی غیر متبع چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما جعلنا القبلۃ التی کنت علیہا الا لنعلم من یتبع الرسول ممن ینقلب علی عقبیہ اس آیت میں الا لنعلم کے لفظ سے صاف شبہ پیدا ہوتا ہے مگر یہ وہی شیطانی شبہہ ہے کیا قابل التفات ہو ایسے ایسے قرائن عدم علم کے ہرگز نہیں ہوتے اللہ جل شانہ علیم و خبیر ہے اس نے اب علم حاصل نہیں کیا ہے مگر ایسے لفظوں سے یہ معنے سمجھ لینا اور انکار علم میں سند لانا کور باطنی اور نابینائی ہے ورنہ قرآن پاک میں ایسے ایسے ہزاروں شبہے کج طبع لوگوں کی طبیعتیں پیدا کریں گی اور وہ سب انکی کوتہ فہمی کا نتیجہ ہوگا جو ایک مجذوب کی بڑ یا ہذیان سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا اسی طرح رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم عظیم کے انکار میں مخالفین رات دن حیلہ ڈھونڈھتے رہتے ہیں اور شبہہ تلاش کرتے ہیں اور انکو اپنے اس مدعا کی سند بناتے ہیں مگر اس سے کیا نتیجہ یہ سب کوششیں بے سود ہیں یہی شبہ تحریم والا جو ہمارے مخالفین نے پیش کیا ہے ایسا لچر ہے جس سے کوئی دانا عدم علم نہیں نکال سکے گا حضور نے اگر شہد چھوڑ دیا تو اس کو علم سے کیا علاقہ قرآن پاک کے مبارک لفظ یہ ہیں تبتغی مرضات ازواجک جس سے ظاہر ہے کہ پاس خاطر ازواج مطہرات کا منظور خاطر اقدس تھا اس لئے شہد چھوڑ دیا اس کو علم سے کیا واسطہ حضور خوب جانتے تھے کہ اس میں بدبو نہیں ہوتی مگر ازانجا کہ طبع شریف میں کمال تحمل و بردباری تھی اور حضور کے اخلاق کریمہ ایسے تھے کہ کسی کو ناراض اور شرمندہ کرنا گوارا نہ فرماتے تھے بناء علیہ اسوقت ازواج سے اس معاملہ میں سختی نہ فرمائی اور انکی رضامندی کے لئے انہیں شہد چھوڑ دینے کا اطمینان دلایا۔ پھر اسپر یہ بھی منع فرما دیا کہ اسکا کہیں ذکر نہ کیا جائے مدعا یہ تھا کہ حضرت

زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنکے پاس شہد پیا تھا انہیں شہد چھوڑنیکی اطلاع نہ دیجائے کیونکہ اس سے انکو ملال ہوگا اور منظور ہی نہیں کہ کسی کی بھی دل شکنی ہو چنانچہ حدیث شریف کے الفاظ جو امام بخاری و مسلم نے حضرۃ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیے ہیں یہ ہیں فدخل علی احدٰھما فقالت لہ ذلک فقال لا باس بہ شربت عسلا عند زینب بنت جحش فلن اعود لہ وقد حلفت لا تخبری بذالک احدا ابتغی مرضات ازواجہ یعنی حضرت عائشہ وحفصہ رضی اللہ تعالےٰ عنہما میں سے کسی کے پاس جب سرور اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور انہوں نے اپنا منصوبہ کہا کہ ہم حضور کے منھ سے مغافیر کی بو پاتے ہیں تو حضور نے فرمایا کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ ہم نے تو زینب بنت جحش کے یہاں شہد پیا ہے۔ ان تقریروں سے صاف ظاہر ہے کہ حضور کو خوب معلوم تھا کہ ہمارے منھ سے بوئے مغافیر کو کوئی علاقہ نہیں مگر یہ بھی معلوم تھا کہ انکا منشا یہ ہے کہ حضور شہد پینا ترک فرمادیں اسواسطے انکی رضامندی کیلئے ارشاد فرمایا کہ اب ہم انکی طرف پھر عود نہ کریں گے یعنی قسم کھاتے ہیں پھر شہد نہ پئیں گے اور تم کسی کو اس شہد چھوڑنے کی خبر نہ دینا یہ اس لیے فرمایا کہ اگر حضرت زینب کو اس کی خبر پہنچے گی تو انکی دل شکنی ہوگی چنانچہ علامہ علی قاری رحمۃ الباری مرقاۃ المفاتیح میں اسی لا تخبری کے متعلق فرماتے ہیں الظاہر انہ لئلا ینکسر خاطر زینب من امتناعہ من عسلہا غرضکہ اس حدیث شریف سے انکار علم مصطفےٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو کچھ مدد نہیں پہنچ سکتی نہیں معلوم کہ معترض کس نشہ میں ہے اور اس نے کیا سمجھکر اعتراض کیا حدیث میں ایک لفظ بھی تو ایسا نہیں جس سے کسی طرح ثابت ہو سکے کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو فلاں امر کا علم نہیں ملا شبہہ بخاری شریف میں ہے حضرت جابر کہتے ہیں میں نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے باپ کے قرضہ کے باب میں گیا اور دروازہ پر کھٹکا کیا حضور نے فرمایا کون ہے میں نے عرض کیا کہ میں حضور نے فرمایا کہ میں تو میں بھی ہوں گویا یہ کلمہ حضور کو ناپسند ہوا۔ اگر حضرت غیب داں ہوتے تو کیوں دریافت کرتے کہ تم کون ہو حضور کو خود ہی معلوم ہو جاتا جواب یہ شبہہ بھی ایسا ہی واہی ہے جیسے اور اوپر گزر چکے۔ کلام کی مراد سمجھ لینا کیا معنے معترض کو عبارت کا صحیح ترجمہ کرنا نہیں آتا۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا من ذا فرمانا یعنی یہ کون ہے حضور کے علم نہ ہونے کی دلیل نہیں ورنہ خود حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے

حضرت جابر کا نام دریافت فرمانے پر شبہہ اور اسکا جواب

سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کیف تحی الموتی کے جواب میں فرمایا اولم تؤمن کیا تم ایمان نہیں لائے تو معترض یہاں بھی کہدیگا کہ معاذ اللہ اگر اللہ جل شانہ عالم الغیب ہوتا تو یہ کیوں فرماتا کہ کیا تم ایمان نہیں لائے ہر جگہ سوال کی علت بے علمی نہیں ہوتی مگر جو حکمتیں نہ سمجھتے ہوں اور کلام کی مراد سے ناواقف ہوں وہ ایسے ہی واہی شبہے بیان کر سکتے ہیں ورنہ کسی مسلمان کو تو ہمت نہیں ہو سکتی علیٰ ہذا احادیث میں جا بجا مذکور ہے کہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ فرشتوں سے دریافت فرماتا ہے کہ میرے بندے کیا کرتے ہیں تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا ہے۔ ہمارے معترض صاحب سے قبل آج تک کسی نے ایسے سوالات کو عدم علم کی دلیل نہ سمجھا مگر عجیب الفہم معترض صاحب کی عجیب عجیب ایجادیں ہیں

قتل عاشق کسی معشوق سے کچھ دور نہ تھا
پر ترے عہد کے آگے تو یہ دستور نہ تھا

یہاں تو حضور کے دریافت فرمانے میں جو حکمت ہے ایمان والوں کی آنکھیں اس سے بند نہیں صاف معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جواب تعلیم فرمانا مقصود تھا کہ تم کسی کے مکان پر جاؤ اور وہ دریافت کرے کہ تم کون ہو تو (میں) نہ کہدیا کرو بلکہ نام بتلایا کرو اور ایک لفظ میں کہدینا جس سے تمیز نہ ہو سکے کہ کون صاحب ہیں ناپسند ہے۔ آپ کو ابھی آمیں ہی شبہ ہے کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ علم نہ تھا کہ دروازہ پر کون ہے۔ استغفر اللہ۔ اے حضرت انکے صحابہ کو لیجئے آل اطہار کو لیجئے اولیا امت کو لیجئے ملازمان بارگاہ کو یہ سب علوم روشن ہیں مگر ہماری آنکھیں کھلی ہوں تو ہمیں کچھ خبر پہنچے (۱) جب حضرت مولیٰ شاہ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے کوفہ سے لشکر طلب فرمایا اور بہت سی قیل وقال کے بعد وہاں سے لشکر بھیجا گیا۔ لشکر کے آنے سے قبل حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے خبر دی کہ کوفہ سے بارہ ہزار مرد آتے ہیں آپ کے ہمراہیوں میں ایک جگہ لشکر کی گذرگاہ پر آن بیٹھے جب لشکر آیا ایک ایک آدمی کو گننا شروع کیا ایک بھی تو کم بیش نہ تھا (از شواہد النبوۃ مولانا عبد الرحمٰن الجامی قدس سرہ السامی) ص۲ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ بعض سفروں میں جب کربلا ہو کر گزرے اور وہاں کچھ دیر ٹھہرے داہنے بائیں دیکھا اور واقعہ کربلا کی خبر دی (شواہد ص۲۱۲) حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مسجد کوفہ میں نماز فجر سے فارغ ہو کر ایک شخص سے فرمایا کہ فلاں مقام پر ایک مرد اور ایک عورت باہم لڑتے ہیں انکو بلا لا وہ بلا لایا جب وہ حاضر ہوئے فرمایا کہ آج رات تم میں بہت نزاع رہا جوان نے

حضرت علی مرتضیٰ کا کوفہ کے لشکر اور اسکی تعداد کی خبر دینا

واقعہ کربلا کی خبر

حضرت علی مرتضیٰ کا عجیب و غریب فیصلہ آپکو مخفی حالات کی خبر تھی

عرض کیا کہ میں نے اس عورت سے نکاح کیا اور جب میں اس کے سامنے گیا مجھے اس سے نفرت آنے لگی اور اس عورت نے مجھ سے لڑنا شروع کیا جب حضور نے طلب فرمایا تھا اُس وقت تک نزاع ہو رہا تھا۔ حضرت مولانا شاہ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالےٰ وجہہ نے اہل مجلس سے فرمایا کہ بہت باتیں ایسی ہیں جنکا سننا غیر کے سامنے ناپسند ہوتا ہے۔ سب چلے گئے صرف وہ جوان اور وہ عورت رہ گئے آپ نے اس عورت سے فرمایا کہ تو اس جوان کو جانتی بھی ہے۔ عرض کیا کہ نہیں فرمایا کہ میں تجھے اسکی معرفت کراتا ہوں مگر تو منکر نہ ہوجانا۔ عرض کرنے لگی میں ہرگز امر واقعی سے انکار نہ کرونگی فرمایا کیا تو فلاں شخص کی بیٹی نہیں ہے عرض کیا ہوں فرمایا کیا کوئی تیرے چچا کا بیٹا تھا جسکو تجھ سے محبت تھی اور تجھے اُس سے عرض کیا بیشک ایسا ہی تھا فرمایا کہ تو ایک رات ضرورت کیلئے باہر گئی تھی اُس نے تجھے پکڑ لیا اور تیرے ساتھ مشغول ہوا تو حاملہ ہوگئی تو نے ماں کو اسکی خبر کی باپ سے چھپایا جب وضع حمل کا وقت آیا تیری ماں تجھے گھر سے باہر لیگئی جب لڑکا پیدا ہوا تو نے اسکو کپڑے میں لپیٹ کر گھورے پر ڈالدیا پھر ایک کتا اسکو سونگھنے لگا تو نے کتے کے پتھر مارا اور بچہ کے سر پر لگا اسکا سر پھٹ گیا تیری ماں نے ایک کپڑا پھاڑ کر اسکے سر پر باندھا اور پھر تم دونوں چلی گئیں اور تمہیں اُس بچہ کا حال نہ معلوم ہوا اس عورت نے کہا بیشک ایسا ہی واقعہ ہوا اور میرے اور میری ماں کے سوا اسکی کسی کو خبر ہی نہ تھی پھر فرمایا کہ جب صبح ہوئی فلاں قبیلہ نے اُس بچہ کو لیکر اسکی پرورش کی یہانتک کہ وہ بڑا ہوگیا اور اُس قبیلہ کے ساتھ کوفہ میں آیا اور تیرے ساتھ نکاح کیا یہ وہی جوان ہے۔ پھر جوان کو حکم دیا کہ سر کھولے اُس نے سر کھولا سر پھٹنے کا نشان موجود تھا فرمایا کہ لیجا یہ تیرا بیٹا ہے اللہ نے حفاظت فرمائی اور اسے حرام سے بچایا (شواہد النبوۃ ص۱۶۱)

امام حسن رضی اللہ عنہ کا حبشی کی خبر دینا

امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ بارادۂ حج مکہ مکرمہ کو پیادہ روانہ ہوئے راہ میں چلتے چلتے پائے مبارک ورم کر آئے ایک غلام نے عرض کیا کہ حضور تھوڑا سا سفر تو سواری پر طے فرماویں کیونکہ آپکے پائے مبارک پر ورم آگیا ہے فرمایا کہ نہیں منزل پر پہنچکر ایک حبشی ملیگا اسکے پاس روغن ہے اُس سے خرید لینا غلام نے عرض کیا کہ حضور ہمنے تو کبھی کسی منزل میں نہیں دیکھا کہ کسی کے پاس ایسی دوا ہو۔ اس منزل میں کہاں سے آئے گی منزل پر پہنچکر ایک حبشی نظر آیا فرمایا کہ یہ وہی ہے جس کو ہم نے کہا تھا جاکر اس سے روغن خرید اور قیمت دے غلام نے جاکر اُس حبشی سے

امام حسن رضی اللہ عنہ کا لڑکا پیدا ہونے کی خبر دینا

روغن مانگا اُس سے دریافت کیا کہ کس لیے درکار ہے کہا کہ امام حسن بن علی رضی اللہ تعالے عنہما کے لیے اُس نے کہا کہ مجھے آپکی خدمت میں لیچل میں اُنکا نیازمند ہوں جب اُن کی خدمت میں پہنچا عرض کرنے لگا کہ آپ میرے آقا ہیں کیا آپ سے قیمت لے سکتا ہوں لیکن میری خاتون کے دردزہ ہے دعا فرمایئے کہ خداتعالے صحیح وسالم لڑکا عنایت فرمائے آپ نے فرمایا اللہ تعالی نے تجھے ویسا ہی بچہ دیا جیسا تو چاہتا ہے اور یہ بچہ ہمارا نیازمند ہوگیا جب وہ اپنی فرودگاہ پر پہنچا حسب ارشاد لڑکا پایا (شواہد النبوۃ صـ۱۷۲) سلف میں سے ایک صاحب نے فرمایا کہ میں مکہ مکرمہ میں تھا مجھے حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کی زیارت کا شوق ہوا چنانچہ میں اُن ہی کی قدمبوسی کے ارادے سے مدینہ منورہ حاضر ہوا جس شب میں مدینہ منورہ پہنچا ابر غلیظ چھایا ہوا تھا اور مینہ زوروں سے برس رہا تھا سردی سخت تھی آدھی رات کا وقت تھا جب میں در دولت پر پہنچا اُسوقت مجھے یہ فکر ہوئی کہ میں ابھی اپنی اطلاع کروں یا صبح جب امام رضی اللہ عنہ خود باہر تشریف لاویں اُسوقت تک صبر کروں میں اسی فکر میں تھا کہ امام کی آواز میرے کان میں آئی کہ باندی سے فرماتے ہیں کہ فلاں شخص بھیگا ہوا آیا ہے اور اُسے سردی معلوم ہوتی ہے دروازہ پر متفکر بیٹھا ہے۔ دروازہ کھولدے چنانچہ اُس نے دروازہ کھولدیا اور میں مکان میں چلا گیا (شواہد النبوۃ صـ۱۷۳) یہاں تو امام علی ابیہ وعلیہ السلام کو معلوم ہوگیا کہ دروازہ پر کون ہے ایک اور شخص سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے امام باقر رضی اللہ تعالی عنہ کے دروازہ پر کھٹکا کیا۔ ایک کنیز باہر آئی میں نے اسکی چھاتی پر ہاتھ رکھکر کہا کہ اپنے آقا سے جاکر عرض کر کہ فلاں شخص در دولت پر حاضر ہے امام باقر رضی اللہ عنہ نے مکان میں سے آواز دی کہ یہاں آ تیری ماں مرے میں نے اندر جا کر عرض کیا کہ حضرت میری نیت میں بدی نہ تھی فرمایا سچ ہے لیکن تمہارا یہ خیال ہے کہ یہ دیواریں ہماری نظروں کے لیے بھی پردہ وحجاب ہیں جسطرح تمہاری نظروں کے لیئے اگر ایسا ہو تو پھر ہم میں تم میں فرق کیا رہا۔ خبردار ایسی حرکت نکرنا (شواہد النبوۃ صـ۱۷۳) ایک شخص نے کہا کہ ایک روز امام باقر رضی اللہ عنہ سوار ہوتے اُن کے ساتھ میں بھی سوار ہوا راہ میں دو شخص ملا امام باقر نے فرمایا کہ ان دونوں کو باندھ لو یہ چور ہیں غلاموں نے باندھ لیا پھر امام نے اپنے خدمتگاروں میں سے ایک شخص سے فرمایا کہ اس پہاڑ پر آؤ وہاں ایک غار ہے اس میں جو کچھ ہے وہ لے آؤ وہ گئے وہاں دو جامہ دان تھے وہ لے آئے اور ایک جامہ دان ایک اور

حضرت امام باقر کا اندھیری رات میں دروازہ پر آنیوالے کی خبر دینا

حضرت امام باقر کا ارشاد کہ دیواریں ہمارے لیے حجاب نہیں

حضرت امام باقر کا جوڑوں کا تحفہ دینا

جگہ سے علاوہ بھی لیا امام نے فرمایا ان جامہ دانوں کے مالکوں میں سے ایک موجود ہے اور ایک غائب ہے جب مدینہ میں پہنچے اس جامہ دان والے نے ایک اور جماعت پر تہمت لگائی تھی اور وہ ماخوذ تھے حاکم نے انھیں گرفتار کیا تھا۔ امام باقر نے فرمایا کہ انکو رخصت دو وہ دونوں جامہ دان اس کے مالک کو دیئے چوروں کے ہاتھ کٹوانے انمیں سے ایک نے کہا کہ الحمد للہ میری توبہ اور قطع دست رسول صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے فرزند کے ہاتھ پر ہوا امام باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تیرا ہاتھ تجھ سے بیس سال قبل جنت میں گیا۔ وہ شخص صرف بیس سال زندہ رہا تین روز کے بعد دوسرے جامہ دان کا مالک بھی آیا امام باقر نے فرمایا کہ تیرے جامہ دان میں ہزار دینار تو تیرے ہیں اور ہزار دینار اور شخص کے اور سطرح کے کپڑے ہیں وہ عرض کرنے لگا کہ اے حضور جس ہزار دینار والے کا نام بھی بتا دیں تو درست ہے فرمایا کہ اسکا نام محمد ہے اور اس کے باپ کا نام عبد الرحمن ہے وہ ایک نیک مرد ہے صدقہ بہت دیتا ہے نماز بہت پڑھتا ہے اور اب باہر تیرے انتظار میں ہے یہ سنتے ہی اس شخص نے امام کی تصدیق کی اور وہ نصرانی تھا فوراً اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ پڑھکر مسلمان ہو گیا (شواہد النبوۃ ص۳۰۱) ۳ کوفیوں میں سے ایک شخص نے کہا کہ میں کوفہ سے بارادۂ خراسان باہر آیا میرے لڑکے نے حلہ مجھے دیا کہ اس کو فروخت کر کے میرے لیئے فیروزہ خریدتے لانا جب میں مرو کے مقام پر پہنچا تو حضرت امام رضا رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے غلام آئے اور کہنے لگے کہ انکا ایک خادم فوت ہو گیا ہے جو حلہ تمہارے پاس ہے ہمارے ہاتھ فروخت کر دو تاکہ ہم اسکا کفن بنا دیں میں نے کہا کہ میرے پاس کوئی حلہ نہیں ہے وہ چلے گئے اور پھر آکر کہنے لگے کہ ہمارے مولا نے تمہیں سلام کہا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ تمہارے پاس حلہ ہے جو تمہارے لڑکے نے تمہیں فروخت کرنیکے لیئے دیا ہے اور فیروزہ خریدنے کو کہا ہے لو یہ اسکی قیمت ہے پھر میں نے وہ حلہ انھیں دیدیا اور اپنے دلمیں کہا کہ ان سے چند مسئلے دریافت کر دیکھوں کہ کیا جواب دیتے ہیں وہ مسئلے میں نے لکھ لیئے اور صبح کو دریافت کرنے کی نیت سے انکے در دولت پر گیا لوگوں کا ازدحام تھا مجھے میسر نہ ہوا کہ میں آپ کی زیارت کر لیتا چہ جائیکہ مسائل دریافت کرنا متحیر کھڑا تھا کہ انکا ایک غلام میرا نام لکھ کر لے گیا اور تھوڑی دیر میں ایک رقعہ مجھے دیگیا اسمیں تحریر تھا کہ اے فلاں شخص تیرے سوالونکے یہ جواب ہیں جب میں نے دیکھا تو فی الحقیقت میرے تمام مسائل کے

موت کے وقت کی خبر

عجیب وغریب حالات کی خبر

امام رضا رضی اللہ عنہ کا بغیر بیان مسائل کے تمام سوالونکے جواب دینا

حضرت بایزید بسطامی کا حضرت شیخ ابو الحسن کی ولادت و دیگر حالات کی خبر دینا

جواب۔ تتمۂ شواہد النبوۃ صفحہ ۱۹۱ سطر ۹ مولانا جلال الدین رومی نے مثنوی معنوی میں فرمایا کہ حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ ایک روز مع اپنے مریدوں کے جنگل میں گشت کر رہے تھے کہ ناگاہ ایک خوشبو آئی اور آپ پر آثار مستی نمودار ہوئے ایک مرید نے عرض کیا کہ اس وقت کیا حال ہے جو حضور کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل رہا ہے کبھی زرد کبھی سرخ کبھی سفید فرمایا کہ مجھے اس طرف سے ایک یار کی بو پہنچ رہی ہے کہ اتنے سال کے بعد یہاں ایک دین کا بادشاہ پیدا ہوگا کہ آسمان پر اس کے خیمے ہوں گے مریدوں نے نام دریافت کیا فرمایا نام ان کا ابو الحسن ہوگا اور حلیہ و قد و رنگ اور تمام باتیں بیان فرمائیں اور یہ بھی فرمایا کہ وہ میرے ہی سلسلہ میں مرید ہوگا اور میری تربت سے اس کو فیض ہوگا۔ مریدوں نے اس کی تاریخ لکھ لی چنانچہ ابو الحسن اسی تاریخ کو پیدا ہوئے اور جو وصف حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ نے بیان فرمائے سب ان میں موجود تھے۔ چنانچہ مثنوی شریف کے اشعار یہ ہیں

آن شنیدی داستان بایزید	کہ ز حال بوالحسن پیشیں چہ دید	روزے آن سلطان تقوی میگذشت	با مریدان جانب صحرا و دشت
بوے خوش آمد مر او را ناگہان	در سواد رے ز سوے خارقان	بس ورا آنجا نالہ مشتاق کرد	بوے را از باد استنشاق کرد
بوے خوش را عاشقانہ میکشید	جان او از بادہ باد و می شنید	چوں درو آثار مستی شد پدید	یک مرید او را بداں دم بر رسید
پس بپرسیدش کہ ایں احوال خوش	کہ بروں ست از حجاب پنج و شش	گاہ سرخ و گاہ زرد و گہ سفید	میشود رویت چہ حال است و نوید
گفت بوے بوالعجب آمد بمن	ہمچناں کہ مر نبی را از یمن	کہ محمد گفت بر دست صبا	از یمن می آیدم بوے خدا
از اویس و از قرن بوے عجب	مر نبی را مست کرد و پر طرب	پیرہن در مصر رہن یک حریص	پر شدہ کنعان ز بوے آن قمیص
گفت زیں سو بوے یارے میرسد	کاندریں دہ شہریارے میرسد	بعد چندیں سال مے زاید شہے	مے زند بر آسماں ہا خرگہے
چیست نامش گفت نامش بوالحسن	حلیہ اش وا گفت ز ابرو و ذقن	قد او و رنگ او و شکل او	یک بیک وا گفت از گیسو و رو
کہ حسن باشد مرید و امتم	درس گیرد ہر صباح از تربتم	نہ دیش از گلہ و رخ گلگوں بود	بوالحسن او را مقام از ولی بود
بنوشتہ آن نشان تاریخ را	از کباب آمد اشنو آن شیخ را	چوں رسید آں وقت و آں تاریخ راست	خرقانی گشت زاں زمیں آں شاہ پیدا او خطا
ہمچناں آمد کہ او فرمودہ بود	بوالحسن از مردماں آن را شنود	ہر صباحے تیز رفتے بے فتور	بر سر گورش نشستے با حضور
تا مثال شیخ پیشش آمدے	تا کہ بے گفتے شکالش حل شدے	تا کہ روزے جابجا [illegible]	گور را برف او پوشیدہ بود
زاو بر تو بہ تنہا بچوں مسلم	[illegible] جانش [illegible]	بانگ آمد از حظیرۂ شیخ حی	ہا انا ادعوک کی تسعی الی
[illegible]	آں عجائب کہ ز ولی شنید	[illegible] مثنوی مست [illegible]	از پے ضعف است عذر [illegible]
	نے بزم استماع احباب	ورنہ حق واللہ اعلم بالصواب	

اب جناب کو پوچھا کہ حضرت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدم سے کیسے وسیع ہیں جبہ رسول اللہ صلعم لا

علیہ وسلم سے صحابہ نے دریافت کیا کہ حضور قیامت میں اپنی امتیوں کو کیسے پہچانیں گے فرمایا آثار وضو سے انکو ہاتھ پاؤں اور چہرے چمکتے ہونگے اگر حضرت غیب داں ہوتے تو کیوں یہ فرماتے جواب یہ شبہہ بھی محض لچر ہے اور مخالفین کو ایسے شبہے کرنے شرعاً جائز نہیں کیونکہ یہ حضرت انہی باتوں سے اس مسئلہ علم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں رات دن بکتے رہتے ہیں کہ حوض کوثر پر کچھ لوگ وارد ہونگے حضور انہیں پہچان صحابی کہہ کر پکاریں گے اور بلوینگے تب حضرت سے عرض کیا جائیگا کہ یہ آپکے بعد مرتد ہو گئے آپکو ان کا حال معلوم نہیں چنانچہ اس کا جواب بھی اوپر گذر چکا۔ میں عرض کرتا ہوں کہ جو آپنے یہ بات کہی کہ حضور اپنی امت کو آثار وضو سے پہچانینگے تو ان مرتدوں کے بھی ہاتھ پاؤں اور پیشانی چمکتی اور روشن ہوگی جو حضور یہ فرمائینگے کہ یہ میرے صحابی ہیں اور اگر یہ چمکتی ہونگی تو کیسے پہچانینگے جبکہ آپ یہ کہتے ہیں کہ حضور کو وہاں آثار وضو معرفت کا ذریعہ ہے سوچو اور نادم ہو اس موقعہ پر حضور کو بیان فضیلت و شرف منظور تھا اسواسطے یہ فرمایا کہ ہماری امت کو اور خاص کرم الٰہی یہ کہ اس سے وہ سب ممتاز ہوگی۔ آپ یہ سمجھے کہ حضور کی معرفت اس پر موقوف ہے آفریں ہے آپ کی سمجھ پر آپ کو ابھی یہ خبر نہیں کہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر فتح العزیز پارہ الم صفحہ ۲ میں فرماتے ہیں ا۔ و دیلمی از ابو رافع روایت میکند کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمودند مثلت لی امتی فی الماء والطین یعنی تصویرات امت من در آب و گل ساختہ من نمودند یعنی دیلمی نے ابو رافع سے روایت کی ہے کہ سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے میری امت کی تصویریں پانی مٹی میں دکھائی گئیں میں کہتا ہوں کہ حدیث اور مختلف الفاظ سے بھی حدیث کی کتابوں میں مروی ہے اور بعض روایات میں معرفت جیسا صحابی آیا ہے یعنی میں نے ان کے نیک و بد کو پہچان لیا اب کیا شبہہ ہے شبہہ دوم سلام حضور پر بواسطہ فرشتوں کے پیش ہوتا ہے کہ اگر حضرت غیب داں ہوتے تو بواسطہ فرشتوں کے پیش کرنے کی ضرورت تھی جواب کیا خوب یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عدم علم کی دلیل ہے یا رفعت شان کی مگر یہ آپ کیوں سمجھنے لگے ہیں کہ بواسطہ فرشتوں کے پیش کرنا حضور کی رفعت شان ظاہر کرتا ہے اگر یہی ذہن رسا ہو تو کیا عجب ہے کہ جو حضرت حق سبحانہ تعالیٰ پر بھی اعتراض کر ڈالے کیونکہ اللہ کے فرشتے ہیں اور اعمال حق بھی فرشتے ہی پیش کرتے ہیں جیسا کہ حدیث صحیحہ سے ثابت ہو تو اگر یہی ذہانت ہے تو یہ بھی کہہ جاؤ کہ اللہ تعالیٰ اگر عالم ہوتا تو فرشتے کیوں عمل بتاتے حضرت ایسے واہی شبہات سے توبہ کیجئے حضرت حق سبحانہ تعالیٰ بیشک عالم ہے مگر یہ امور انتظام و حکمت پر مبنی ہیں اگر کوئی شبہ پیدا ہوا کرے تو علما کی خدمت میں عرض کرکے صاف کر لیا کرو یہ بھی نہ ہو سکے تو اپنے قصور علم کا اعتراف کرکے اس کو نبی اور ولی [illegible] و رسولہم اعتراض کر بیٹھے زبان روکو سمجھانے سے کام نہیں سرکار کا اب ان نہ ان کو بے [illegible]

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ واصحابہ وبارک وسلم ۔ تمت بالخیر

عزو جلیل پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب

سید عالم پر امتی کے اعمال پیش کئے جانے پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب

فہرست مضامین کتاب مستطاب الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

صفحہ	مضمون
۱	دیباچہ
۲	مخالفین کے رد و رسالے اور فتوے جنکا اس کتاب میں رد ہے
۳	تقریر مسئلہ علم نبی صلے اللہ علیہ وسلم
۳	حضور کیلئے جمیع اشیاء کے علم کا اثبات قرآن پاک سے
۳	اہل سنت کا عقیدہ متعلق علم حضور علیہ الصلوٰۃ
۴	تقویۃ الایمان کے خرافات کا رد
۴	حضور کے علم عظیم کا ثبوت آیات سے
۵	حضور کیلئے جمیع اشیاء کے علم کا ثبوت احادیث سے
۶	حضور نے منبر پر قیام فرما کر قیامت تک کے وقائع و حوادث کی خبر دی
۵	مولوی صاحب بہاری کی دیانت و امانت
۵	مخالفین کے اہل حق سے کرشمے
۵	بخاری و مسلم کی حدیث کہ حضور نے قیامت تک ہونے والی کوئی چیز نہ چھوڑی سب کا بیان فرما دیا
۵	حدیث حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو سمیٹ کر مثل کف دست کر دیا جیسے کہ اسکے مشارق و مغارب
۸	حدیث حضور نے فرمایا جیسے آسمانوں اور زمینوں کی تمام کائنات کا علم حاصل ہو گیا۔
۹	فائدہ مجاہد وغیرہ جمیع کائنات کا علم حضور کو حاصل ہے
۹	حضور پر غیبوں کے دروازے کھول دیئے گئے تمام علوم جزوی و کلی کا علم و احاطہ
۱۰	آسمان و زمین کے جملہ ذوات صفات ظواہر و باطن سب کا معائنہ فرمایا
۱۱	حضور پر جمیع اشیاء کا منکشف ہونا
۱۲	حدیث کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عالم ماکان و مایکون ہونے کی گواہی دینا
۱۲	حضور نے قیامت تک ہونے والا ہر امر بیان فرما دیا یہاں تک کوئی پرندہ ایسا نہیں جو پر مارے اور حضور نے اسکا ذکر نہ فرمایا ہو
۱۲	حضور نے ایکدن میں دنیا کے تمام حالات کیسے بیان فرمادیئے
۱۲	حضرت داؤد علیہ السلام کا سواری پر زین کسنے کا حکم دینا اور زبور شروع کرنا زین کھینچنے سے قبل زبور ختم فرما لینا۔
۱۲	ابتداء سے انتہا تک مخلوقات کے جمیع احوال کی ایک مجلس میں خبر دینا حضور علیہ الصلوٰۃ کا معجزہ ہے
۱۳	حضرت علی مرتضیٰ کا ایک رکاب میں قدم رکھکر دوسری میں قدم رکھنے تک پورا قرآن پاک ختم فرما لینا
۱۳	بعض مشائخ کا جو [illegible] ایک [illegible] تمام قرآن شریف ختم کر لینا اور شیخ شہاب الدین سہروردی [illegible]
۱۴	حضور علیہ السلام پر عالم کی کوئی شے مخفی نہیں

صفحہ	مضمون
۱۱	حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے وسعت علم پر صاحب ابریز کی نفیس تقریر
۱۴	اولیا کو ایک ایسی صفت عطا فرمائی جاتی ہے جس سے وہ غیب پر مطلع ہوتے ہیں
۱۶	نصیحۃ المسلمین کے اس قول کا رد کہ غیب کی بات پیغمبر خدا کو بھی معلوم نہ تھی
۱۷	مقبولان خدا کے سینوں کی نورانیت سے لوح محفوظ کے نقوش ان میں منعکس ہو جاتے ہیں
۱۸	صاحب براہین کی تقریر پر شیطان لعین کا اللہ تعالے کے احباب میں سے بڑا لازم آتا ہے
۲۰	لوح و قلم کے علوم آپ کے علوم کے سمندروں کی ایک لہر
۲۰	حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے اعلم و افضل خلق ہونے پر دلائل
۲۰	حضور علیہ السلام کا دنیا و دین کے تمام امور و مصالح کا کفیل
۲۱	اللہ تعالی کا حضور علیہ السلام کو اولین و آخرین عطا فرمانا
۔	حضور کو تین طرح کے علم عطا ہوئے
۔	انسان و جن و فرشتے سب حضور کے امتی ہیں
۲۲	حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو تمام دنیا و مافیہا کا علم حاصل ہوا
۔	حضور کا علم انسانوں جنوں فرشتوں سب سے وسیع ہے
۲۳	وسعت علوم اولیاء کا ذکر
۔	اولیاء کے لئے تمام عالم کے علوم

صفحہ	مضمون
۲۳	مولوی اسمٰعیل دہلوی کا اپنے مریدوں کے لئے جمیع اشیاء کا علم ثابت کرنا اور حضور کے لئے شرک ٹھہرانا
۲۵	مولوی اسمٰعیل دہلوی کا صاحب شغل دورہ کی وسعت علمی کا اقرار حضور کے لئے انکار
۲۶	بزرگوں کے علم بالغیب کی نسبت مصنف نصیحۃ المسلمین و مولوی گنگوہی کا اقرار
۲۷	مخالفین کے قول سے تھوڑی دیر کیلئے شرک کا جائز ہونا لازم آتا ہے
۲۸	حضور اقدس علیہ السلام کے جسم اقدس پر مکھی نہ بیٹھتی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا مولوی وحید الزماں صاحب کے رسالہ اعلاء کلمۃ الحق کا رد جو [illegible] ثنائے الہی و نعت رسالت پناہی دونوں کو شامل ہو
۳۰	علم غیب کے متعلق فریقین کے اختلاف
۔	براہین میں شیطان و ملک الموت کی وسعت علم کا اقرار اور فخر عالم کی وسعت علمی کا انکار
۳۱	صاحب براہین کا شریک کو نص سے ثابت ماننا جانب مخالف کا اقرار کہ حضور اعلم الخلق ہیں صاحب تقویۃ الایمان کے نزدیک حضور کے لئے علم ثابت کرنا خواہ ذاتی ہو یا عطائی ہر طرح شرک ہے اور اس کا جواب

صفحہ	مضمون
۲۲	مخالفین کے قول سے لازم آتا ہے کہ علام الغیوب
	تعلیم پر قادر نہیں
۲۲	صاحب تقویۃ الایمان کے نزدیک علم الٰہی بھی ناقص ہیں
•	صاحب تقویۃ الایمان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کو بھی تمام
•	چیزوں کا ہر وقت علم نہیں
۲۳	علم نبی علیہ السلام کی نسبت اہل سنت کا اعتقاد جانب
•	مخالف کا غیب کی تعریف میں غلطی کرنا مع رد اسکے
•	مولوی غلام محمد اور کشف الغطاء اور نصیحۃ المسلمین
•	الصعود السیف کا اس قول کا رد کہ جو بتا دیا گیا غیب نہیں کہلاتا
۲۴	غیب کے معنی کی تحقیق میں تفسیروں کی عبارتیں
•	آیت وعندہ مفاتح الغیب سے مخالفین کا تمسک
	اور اس کا جواب۔
•	جس غیب پر دلیل ہو وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص نہیں
۲۵	غیب کا علم بتعلیم الٰہی انبیاء و اولیاء کو حاصل ہے
•	بعض آیتوں میں یہ مذکور ہو کہ کوئی غیب نہیں جانتا
	سب میں یہی مراد ہو کہ بے تعلیم الٰہی نہیں جانتا
۲۶	شرح فقہ اکبر کی عبارت میں جانب مخالف و دیگر
	وہابیہ کی غلط فہمی اور اس کا جواب
•	ملا علی قاری کی شرح شفا سے حضور کیلئے علم ما کان
	و ما یکون کا اثبات۔
۲۷	حضرت کا ایک مجلس میں جمیع احوال مخلوقات دنیا و
	آخرت کی خبر دینا بڑا معجزہ ہے۔
•	شرح فقہ اکبر کی عبارت میں علم ذاتی کے اعتقاد پر تکفیر
	کی ہے نہ عطائی کے
۲۸	جانب مخالف کا کلام میں تناقض یہ بھی کہتا ہے کہ غیب
	وہ ہے جو بتایا نہ جائے اور یہ بھی کہ بعض غیب بتا دیئے
	گئے۔
۲۹	کل اشیاء کا علم علم الٰہی کے حضور قلیل ہے
•	حضور کا علم ملکوت سمٰوٰت و ارض سے افضل ہے
۳۰	براہین قاطعہ کا اتہام کہ حضرت کو دیوار کے پیچھے کا
	بھی علم نہیں اور اس کا رد
۳۱	حضور علیہ السلام کے علم پر محیط کا اطلاق درست ہو
•	حضور علیہ السلام کا علم کائنات وغیرہا کے کلیات و جزئیات
	پر محیط ہو
۳۲	آیۂ لا یحیطون بشیٔ سے جانب مخالف کی غلط
	فہمی اور اس کا جواب
۳۳	آسمانوں اور زمینوں کے تمام غیوب دریائے علم الٰہی
	کا ایک قطرہ ہیں۔
•	مخالفین نے علم باری تعالیٰ کو بھی تھوڑا سمجھ لیا
	ہے

صفحہ	مضمون
۴۳	علم باری تعالیٰ کے سامنے تمام مخلوقات کے علم قلیل ہیں۔
۴۴	علم شعر کی نفیس بحث
۴۵	علم بھی ملکہ علوم میں شائع و ذائع ہے قرآن و حدیث و کتب علوم سے اس کے شواہد اور تفاسیر سے ثبوت
۴۷	ہر بشری کمال حضور علیہ السلام کو علم جامع بکثرت ہیں ہے حضور کا شعر کے جید و ردی موزوں و غیر موزوں میں امتیاز فرمانا
۴۸	شعر کے معنی عرفی و منطقی۔
״	قرآن پاک میں شعر کے معنی عرفی مراد نہیں ہو سکتے
۴۹	نفی شعر تعظیم قرآن ہے۔
۵۰	بحث شعر میں حضرت شیخ اکبر کی نفیس و جلیل تفسیر
۵۱	علم سحر کی بحث اور مخالفین کا رد
۔	کوئی علم فی نفسہٖ مذموم نہیں
۵۲	شاہ عبد العزیز صاحب کی تفسیر سے ثابت ہے کہ انبیا علیہم السلام ریاضیات و جدیات وغیرہ علوم فلسفہ کو بھی جانتے ہیں
۵۳	عالم غیر مجتہد کو صریح آیتوں اور حدیثوں سے استدلال جائز ہے۔

صفحہ	مضمون
۵۳	آیہ و علمکم ما لم تکن تعلم پر مخالفین کا اعتراض اور اس کا جواب
۔	آیہ علم الانسان ما لم یعلم میں انسان سے حضور مراد ہیں
۵۵	آیہ و یعلمکم ما لم تکونوا تعلمون پر مخالفین کا شبہ اور اس کا جواب
۵۶	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم تمام معلومات غیبیہ لکونیہ پر محیط ہے
۵۸	مخالفین کا یہ عذر کہ آیت سے علوم دینیہ مراد ہیں اور اس کا جواب
۵۹	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دنیا و آخرت کے حالات کی ایک مجلس میں خبر دینا۔
״	علم بالغیب حضور کا معجزہ ہے
۶۰	تمام مخلوقات کا علم علم الٰہی سے حضور قلیل ہے
۶۱	جملہ اشیاء کے علوم آسمانوں زمینوں کے محبوب پر علم الٰہی کا ایک قطرہ ہیں
۔	تمام مخلوقات کے علم کا بمقابلہ نبی اور جملہ انبیا کے علم کا بمقابلہ سید الانبیا علیہم السلام اور سب کے علم کا بمقابلہ علم الٰہی قلیل ہونا
	حضور کا علم اگرچہ علم الٰہی کے سامنے قلیل ہو مگر تمام ما کان و ما یکون اسے یوم القیامۃ کو حاوی ہے۔

صفحہ	مضمون
۶۲	تفسیر آیۃ وعلمک سے حضور علیہ السلام کے لئے علم ماکان ومایکون کا ثبوت
۶۳	آیۃ ویکون الرسول علیکم شہیدا پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب
〃	آیۃ ویکون الرسول علیکم شہیدا کی بحث
۶۴	اجماع امت خطا پر ممکن نہیں
〃	جیسا پیغمبر معصوم کا حکم واجب القبول ہے ایسا ہی اس امت کے اجماع کا
۶۵	غوث اعظم کا ارشاد کہ لوح محفوظ میرے سامنے ہے اور میں علم الٰہی کے سمندر میں غوطہ زن ہوں
۶۸	اولیا کے سامنے زمین مثل دسترخوان ہے
〃	امام اعظم کی روایت کہ حضرت زید نے فرمایا کہ میں عرش الٰہی کو صاف دیکھتا ہوں اور جنتی دوزخی سب میری نظر کے سامنے ہیں
۶۹	اولیا کا علم جو صاحب ارشاد ہیں مرید کے تصرفات ملاحظہ فرماتے ہیں
〃	آیۃ وما ہو علی الغیب بضنین کی بحث
۷۰	آیۃ وما کان اللہ لیطلعکم کی بحث
۷۱	صاحب روح البیان کے نزدیک حضور کا علم جمیع معلومات غیبیہ کونیہ کو محیط ہے
۷۱	حضور کو اپنی امت کے ہر مومن کافر کی اطلاع ہے
〃	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعوت سے فرمانا کہ اب قیامت تک کا ہم سے سوال کر لو اور پھر حضور سے سوال کیا جانا اور حضور کا جواب دینا
۷۲	آیۃ قل لا اقول لکم پر مخالفین کا اعتراض اور اس کا جواب
۷۳	جانب مخالف کا حضور کے لئے بدء خلق سے لیکر قیامت تک کے ماکان ومایکون کے علم کا اقرار
۷۴	لفظ ماکان ومایکون کی بحث۔
۷۵	کان کے معنی کی نفیس بحث
〃	کان محدثین کے نزدیک مفید دوام واستمرار ہو
۷۶	جانب مخالف کی خوش فہمی اور سیکون کے ضرب پر دلالت کرنے کی بحث
۷۷	صیغہ مضارع پر سین کیا معنی دیتا ہے
۷۸	آیۃ وعلمک مالم تکن تعلم پر مخالفین کا اعتراض اور اس کا جواب
۷۸	نزول وحی کیلئے ضرور نہیں کہ اس سے قبل اس کا علم ہو
۷۹	مسئلہ اظہار کے متعلق جانب مخالف کا شبہ اور اس کے قول سے اس کا جواب
	مخالفین کا یہ قول کہ ہر عام مخصوص البعض ہوا اور اس کی بہت تحقیق کہ عام افادہ عموم میں قطعی ہے

صفحہ	مضمون
۸۵	قاعدہ اس عام الخ حنفیہ کے نزدیک درست و شافعیہ کے نزدیک صحیح
۸۶	جانب مخالف کے اس قاعدے سے لازم آتا ہے کہ بعض چیزیں خدا کی ہوں بعض غیر کی اور اللہ کو بھی بعض کا علم نہ ہو (معاذ اللہ)
۸۷	حدیث فتجلّی پر مخالفین کا شبہہ اور اس کا جواب حضور کو دنیا و دین کا علم مرحمت ہوا
۸۸	جانب مخالف کی ذہانت
۸۹	ا کے عموم پر جانب مخالف کا اعتراض اور اسکا جواب
۹۰	آیہ قل لا یعلم پر مخالف کا شبہہ اور اس کا جواب
۰	جتنی آیتوں میں غیب کی نفی ہے سب میں یہ مراد ہے کہ بے تعلیم الٰہی کوئی نہیں جانتا
۹۱	امور خمسہ کا علم اور آیہ کی بحث
۹۲	قیامت کا علم
۹۳	مینہ کا بیان
۹۴	اس کا علم کہ پیٹ میں کیا ہے
۹۵	کل کی بات
۹۶	حضرت نے منبر پر قیام فرما کر قیامت تک ہونیوالی ہر بات بتائی
	حضرت کا کل کی بات بتانا
۹۷	اس کا جواب کہ جب حضرت نے سنا کہ یہ لڑکیاں یہ گاتی ہیں کہ ہم میں ایسے نبی ہیں جو کل کی بات جانتے ہیں تو حضور نے انہیں کیوں منع فرمادیا
۹۷	اس کا علم کہ کہاں مریگا
۹۸	آیہ وعنده مفاتح الغیب سے نفی علم عطائی کی ثابت کرنا ظلم ہے
۹۹	باب دوم۔ آیہ قل لا اقول لکم اور آیہ ولو کنت اعلم الغیب پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب
۱۰۰	آیہ ومنہم من قصصنا پر مخالفین کا اعتراض اور اس کا جواب
۱۰۱	آیہ لا تعلمہم نحن نعلمہم پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب
۱۰۲	ویسئلونک عن الروح پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب
۱۰۳	حضرت عائشہ صدیقہ پر بدکاری کی تہمت سے وہابیہ کا استدلال اور اس کا جواب۔
۰	انبیا کی بیبیاں بدکار نہیں ہوسکتیں۔
۱۵۰	حضرت صدیقہ کی پاکی پر حضور کی قسم۔
۱۰۴	وہابیہ کی حضور پر بدگمانیاں۔
〃	انبیا پر بدگمانی کفر ہے
〃	حضرت صدیقہ کی حدیث من اخبرک سے وہابیہ کا استدلال اور اس کا جواب۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۰۶	شب معراج میں حضور علیہ السلام کو تین طرح کے علوم عطا ہوئے ایک وہ جس کے چھپانے کا حکم ہوا دوسرے کے چھپانے اور ظاہر فرمانے کا اختیار تیسرے ہر خاص وعام کو پہنچانے کا ارشاد	۱۱۳	مولوی اسمٰعیل دہلوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی کے نزدیک مولوی اشرف علی اور مرتضیٰ حسن وغیرہ سب مشرک۔
۱۰۷	اسرار الٰہیہ علم جو حضرت کو مرحمت ہوا اسکا شاہد ام ہو	۱۱۴	ہار گم ہونے پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب قاضی خان کی عبارت متعلق تزوج بشہادت خدا و رسول پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب
۱۰۸	علم قیامت	۱۱۶	ثم اللہ قالو کا استعمال کس موقع پر فرماتے ہیں
۔	اس کا علم کہ پیٹ میں کیا ہے	۱۱۸	علم بالغیب کے اثبات میں فقہی عبارات
۱۰۹	حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا حمل میں صاحبزادی کی خبر دینا۔	۱۱۹	وہابیہ کا اعتراض کہ جمیع اشیاء غیر متناہی ہیں۔ اور اس کا جواب۔
۱۱۰	ایک اعرابی کا حضور سے دریافت کرنا کہ میری اونٹنی کے پیٹ میں کیا ہے اور ایک نو عمر صحابی کا حیرت انگیز جواب	۔	مولوی اشرف علی کی تقریظ کا رد
۱۱۰	کل کی بات کا علم	۱۲۱	قیامت میں حضور بعض لوگوں کو حوض کوثر کی طرف بلائیں گے اس پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب
۱۱۱	گانیوالی لڑکیوں کو حضور نے یہ کہنے سے کیوں منع فرمایا کہ ہم میں ایسے نبی ہیں جو کل کی بات جانتے ہیں	۱۲۲	قرآن شریف یاد ہونے کے بعد بھولنا گناہ عظیم ہے
۔	اس کا علم کہ کہاں مریگا	۱۲۳	کفار کے احوال بیت المقدس دریافت کرنے پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب
۱۱۲	حضرت صدیق اکبر کا حضور سے عرض کرنا کہ میں حضور کے بعد ڈھائی برس زندہ رہوں گا	۱۲۶	آیہ ما کنت بدعا من الرسل اور حدیث واللہ ما ادری پر وہابیہ کا اعتراض کہ معاذ اللہ حضور کو اپنی نجات کی بھی خبر نہ تھی اور اس کا جواب
۔	آیت کے ایسے معنی بیان کرنا جائز نہیں جو شان و صورت کے خلاف ہو بلکہ یہ بدعت معنی تفسیر بالرای	۱۲۸	آیہ یوم یجمع اللہ پر وہابیہ کا اعتراض

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	اور اس کا جواب	۱۴۲	حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا لڑکا پیدا ہونیکی خبر دینا
۱۳۱	نماز میں پاپوش مبارک اتارنے پر وابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب	۔	حضرت امام باقر کا ابد جیو رت میں دروازے پر پہنچوانے کی خبر دینا
۔	واقعہ بیر معونہ پر وابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب	۱۴۳	حضرت امام باقر کا ارشاد کہ دیواریں ہمارے سے حجاب نہیں۔
۱۳۶	حدیث امن تجر پر وابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب	۔	حضرت امام باقر کا چوروں کی خبر دینا۔
۱۳۸	شان نزول سورہ تحریم پر وابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب	۱۴۴	حضرت امام باقر کا ایک پور کے وقت موت کی خبر دینا اور عجیب و غریب حالات بیان فرمانا۔
۱۳۹	حضرت جابر کا امر دریافت فرمانے پر وابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب	۔	امام رضا رضی اللہ عنہ کا بغیر بیان کئے سائل کے تمام سوالوں کے جواب دینا۔
۱۴۱	حضرت علی مرتضیٰ کا لشکر کوفہ اور اس کی تعداد کی خبر دینا	۱۴۵	حضرت بایزید بسطامی کا حضرت شیخ ابوالحسن کی ولادت و دیگر حالات کی خبر دینا۔
۔	حضرت علی مرتضیٰ کا واقعہ کربلا کی خبر دینا	۱۴۶	آثار وضو سے حضرت کے امت کو پہچاننے پر وابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب
۱۴۲	حضرت علی مرتضیٰ کا ایک عجیب و غریب فیصلہ اور ظنی سادوں کی اصلاح	۱۴۷	درود وسلام پیش کئے جانے پر وابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب۔

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی

کا رسالہ النظامیہ فرنگی محل لکھنؤ بابت جنوری [illegible] میں شائع شدہ خط جو رسالہ الامداد تھانہ بھون بابت صفر [illegible] میں اولاً چھپ چکا ہے ذیل میں اسلئے درج کیا جاتا ہے کہ ناظرین کرام مولوی صاحب تھانوی کے کمالات کا اندازہ خود انہی کے شائع کردہ مضمون سے کریں

الخطوب المذیبہ۔ للقلوب المنیبہ

برادرم عزیزم سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ آں عزیز کے استفساری خط کی رسید اور تعجیل جواب نہ ہو سکنے کا عذر خط کے آنیکے ساتھ ہی جسکو آئے ہوئے تقریباً پچیس روز ہو گئے ہونگے ایک کارڈ پر لکھ چکا ہوں گو مجھکو بفضلہ تعالیٰ بخار سے نجات ہو گئی ہے لیکن ضعف و نقاہت سے کسی معمولی سے معمولی کام کی بھی ہمت نہیں ہوتی مگر ساتھ ہی آں عزیز کے تقاضا کے تصور سے اضطراب اور خود اس جواب کا بھی غایت درجہ بنا بعض مصالح مہمہ کو متضمن ہونا یہ دونوں امر متقاضی ہیں کہ بنام خدا جواب شروع کر ہی دوں تمام تعب الیہ ہیں اسلئے اختصار کے ساتھ مگر قدر ضروری تفصیل کے ساتھ جواب خط لکھتا ہوں آں عزیز نے لکھا ہے کہ اتنا معلوم ہوا کہ حق یہ تعلق سے بھائی صاحب کی حالت میں بہت تغیر ہو گیا ہے اور آپکو بھی کچھ باعث مسرت ہے آں عزیز من یہ دونوں امر صحیح ہیں اس تفصیل کی تو حاجت نہیں کہ کیا تغیر ہوا اور اس تغیر کے سبب مجھکو کیا تکدر ہوا کیونکہ اول تو اسکی حقیقت معلوم ہونا مشاہدہ پر موقوف ہے دوسرے کم شخص ایسے ہونگے جنھوں نے اسکے آثار کا مشاہدہ نہ کیا ہو اسلئے یہ تفصیل بیکار ہے البتہ قابل تحریر بات اس تغیر کے اسباب کی تحقیق ہے جسکی تقریر سے خود نتیجہ تک ذہن پہونچ جاویگا اور ممکن ہے کہ اخیر میں اسکی کچھ تصریح بھی کر دی جاوے سو ان اسباب کا مجموعہ راجع ہے دو امر کی طرف ایک حد سے زیادہ جاہل مطلق عورتوں کا خواہ جہل علمی یعنی ناواقفی شرائع خواہ جہل عملی جسکو ہمارے محاورہ میں جاہلیت کہتے ہیں جسکے شعبوں میں سے زیادہ تر بدخلقی بدگمانی و بدزبانی و کبر و حسد و حب دنیا و نسیان آخرت کو ہے دوسرا حد سے زیادہ محبت اپنے بیٹوں کو شوہروں سے اور ان کا تعلق منکوحہ اولیٰ سے زیادہ جو کہ عام معاملہ ہے دوسری عورتوں میں معلوم ہوا چنانچہ ایسے موقع پر جو اقوال ان جہلا کے سننے میں آئے وہ اسکی بڑی دلیل ہیں نمبر ۱ ہائے بادشاہی چھن گئی نمبر ۲۔ ہائے ایسا ظلم نمبر ۳۔ بس جی مولویوں کا ہی اعتبار رہا نمبر ۴ بھلا بدون اجازت منکوحہ اولیٰ کے یہ دوسرا نکاح جائز کب ہو سکتا ہے نمبر ۵ بھلا اگر عورت بھی دوسرے مرد کو ڈھونڈھے تو مرد پر کیسی گذرے نمبر ۶۔ ہائے بیٹی بیٹی کہا کرتے تھے جورو بنا کر بیٹھ گئے نمبر ۷ بیٹی کیا لونڈی کی جگہ تھی نمبر ۸۔ ارے بھائی بھانجا تو بیٹا ہوتا ہے پھر اسکو بیٹا بنایا بھی تھا اب بیٹے کی بیوی کو لے بیٹھے یہ غضب نمبر ۹ بس جی ایسی عورت کا کیا اعتبار اسکا تو اگر نا حقی منہ دیکھتا کیا اسکو بھی کچھ شرم تھی نمبر ۱۰۔ گو اور پڑھاؤ لڑکیوں کو۔ ہائے استاد ہو کر شاگردی

کر بیٹھے نمبر۱۱- اور مریدنی بھی ہوگی پیر میں اور باپ میں کیا فرق ہوتا ہے نمبر۱۲- اجی معلوم ہوتا ہے ان میں پہلے سے ساز باز[1] ہوگا نمبر۱۳- بس جی اب تو سب مرید ایسا ہی کرینگے نمبر۱۴- اجی لڑکی نے بھی غلطی کر دیا جو کرنا ہی تھا اور دس تھے بھلا جسکے پاس بچپن میں ہی لکھا پڑھا اسکی چھاتی پر[2] مونگ دلنا تھا نہ پڑھا- خدا کرے ان کو آرام ہی نصیب ہو نمبر۱۵- اجی ایسی بیحیا ہے تو ستر کرے گی ستر جو تھی نمبر۱۶- بس اب یہ بیچاری غریب کا حصہ رزق میں بھی بانٹ لے گی نمبر۱۷- اگر اتفاق سے کوئی حادثہ پیش آگیا مثلاً معاش کی کمی یا بیماری تو یہ رائے قائم کی جاتی ہے کہ اس کا ایسا نحوس قدم آیا تھا کہ رزق گھٹ گیا صحت بگڑ گئی و نحو ذلک من الخرافات جن میں بعض اقوال تو صاف شریعت کا رد اور کفر کے قریب ہیں اس واقعہ میں معلوم ہو گیا کہ بڑی بڑی لکھی پڑھی تسبیح نفلوں کی پابند مگر تمام تر ان کا علم ثابت ہوا نہ تمیز تھی کہ ہم منہ سے کیا بکتے ہیں آیا ہمیں کفر ہو جاویگا یا گناہ ہو جاویگا نہ یہ ہوش کہ آخر نتیجہ ان خرافات کا کیا ہے اپنے نزدیک تو صاحب معاملہ کے ساتھ ہمدردی کی جاتی ہے مگر یہ سلیقہ نہیں کہ اس سے تو اور دونا غم کو اشتعال ہوتا ہے ایسے وقت میں سخت ضرورت تسلی دینے کی ہوتی ہے جس کا طریقہ عام عقلاء کے نزدیک تو صبر دلانا ہے اور جو شبہات آئندہ کے متعلق صاحب معاملہ کو واقع ہوں مثلاً یہ کہ میرے ساتھ التفات نہ رہیگا میرے حقوق ضائع کر دیئے جاویں گے جدیدہ کی چغلیوں سے مجھکو تکلیف دیجاوے گی ان سب شبہات کو خوبصورتی سے رفع کرنا اور میرے نزدیک ایسے موقع پر تسلی کا طریقہ یہ ہے کہ اسکو مصیبت ہی تسلیم نہ کیا جاوے کہ صبر کی ترغیب دیجاوے بلکہ اسکا نعمت و مصلحت ہونا ثابت کیا جاوے اور شکر کی ترغیب دیجاوے اور یہ جو میں نے کہا کہ ایسے موقع پر تسلی کا طریقہ یہ ہے مراد ایسے موقع سے وہ موقع ہے جہاں اسکا ظاہر نعمت ہونا بھی ثابت کر سکے جیسے بفضلہ تعالیٰ اس ناکارہ[3] کی حالت ہے وہ یہ ہے کہ میں نے قدیمہ کی دلجوئی میں بیحد پیشی کر دی گو میں نے کوئی گناہ[4] کا یا عیب کا کام نہ کیا تھا لیکن ان کے عین دوران شکایت میں ان سے تجاوز[5] عن التہذیب کو غلبہ حال پر محمول کر کے ان کو معذور قرار دیا اور اسی طرح سکون و سکوت و ضبط سے کام لیا جیسے کوئی معیب کر کے خجل و شرمندہ ہوتا ہے اور تمام تر جوش و خروش کا جواب ان الفاظ سے دیا کہ خیر میں نے سب دل سے معاف کیا اللہ تعالیٰ تمہاری اصلاح فرمائے میں بے توجہی[6] بسن و کثرت مشاغل خدمت خلائق ان سے بالکل بے فکر ہو گیا تھا بعض اوقات دن دن بھر گھر جانے کی نوبت نہ آتی تھی عشاء کی نماز پڑھ کر فوراً سو رہتا تھا بات کی بھی فرصت نہ ملتی تھی مگر اب سے ان کی دلجوئی کا خاص اہتمام شروع کر دیا ذرا ذرا بات میں انکی رعایت ملحوظ کرنے لگا چونکہ مزاج میرا فطرۃً تیز ہے اور عورتوں میں کج لازم ہے کسی میں کم کسی میں زیادہ اکثر جب کوئی ایسا موقع پیش آجاتا تھا میں تحمل نہ کرتا تھا۔

[1] نحوست [illegible] ما فیہ ان الفاظ کا [illegible] ۱۲ منہ

[2] اپنے [illegible] ۱۲ منہ

[3] الملاحت [illegible] ۱۲ منہ

[4] یا بالمثال ادنی دسکی [illegible] کی جوب [illegible] ۱۲ منہ

[5] بالمعنی اللغوی [illegible] ۱۲ منہ

[6] [illegible] ۱۲ منہ

قولاً بھی تیز الفاظ کہتا تھا اور عملاً بھی بعض اوقات کھانا چھوڑ کر گھر سے مدرسہ میں چلا آتا تھا ایسا اتفاق بکثرت ہوتا تھا جب سے یہ واقعہ ہوا اس برتاؤ کا نام و نشان نہیں رہا اُدھر سے کتنی ہی کجی ہوئی اِدھر سے بہت زیادہ نرمی و راستی برتی گئی خلاصہ یہ کہ اس قدر نرم برتاؤ اختیار کیا گیا کہ بعض لوگ تو مجھکو بے غیرت کہنے لگے بعضے بیوی سے ڈرنیوالا اور دبنے والا کہنے لگے بعض نے یہ رائے قائم کی کہ یہ نرمی ہی سبب ہے دوسری جانب کی دلیری کا البتہ یہ تو ہوا کہ جب کبھی شریعت پر اعتراض کا اثر پہونچنے لگا گو صاحب اعتراض کو انکا احساس نہیں ہوا یا یہ کہ بیہودگی کو زیادہ استداد ہونے لگا اول تو نرمی سے فہمائش کر دی اگر پھر اصرار ہوا تو دوبارہ فہمائش میں قدرے آواز بلند ہوگئی مگر اس میں بھی الفاظ خشن اور تیز سے زبان کو نہایت تکلف کے ساتھ روکا غرض یہ خلاصہ تھا دوسرے میری حالت کا تو اس میں غور کر کے ہر عاقل سمجھ سکتا ہے کہ میرا برتاؤ پہلے سے زیادہ اچھا ہو گیا اور سبب اسکا وہی دل شکنی کے احتمال پر دلجوئی اور اس دلجوئی کا سبب بھی واقعہ جدیدہ تو اس صورت میں کیا شک رہا کہ اس واقعہ کا قدیمہ کے حق میں نعمت ہونا بھی نہایت آسانی سے ثابت کیا جاسکتا ہے پس طریق تسلی کا یہ تھا اور اگر یہانتک ذہن نہ پہونچتا تو خیر صبر ہی کی تعلیم کیجاتی اگر دو چار عاقل عورتیں بھی اس طرف توجہ کرتیں تو ان کے رنج و غم کی یہانتک نوبت نہ پہونچتی مگر جو آئی ان کے خیالات کی تھیں اکثر بلکہ کل کے کل لغو اور بے بنیاد تھے تصدیق ہی کرتی آئی کسی نے تکذیب نہیں کی الا ماشاء اللہ اور تصدیق بھی صرف خوشامد میں اور اس مصلحت کہ یوں نہ کہیں کہ فلانی کو میرے ساتھ ہمدردی نہیں بس اس تصدیق سے اُن کے اوہام اور خیالات اور پکے ہو گئے اور وہ مثال ہو گئی جیسے کسی میانجی کو اس کے مکتب کے لڑکوں نے باہم متفق ہو کر بیمار ڈالدیا تھا کہ جو آتا ہی خیر ہے چہرہ اداس کیوں ہے آخر بیچارا بیمار پڑ گیا میں نے اس دلجوئی کے علاوہ اصلاح باطن کے طریق سے اس قدر کام لیا کہ شاید میں نے پچیس برس کی مدت میں کسی کیلئے نہ لیا ہوگا اُن میں بعضے طریقے منقول تھے اور بعضے بزرگوں کے کلام سے مستنبط کئے ہوئے اور ایسے لطیف لطیف کہ اگر کوئی ان کی قدر کرتا تو ضبط کر لیتے ایک بے نظیر رسالہ سلوک کا بنتا اور عمل کرنے سے انسان کامل بنجاتا مگر تجربہ سے معلوم ہوا اور پہلے سے بھی معلوم تھا مگر اب اور زیادہ معلوم ہو گیا کہ جو شخص اپنی اصلاح نہ چاہے اسکی اصلاح کوئی مخلوق نہیں کر سکتا حتی کہ نبی بھی دوسرے یہ تجربہ سے معلوم ہوا کہ اصلاح کیلئے مصلح کے ساتھ اعتقاد اور عظمت کا ہونا شرط ہے اور شوہر کے ساتھ یہ دونوں امر ضعیف ہیں بہر حال میں نے تھک کر حق تعالیٰ سے التجا اور دعا شروع کی ہے اور حضرت زکریا علیہ السلام کے قول کے موافق ولم اکن بدعائک رب شقیا

[illegible]

امید قبول رکھتا ہوں اور غالباً پہلے کی نسبت سکوت و سکون دونوں کی رفتار ترقی پر ہے اور جس مرض میں روزانہ انحطاط ہو امید قوی وہاں صحت ہی کی ہوتی ہے یہ تو خلاصہ تھا ان کے غم اور اس غم میں ان کے ساتھ میرے معاملہ کا آنعزیز کے اس سوال کا جواب بھی معلوم ہو گیا کہ آپکو کچھ بھی کچھ باعث مسرت نہوا ظاہر ہے کہ ایسی حالت میں کیا مسرت ہو سکتی جبکہ اسباب مسرت پر اسباب کلفت بلاشک کے غالب ہوں مگر یہ نفی مسرت کی جو میں نے تسلیم کرلی یہ ظاہری مسرت کے اعتبار سے ہے ورنہ باطناً تو اگر اللہ تعالیٰ معرفت نصیب کرے یہ کلفت بھی مسرت ہی ہے کیونکہ مسرت کے جو منافع ہیں اس کلفت میں اس سے کم نہیں بلکہ بہت کچھ زیادہ حاصل ہیں گو اس زیادت پر نظر کر کے نہ اس کلفت کی تمنا کرے اور نہ اس کے رفع کی دعا کو ترک کرے حق تعالیٰ سے برابر عافیت مانگتا رہے لیکن جب تک عافیت ظاہری نہو اس میں مصلحتیں و حکمتیں سمجھکر دل سے راضی اور ثواب کا متوقع رہے چنانچہ الحمد للہ اس پر کچھ عمل ہے جس سے زخم پر مرہم رکھا جا رہا ہے ورنہ

ع بلا بودے اگر ایں ہم نبودے

ہاں میں نے اسباب تغیر میں ایک امر کل بتلایا تھا دوسرا امر محبت بی بی کو شوہر کے ساتھ مسرت کے جواب ہے اس کو ترتیب میں مقدم لکھنا چاہئے تھا مگر خیر امر اول کا ذکر بھی دور نہیں ہوا گویا یہ دوسرا امر اول کے ساتھ ہی مذکور ہے اس امر ثانی کی تبیین اس طرح ہے کہ چونکہ بی بی کو شوہر سے خصوص ہندوستان میں یہاں کی آب و ہوا کی خاصیت سے محبت زیادہ ہوتی ہے اور خاصہ محبت کا یہ ہے ؎

باسایہ ترا نمی پسندم
عشق است و ہزار بدگمانی

بس اس سے یہ شرکت کہ اس کے شوہر میں دوسری آکر حصہ دار ہو جاوے سخت ناگوار ہوتی ہے اور گو یہ شرکت [illegible] کو بھی کسی قدر ناگوار ضرور ہے لیکن پھر دونوں میں یہ فرق ضرور ہے کہ دوسری تو اول ہی سے شرکت کو گوارا کر کے آتی ہے اور پہلی مدتوں انفراد و اختصاص کی حالت میں رہ چکی ہے اسکو خلاف ارادہ و خلاف توقع و خلاف رضا یہ شرکت پیش آجاتی ہے اسلئے اسکو زیادہ صدمہ ہوتا ہے اور اسکا خلاف ارادہ و خلاف رضا ہونا تو ظاہر ہے باقی خلاف توقع اسلئے کہ ہندوستان میں اسکا رواج بہت کم ہے گویا کہ [illegible] رسم کو جذبات میں بہت دخل ہوتا ہے اور یہاں تک دخل ہوتا ہے کہ جو امر خلاف ارادہ و خلاف رضا بھی نہو مگر خلاف رسم ہو چونکہ جب خلاف ارادہ اور رضا نہو نیکا بھی اثر نہیں ہوتا چنانچہ بعض جگہ نیا گیارہ

[illegible]

نعیمی کتب خانہ

نعیمی کتب خانہ

۵ الحمد مارکیٹ غزنی سٹریٹ ۴۰ اردو بازار، لاہور۔
فون: 042-37248927